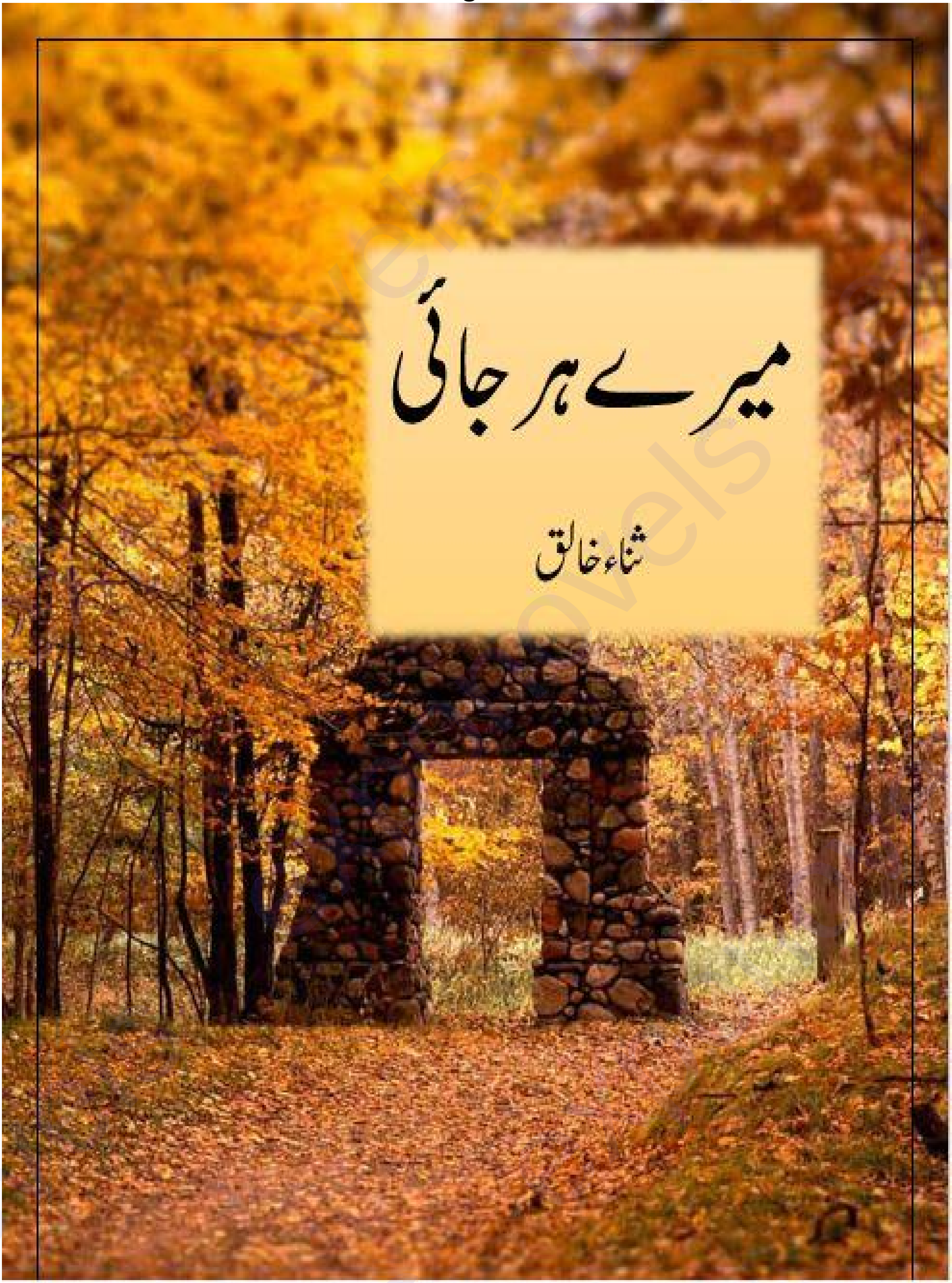

For more visit (exponovels.com)

"بیٹا ناشتہ تو ٹھیک سے کر لو۔"

وہ اسے کھڑا ہوتے دیکھ خفگی سے بولیں۔

"ماما لیٹ ہو گیا ہوں۔ اور آپ کو معلوم ہے نیا آفس ہے لیٹ جانا اچھی بات نہیں۔"

وہ ان کے سر پر بوسہ دیتا ہوا بولا۔

"تو جلدی اٹھا کرو نہ۔ سارا دن آفس میں کام کرنا ہے وہ بھی خالی پیٹ۔" وہ قائل نہیں ہوئیں۔

"لنچ ٹائم میں کھانا کھا لیتا ہوں میں۔ آپ بس پریشان کم ہوا کریں۔"

وہ مصنوعی خفگی سے کہتا ٹیبل سے فون اٹھانے لگا۔

"سارا دن گھر میں اکیلی ہوتی ہوں تو تمہارے بارے میں ہی سوچنا ہے مجھے۔" وہ برتن سمیٹنے لگیں۔

"اچھا باقی باتیں رات میں کریں گے ورنہ مجھے بہت لیٹ ہو جائے گا۔"

وہ مسکرا کر کہتا چلنے لگا۔

"مجھے مارکیٹ جانا ہے ذرا جلدی آجانا۔" وہ اس کے پیچھے لپکیں۔

"مارکیٹ دیر تک کھلی رہتی ہے۔ ہم رات میں آرام سے چلیں گے۔" وہ ان کا گال تھپتھپاتا ہوا بولا۔

"اچھا۔" وہ جیسے اس کی مجبوری سمجھ گئی تھیں۔

صائم خدا حافظ کہتا دروازے سے باہر نکل گیا۔

"اللہ نے اگر بیٹی بھی دی ہوتی تو آج یوں بلکل تنہا نہ ہوتی میں گھر میں۔" وہ لاؤنج میں نگاہ دوڑاتی تاسف سے بولیں۔

"بیٹیوں سے تو رونق ہوتی ہے گھر میں۔" وہ اداسی سے مسکرائیں۔

"امل کو فون کروں گی آج۔ وہ بھی بھول ہی جاتی ہے۔" وہ نفی میں سر ہلاتی برتن اٹھانے لگیں۔

~~~~~~~~~~

وہ پسینے میں شرابور دوڑ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور سپیڈ مزید بڑھا دی۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~

جم میں اس وقت اکا دکا لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ رنگ کا ٹراؤزر زیب تن کر رکھا تھا۔ اس کے گندمی رنگ پر سیاہ رنگ جچتا تھا۔ فون کی بیل نے اسے سپیڈ کم کرنے پر مجبور کیا۔

اس نے نمبر دیکھا۔ سانس خارج کرتے ہوئے فون کان سے لگا لیا۔ اب وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔

"جی فرمائیں صبح صبح فون کیا۔" مقابل کو سنے بغیر وہ بولنے لگا۔

"کل رات میں فون کر رہی تھی تمہیں لیکن نمبر بزی جا رہا تھا۔"

دوسری جانب سے زنانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں میں بزی تھا۔" لاپرواہی سے جواب دیا گیا۔

"اور میں ساری رات جاگتی رہی اس امید میں کہ تم کال بیک کرو گے۔"

وہ مایوس ہوئی۔

"تم مجھے جانتی ہو پھر ایسی بے تکی امیدیں لگانے کا مطلب؟"

وہ مشین کا بٹن دباتا ہوا بولا۔

"تم ہمیشہ ایسے کرتے ہو آخر کب بدلو گے تم؟" وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔

"وہ دن تو شاید کبھی نہ آئے۔ اور میں بلکل ٹھیک ہوں کیوں بدلوں خود کو؟"

اس نے الٹا سوال داغا۔

"ہرٹ کرتی ہیں مجھے یہ باتیں۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"یار کوئی اور بات کرو۔" زایان پانی کی بوتل اٹھا کر مشین سے اتر آیا۔

"تمہیں بلکل فرق نہیں پڑتا؟ میری تکلیف سے میرے درد سے؟" وہ تڑپ کر بولی۔

"میں ایسا ہی ہوں اور یہ بات تم بھی جانتی ہو۔مجھے بدلنے کی سعی کرنا بلکل بیکار ہے۔"

اس نے ہنکار بھری۔

"زایان مت کیا کرو ایسا۔" اس نے زایان کا دل نرم کرنا چاہا مگر پتھر پر کوئی اثر نہیں ہوتا

شاید وہ اس بات سے واقف نہیں تھی۔

"ٹھیک ہے پھر میں فری ہو کر بات کرتا ہوں تم سے۔" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"کل رات نہیں آئے تھے تم۔" زایان اپنے شانے پر ہاتھ کا دباؤ محسوس کرتا پیچھے مڑا۔

آنکھوں میں شناسائی کی رمق ابھری تو لب مسکرانے لگے۔

"ہاں کل رات میں کچھ مصروف تھا۔"

زایان اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامتا کھڑا ہو گیا۔

"کچھ مصروف یا زیادہ؟" وہ جیسے اس کی بات سمجھ چکا تھا۔

"تم جانتے ہی ہو کتنی مصروفیت ہوتی مجھے۔" وہ بوتل منہ سے ہٹاتا ہنسنے لگا۔

"ہاں بلکل معلوم ہے مجھے۔ ویسے آج کل کس کے ساتھ ہو؟ نادیہ یا حرا؟"

زایان رک گیا۔ اپنے بیگ سے تولیہ نکالا اور ہنسنے لگا۔

"یہ سب تو چلتا ہی رہتا ہے تم اپنی سناؤ؟" وہ اپنا سامان بیگ میں واپس ڈالنے لگا۔

"کچھ خاص نہیں بس تمہاری بھابھی کو شاپنگ کروانے میں مصروف ہوں۔ شادی میں دن بھی کم ہیں اب۔" وہ قدرے سنجیدگی سے بولا۔ "کوئی بھی کام ہو میں حاضر ہوں۔" زایان سینے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"بس تم بھی شادی کر لو۔ ایسے اکیلے رہ کر تنگ نہیں آتے؟"

اسد زایان کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"شادی بھی کر لیں گے میری کون سا عمر نکلی جا رہی ہے۔"

زایان نے اس کی بات مزاح میں اڑا دی۔

"اچھا مجھے گھر ڈراپ کر دو۔ میں آج گاڑی نہیں لایا۔" وہ اس کے ہمراہ چلتا ہوا بولا۔ زایان نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

~~~~~~~~~~

"دادو آپ کو اس وقت سوئی دھاگا کیوں چاہئیے؟" وہ الماری میں سر دئیے کھڑی تھی۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~

"مجھے اپنی قمیض کو سینا ہے۔ تم زبان کم آنکھیں زیادہ چلاؤ۔" وہ اس کے تاخیر کرنے پر خفا تھیں۔

"ایک تو آپ چیزیں جگہ پر نہیں رکھتیں۔ پھر ڈھونڈنے میں وقت تو لگے گا نہ...." وہ چیزیں اِدھر اُدھر کرتی بڑبڑائی۔

"تمھیں کوئی کام ڈھنگ سے کرنا آئے تب نہ۔ سسرال جا کر ناک کٹوادو گی میری۔" انہیں اب یہ فکر ستانے لگی۔

"آہ دادو۔ میری شادی فکس نہیں کی آپ نے جو ابھی سے پریشان ہونے لگ گئی ہیں آپ۔" وہ الماری بند کرتی ہوئی بولی۔

"مل گئی؟" وہ خوشی سے چہکیں۔

"جی نہیں۔" امل منہ بنا کر کہتی ڈریسنگ کے دراز کھولنے لگی۔ "تمہاری ماں اتنی سگھڑ تھی اور تم نجانے کس پر چلی گئی۔ ایک کام نہیں ہوتا تم سے۔" وہ سخت خائف دکھائی دے رہی تھیں۔

"دادو اتوار کو میں نے الماری میں رکھا تھا ڈبہ اب نجانے کہاں چلا گیا ہے۔" وہ جھنجھلا کر کہتی کھڑی ہو گئی۔

"آج کی تاریخ میں تمھیں نہیں ملنے والا۔" وہ امل کی جانب سے مکمل مایوس ہو چکی تھیں۔

"آپ بھی تو کب سے باتیں سنائے جا رہی ہیں ایسے تھوڑی ملے گا۔" وہ خفا خفا سی کہتی سائیڈ ٹیبل کھولنے لگی۔

"لو میں چپ کر گئی۔ اب دیکھ لیتے ہیں تمہیں ملتا ہے یا نہیں۔" وہ ہونٹوں پر انگلی رکھتی خاموش ہو گئیں۔

یہاں بھی امل کو اپنی مطلوبہ شے دکھائی نہ دی۔ ایک نظر دادو پر ڈالتی وہ دوسرا سائیڈ ٹیبل کھولنے لگی۔

چیزیں الٹ پلٹ کرنے پر بلا آخر اسے وہ ڈبہ مل گیا۔

"شکر میرے مولا۔" وہ سانس خارج کرتی ہوئی بولی۔

چہرے پر سکون پھیل گیا۔

"مجھے تو لگا تھا ملے گا ہی نہیں۔" وہ ڈبہ امل کے ہاتھ سے لیتی منہ بناتی ہوئی بولیں۔

"آپ جب تک مجھے باتیں سناتی رہتی ہیں ایسا ہی ہوتا ہے۔" وہ چیزیں سیٹ کرنے لگی۔

"اچھا بس بس۔ جاؤ اب اپنے کالج پھر دیر ہو گئی تو میرے گلے پڑ جاؤ گی۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی بولیں۔

"میں پہلے کچن میں تو دیکھو میڈم نے ناشتہ تیار کیا ہے کہ نہیں۔" وہ تیکھے تیور لیے وہاں سے نکل گئی۔

"نجانے اس لڑکی کا سسرال میں کیا بنے گا۔ ناشتہ تک بنانا نہیں آتا...." وہ فکر سے کہتی سوئی میں دھاگا ڈالنے لگیں۔

"مجھے معلوم تھا ناشتہ تیار نہیں ہوگا۔" امل کچن میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔

ملازمہ اس کی آواز پر بوکھلا گئی اور ہاتھ میں کپڑا کپ زمین پر جا گرا۔ امل کمر پر ہاتھ رکھے اسے گھور رہی تھی۔

"بی بی جی میں صفائی کر رہی تھی اس لئے آج دیر....."

امل نے اسے بیچ میں روک دیا۔

"یہ دیر تو تمہاری روز ہوتی ہے۔ روز تم مجھے کالج سے لیٹ کروا دیتی ہو ہزار بار بتا چکی ہوں کہ وہاں جا کر مجھے اپنی اینٹری کروانی ہوتی ہے مگر تمہارے تو کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔"

امل اسے سخت سست سناتی آگے بڑھنے لگی۔

"قسم لے لیں کل فجر کی نماز کے وقت ناشتہ ٹیبل پر ہوگا۔" وہ گھبرا کر کہتی پیچھے ہو گئی۔

"فجر کے ٹائم تم ہی کھا لینا۔ مجھے اپنے ٹائم پر چاہئیے آٹھ تیس پر۔" وہ سلیب پر زور سے ہاتھ مارتی ہوئی بولی۔

"جی بی بی جی ٹھیک ہے۔" وہ سر اثبات میں ہلاتی ہوئی بولی۔ "اب پہلے یہ صاف کرلو پھر ناشتہ بنانا میرا۔" وہ فرش پر پڑے ٹکڑوں کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

"اس گھر میں سارے ہی عجیب ہیں۔ جس کا جس پر زور چلتا ہے اس پر غصہ کرتا ہے۔" امل کے کچن سے نکلتے ہی وہ منہ میں بڑبڑانے لگی۔

~~~~~~~~~

"حیرت ہے ماما دروازہ کیوں نہیں کھول رہیں.... "وہ متحیر سا کہتا پھر سے بیل دینے لگا۔

"سو رہی ہوں شاید۔" وہ خود کلامی کرتا جیب سے چابی نکالنے لگا۔

"یہ ان کے سونے کا وقت تو نہیں ہے۔" وہ گیٹ کھول کر اندر آچکا تھا۔ گاڑی سے اتر کر صائم کی پیشانی پر لکریں ابھرنے لگیں۔

"ماما ہارر مووی دیکھ رہی ہیں؟" وہ تیز میوزک کی آواز سنتا تیزی سے پورچ کی جانب بڑھا۔

"یقیناً امل کے کام ہوں گے یہ۔" وہ لاؤنج کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔

اس کی توقع کے عین مطابق امل وہاں موجود تھی۔ گود میں پاپ کارن رکھے، وہ پوری آنکھیں اور منہ کھولے اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔ روبینہ بھی ہکا بکا سی اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔ وہ چند لمحے یونہی کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ وہ دونوں فلم دیکھنے میں اتنی مگن تھیں کہ صائم کی آمد سے بے خبر رہیں۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~

ایک چیخ کی آواز برآمد ہوئی۔

"امی جی..... "امل چلاتی ہوئی روبینہ سے لپٹ گئی۔ صائم ہنستا ہوا لائٹ آن کرنے لگا۔

"اگر اتنا ڈر لگتا ہے تو دیکھ کیوں رہی ہو؟ "لائٹ آن ہونے پر روبینہ اور امل کے چہرے بے ساختہ صائم کی جانب گھوم گئے۔

"خالہ بور ہو رہی تھی اور میں بھی۔ تو میں نے سوچا کچھ نیا ٹرائی کرنا چاہئیے آج۔ "وہ پاپ کارن منہ میں ڈالتی ہوئی بولی۔ "تم کب آئے؟ پتہ ہی نہیں چلا۔ "روبینہ ریموٹ اٹھا کر مووی سٹاپ کرتی ہوئی بولیں۔

"ابھی دو منٹ پہلے جب آپ دونوں اس ہارر مووی میں گم تھیں۔ "وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا ہوا بولا۔

"اچھا میں تمہارے لیئے پانی لے کر آتی ہوں بیٹھو تم۔ "وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتی کھڑی ہو گئیں۔ "اور آپ کی مووی؟ "اس نے ایل ای ڈی کی جانب اشارہ کیا۔ "کوئی مسئلہ نہیں ہم بعد میں دیکھ لیں گے۔ "امل نے روبینہ سے قبل جواب دے دیا۔

وہ سر ہلاتی کچن کی جانب بڑھ گئیں۔

"تم کب آئی ٹیچر جی؟ "امل کو تنگ کرنے کا یہ سب سے بہترین حربہ تھا۔

"پہلی بات تو یہ کہ میں ٹیچر نہیں پروفیسر ہوں۔ اور دوسری بات مجھے جب خالہ نے فون کیا میں آ گئی۔"

وہ ذرا خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "ہمارے لئے تو تم ٹیچر ہی ہو۔ بچوں پر خواہ مخواہ رعب جھاڑنے والی، انہیں مارنے والی۔" صائم کو تفریح کا سامان مل چکا تھا۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جبکہ امل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اچھا تو تم اپنے باس کے جوتے صاف کر آئے ہو؟ جو مجھے چھیڑ رہے ہے۔" وہ تپ کر بولی۔

"نہیں بھئی میرا کام تو کمپیوٹر کے سامنے بیٹھنا ہے سب جانتے تم سمیت۔" وہ اب بھی ہنس رہا تھا۔

"تمہیں کچھ کہنا ہی فضول ہے۔" وہ منہ بسور کر کہتی چینل بدلنے لگی۔

"دادو کو بھی لے آتی ساتھ۔" وہ ہونٹ دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ روک رہا تھا۔ یہ اسے تنگ کرنے کا دوسرا ہتھیار تھا۔

"ہاں ان کو بھی لے آتی تاکہ جو باتیں گھر میں رہ جاتی ہیں یہاں آ کر سنا دیتیں مجھے۔" وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میرا تو مطلب تھا گھر میں اکیلی ہوں گیں۔" روبینہ سے پانی لے کر وہ پھر سے اسے دیکھنے لگا۔ "گھر میں ہی ٹھیک ہیں وہ۔ اپنی عزت افزائی اب ہر جگہ پر کرواؤں میں۔" وہ سخت خائف دکھائی دے رہی تھی۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

"تم اب پانی پیو جلدی۔" وہ ریموٹ ٹیبل پر رکھتی ہوئی بولی۔

"کیوں؟" صائم نے آبرو اچکائی۔

"خالہ کو مارکیٹ جانا ہے اور پھر اس کے بعد ہم سب کھانا باہر کھائیں گے۔" وہ خفگی بھلا کر مزے سے بولی۔

"اچھا پھر تو واقعی جلدی نکلنا چاہئیے پلان لمبا ہے تمہارا۔" وہ ایک ہی گھونٹ میں سارا گلاس پی گیا۔

"ویری گڈ۔" امل متاثر ہوئی۔ "تھینک یو ٹیچر۔"

وہ اسے چڑاتا ہوا وہاں سے چل دیا۔ "ٹیچر کے کچھ لگتے....." وہ منہ میں بڑبڑاتی رہ گئی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"صائم صاحب کہاں ہیں؟" زایان کرسی سنبھالتا ہوا بولا۔ "فون کیا تھا میں نے ابھی۔ فیملی کے ساتھ مصروف ہے اس لئے معذرت کرلی اس نے آج کے لئے۔" اسد نے ہاتھ میں پکڑا فون سائیڈ پر رکھ دیا۔

"اس کو پہلے آگاہ کرنا چاہئیے تھا اب اس کا گفٹ؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ویسے تو مناہل نے بھی مشکل سے وقت نکالنا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے جلدی جلدی میں ہو رہا سب۔" وہ کچھ فکرمندی سے بولا۔

"میں تو سوچ رہا تھا ہم دونوں کے گفٹ بھابھی اپنی پسند کے لے لیں گیں۔ ہمارے ذوق کا علم تو تمہیں خوب ہے۔" زایان اپنی بات ختم کر کے ہنسنے لگا۔ "میں دوبارہ فون کر کے پوچھتا ہوں اسے۔ ویسے بھی ابھی مناہل تو آئی نہیں ہے۔" وہ فون اٹھاتے ہوئے بولا۔

زایان نے سر ہلایا اور ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھنے لگا۔

"صائم تمہارے لئے یہ باربی ڈول بیسٹ ہے۔ ہیں نہ؟" امل گڑیا اس کے سامنے کرتی اسے ستانے لگی۔ صائم نے اسے گھورنے پر اکتفا کیا۔

"شادی تو ابھی نہیں کرنی تم نے اس سے گزارا ہو سکتا ہے ویسے...." وہ آگے کو ہوتی اب کہ رازداری سے بولی۔

"میرے سامنے شادی کا نام مت لیا کرو جب مجھے ضرورت ہوگی کرلوں گا۔" وہ جیب سے فون نکالتا قدرے ناراضگی سے بولا۔ " بیوی کے رعب سے ڈرتے ہو؟" وہ ڈول واپس رکھتی ہوئی بولی۔

صائم اسے جواب دئیے بنا فون کان سے لگاتا سائیڈ پر ہوگیا۔ امل ہنستی ہوئی روبینہ کے پاس چل دی۔

"ہاں اسد بولو...." صائم مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ تھا۔ "یار منال دوبارہ نہیں آسکے گی۔ پھر تمہارا گفٹ؟" "اوہو....مجھے یاد ہی نہیں تھا ورنہ میں ماما کو کل لے آتا۔" وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"اب یہ بتاؤ کیا کریں؟ تم خود خرید لوگے پھر؟" اس نے اگلا سوال داغا۔ "ہم ایسا کرتے ہیں کہ صائم کی طرف سے بھی گفٹ لے لیتے ہیں وہ کل مجھے پے کردے گا۔" صائم سے قبل زایان نے اپنا مشورہ دیا۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہا ہے زایان۔ تم ایسا ہی کرو۔" صائم اس کی بات سن چکا تھا۔ "اچھا چلو ٹھیک ہے پھر۔" اسد نے کہتے ہوئے فون بند کردیا۔

"تم یہ بات پہلے ہی کہہ دیتے..... "وہ فون رکھتا زایان کو گھورنے لگا۔ "دراصل اس وقت میں نے اس متعلق کچھ سوچا نہیں۔ ابھی ذہن میں آیا تو بتا دیا۔ "وہ شانے اچکا تا لاپرواہی سے بولا۔

"السلام علیکم!" مناہل کی ہشاش بشاش سی آواز سنائی دی۔ شلوار قمیض میں ملبوس دوپٹہ شانوں پر ڈالے وہ ان کے ٹیبل کے پاس کھڑی تھی۔

"وعلیکم السلام!" دونوں نے بیک وقت جواب دیا۔ حال احوال دریافت کرنے کے بعد زایان اٹھ کھڑا ہوا۔ "میری نازک حسینہ کی کال ہے آپ دونوں باتیں کریں میں آتا ہوں۔ "وہ ایکسکیوز کرتا منظر سے ہٹ گیا۔

"صائم نہیں آیا؟" مناہل اس کی جانب گھومی۔ "نہیں اسے کچھ کام تھا اس لئے معذرت کرلی اس نے۔"

"چلو کوئی بات نہیں۔ "وہ مسکرا کر بولی۔

"اب چلیں؟ ورنہ لیٹ ہو جائے گا کافی آپ کو معلوم ہے پھر ماما پریشان ہوتی ہیں۔ "وہ بیگ شانے پر ڈالتی ہوئی بولی۔ "ہاں بس زایان آجائے پھر چلتے ہیں۔ "وہ متلاشی نگاہیں اردگرد دوڑتا ہوا بولا۔ مناہل نے سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"مجھے لگتا ہے تم شہر کے راستے بھول گئے ہو...." امل پیچھے بیٹھی خفا خفا سی بولی۔ "اور ایسا کیوں؟" صائم انجان بنا۔ "کیونکہ جس راستے سے تم جا رہے ہو یہاں سے ہمیں آئسکریم پارلر نہیں ملے گا۔" وہ بیک مرر سے اسے دیکھتی گھور رہی تھی۔

"کسی اور دن کھا لینا.... ویسے بھی موٹی ہو رہی ہو اتنی آئسکریم کھا کے۔" وہ ایک نظر بیک مرر میں اسے دیکھ کر پھر سے سامنے سڑک کو دیکھنے لگا۔

"صائم کیوں تنگ کرتے ہو میری بیٹی کو؟ تمہیں معلوم ہے نہ گھر سے نکلنے سے پہلے ہی فیصلہ ہو گیا تھا آئسکریم کا۔" روبینہ نے اس کا کان کھینچا۔ "ماما میں تو بس ایسے ہی تنگ کر رہا تھا۔ آپ دیکھنا یہاں سے میں یہ اگلا ٹرن لوں گا اور ہم اس میڈم کے فیورٹ آئسکریم پارلر میں ہوں گے۔" وہ سپیڈ کم کرتا روبینہ کو دیکھنے لگا۔

"تم نہ ایسے ہی سیدھے ہوتے ہو...." امل کہتی ہوئی اپنا فون چیک کرنے لگی۔ "خیر ہی ہو آج دادو نے ایک بار کال نہیں کی۔" وہ متفکر سی بولی۔

"تو بیٹا تم کال کر لو...." روبینہ شفقت سے بولیں۔

"نہیں اب گھر جا کر ہی بات کروں گی۔" وہ ڈھلائی سے بچپنے کے عوض نفی میں سر ہلانے لگی۔

For more visit (exponovels.com)

"ویسے شاکر بھائی کا فون آیا تھا مجھے جب تم کیچپ اٹھانے گئی تھی۔" یاد آنے پر وہ بول اٹھیں۔ "بس پھر اسی لئے نہیں کیا ہوگا دادو نے فون۔ بابا نے بتا دیا ہوگا۔" وہ سکھ کا سانس لیتی ہوئی بولی۔

"مجھے گھر ڈراپ کر کے تم امل کو چھوڑ آنا صائم۔" روبینہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولیں۔

جی ٹھیک ہے ماما۔ چلو آج تمہیں دو کپ کھلاؤں گا۔" وہ امل کو دیکھ کر کہتا گاڑی سے نکل گیا۔ امل بھی مسکراتی ہوئی باہر آگئی۔

~~~~~~~~~~

"رات اتنی دیر لگا دی تم نے؟" وہ تیکھے تیور لئے امل کو دیکھ رہی تھیں جو کافی دیر سے ان سے کترا رہی تھی۔

"آپ کو معلوم ہی ہے مارکیٹ چلے جاؤ تو بلاوجہ ہی دیر ہو جاتی..." اس نے ہنس کر ان کا غصہ کم کرنا چاہا۔

"دوپہر کی تم غائب ہوئی اور آدھی رات کو لوٹی.... یہ بھلا کوئی کام ہیں تمہارے۔" وہ سخت خفا دکھائی دے رہی تھیں۔

"بس کل دیر ہو گئی زیادہ۔ صائم دیر سے آیا تھا آفس سے کیا کرتے ہم...." وہ بے بسی سے کہتی سر جھکا گئی۔
~~~~~~~~~~

"خوب علم ہے کہ دادی گھر میں اکیلی ہوتی پھر بھی کوئی خیال نہیں ایسے غائب ہوتی ہو کہ پھر کوئی خبر ہی نہیں لیتی۔" وہ ہنکار بھر کر کہتیں صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"سوری دادو.... کل ہی اتنا لیٹ ہوا ورنہ تو میں ہمیشہ ٹائم سے آجاتی ہوں نہ...." وہ ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتی زمین پر بیٹھ گئی۔ "ایک فون تک نہ ہوا تم سے...." انہوں نے کہتے ہوئے بے رخی سے منہ پھیر لیا۔

"مجھے لگا آپ ڈانٹیں گیں مجھے... وہ صائم پہلے ہی مجھے اتنا ستاتا ہے اسے اور موقع مل جاتا...." وہ آہستگی سے کہتی نیچے دیکھنے لگی۔ "آنے دو صائم کو کان کھینچو گی میں اس کے۔" وہ ناراضگی بھلا کے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

"میں آپ کے لیئے چادر لائی ہوں۔ بہت پیاری ہے۔ لا کر دکھاؤں؟" وہ پرجوش انداز میں کہتی کھڑی ہو گئی۔

"ہاں بھئی کیوں نہیں دیکھوں گی میں جاؤ جلدی سے لاؤ ورنہ پھر سے کھو گی میں نے دیر کروا دی۔" وہ ہاتھ سے جانے کا اشارہ کرتی ہوئی بولیں۔ امل دوپٹہ سنبھالتی وہاں سے چلی گئی۔

"نجانے کب بڑی ہو گی یہ لڑکی۔ ماں بھی اتنی جلدی چل بسی دنیا سے۔ اب ساری ذمہ داری میرے کمزور شانوں پر ہے۔" وہ سرد آہ بھر کر بولیں۔

"ماں تو ماں ہوتی ہے بھلے پیار سے سمجھا لے یا مار کے بچے زیادہ محسوس نہیں کرتے۔ شاید میری سختی اسے پسند نہیں آتی...." وہ پر سوچ انداز میں کہتی ڈائنگ ٹیبل کو دیکھنے لگی جہاں ملازمہ ناشتہ لگا رہی تھی۔

"اچھی پرورش کے لئے سخت ہونا پڑتا ہے نفیسہ....." کچھ لمحوں بعد وہ خود سے مخاطب ہوئیں۔

"بھلے امل کو برا لگے مگر یہ میرا فرض ہے اس کی اچھی تربیت، پرورش کرنا ورنہ کل کو سسرال والے امل کو اور مجھے طعنے دیں گے۔" وہ مدھم آواز میں خود کلامی کر رہی تھیں تا کہ ملازمہ نہ سن سکے۔

~~~~~~~~~~

"تم نے مجھے ہاسپٹل کیوں بلایا اتنی ایمر جنسی میں؟" صائم ہاسپٹل کی حدود میں قدم رکھتا ہوا بولا۔ "خالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں اس لئے بلایا تمہیں۔" وہ نظریں چرا کر کہتی پلٹ گئی۔

"کیا مطلب صبح تو بلکل ٹھیک تھیں.... کیا ہوا ہے ماما کو؟" وہ تیزی سے بولتا اس کے سامنے آتا راہ میں حائل ہو گیا۔

"صائم خالہ کو....." امل کو الفاظ کم پڑ رہے تھے۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~

"کیا ہوا ہے؟ کہاں ہیں مجھے بتاؤ میں خود جا کر دیکھ لیتا ہوں...." وہ اس کی بازو جھنجھوڑتا بے چینی سے گویا ہوا۔ "ہارٹ اٹیک...." وہ بس اتنا بول پائی۔ ایک موتی پلکوں کی باڑ کو توڑتا رخسار پر بہ نکلا تو وہ چہرہ جھکا گئی۔

"میری ماما کہاں ہیں؟ لے کر چلو مجھے جلدی...." وہ راہداری میں آگے کو قدم اٹھاتا ہوا بولا۔ یہ دیکھے بنا کہ وہ پیچھے آ بھی رہی ہے یا نہیں۔

امل تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی۔ صائم کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ آنکھوں میں خوف، دکھ اور پریشانی کے سائے تھے۔ وہ ممکنہ حد تک اپنے جذبات کو چھپانے کی سعی کر رہا تھا۔

مرد تھا نہ سب کے سامنے رو نہیں سکتا تھا، اپنے دل کا بوجھ بانٹ نہیں سکتا تھا کیونکہ بقول زمانے کے مردوں کو کیا ضرورت اس سب کی، وہ خود کو خود ہی سنبھال سکتے ہیں۔ بڑی ظالم روایت بنائی ہے اس زمانے نے مردوں کے لیے۔

"کیسی طبیعت ہے ماما کی؟ زیادہ مسئلہ تو نہیں؟ ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟ اور مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں؟" وہ کسی تڑپتی ہوئی مچھلی کی مانند سوال کر رہا تھا۔

"بیٹا حوصلہ رکھو ڈاکٹر اپنا کام کر رہے ہیں۔ شاکر نے اس "کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تسلہ

دینا چاہی۔

"ک... کب لے کر آئے تھے آپ ماما کو؟" صائم کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔

"بس ابھی تھوڑی دیر پہلے۔ تم پریشان مت ہو۔" انہوں نے اپنے تئیں صائم کو حوصلہ دینا چاہا۔ امل سر جھکائے دادی سے چپکی بیٹھی تھی۔ صائم آئی سی یو کا دروازہ دیکھتا دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا۔

یوں اچانک زندگی اسے کس موڑ پر لے آئی تھی۔ ایک لمحہ لگا تھا اور صائم کی دنیا ہل چکی تھی۔

"آپ بلکل ٹھیک ہو جائیں گیں.... مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم آپ کس حال میں ہیں۔" وہ رخ پھیر کر بہتے آنسو صاف کرنے لگا۔ "میری کل کائنات آپ ہیں ماما.... آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ میرا رب آپ کو مجھ سے دور نہیں کرے گا۔" وہ خود ہی اپنا حوصلہ بڑھانے لگا۔ دل اور زبان دونوں اس مشکل گھڑی میں اپنی ماں کے لیئے دعا گو تھے۔

نجانے کتنی دیر وہ کھڑا رہا اسے خیال نہیں رہا... ڈاکٹر باہر نکلا تو صائم جیسے ہوش میں آیا۔

"کیسی طبیعت ہے میری ماما کی؟ کیا مل سکتا ہوں میں؟" وہ آگے بڑھتا بے تابی سے بولا۔

"اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔ لیکن ابھی آپ مل نہیں سکتے ان سے۔ آپ ان کے بیٹے ہیں؟" ڈاکٹر صائم سے مخاطب تھا۔

"جی جی میں بیٹا ہوں ان کا۔" وہ ضبط کا دامن تھامے ہوئے تھا۔ "آپ آجائیں میرے آفس۔ کچھ بات کرنی ہے مجھے۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہتے آگے چل دئیے۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ کوئی مسئلہ ہے؟" صائم شاکر صاحب کو دیکھتا استفسار کرنے لگا۔

"ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں معلوم ہو جائے گا۔" شاکر اسے ساتھ لئے چلنے لگے۔

"دادو خالہ ٹھیک ہیں نہ؟" امل کسی معصوم بچے کی مانند سوال کرنے لگی۔ آنکھیں ابھی بھی جھلملا رہی تھی۔

"خدا جانے میری بچی...." وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی دھیرے سے بولیں۔

"مجھے امی کی یاد آرہی ہے.... دادو پلیز آپ دعا کریں نہ خالہ ٹھیک ہو جائیں پہلے کی طرح۔ میں دوبارہ اپنی امی کو کھونا نہیں چاہتی۔" وہ سسکتی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔ "اللہ سب

بہتر کرے گا تم بس دعا کرو روبینہ کی صحت کے لئے۔ بہت ہی اچھی خاتون ہے۔ اور اللہ اچھے لوگوں کے ساتھ برا نہیں کرتا۔" نفیسہ بیگم اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بول رہی تھی۔

امل خاموشی سے ان کی گود میں سر رکھے آنسو بہا رہی تھی۔

"امی...امی آپ اٹھ کیوں نہیں رہیں؟" وہ نگینہ کو ہلا رہی تھی جو بے سدھ اپنے بستر پر پڑی تھی۔ "امی اٹھیں مجھے سکول سے دیر ہو جائے گی۔" امل بنا سمجھے بس بولے جا رہی تھی۔

جب کچھ دیر گزرنے پر بھی نگینہ کے جسم میں حرکت نہ آئی تو امل پریشانی کے عالم میں باہر دوڑ گئی۔

"کیا ہوا ہے جو مجھے یوں لے آئی..." نگینہ کو بے سدھ دیکھ کر نفیسہ کے الفاظ دم توڑ گئے۔

"ماما پتہ نہیں کیوں نہیں اٹھ رہیں میں کب سے جگا رہی ہوں...." امل آنسو بہاتی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔ "نگینہ.... نگینہ...." نفیسہ بیگم اسے جھنجھوڑ رہی تھی مگر بے سود۔

جانے والے صدائیں سنا نہیں کرتے۔

"امی پلیز اٹھیں...دادو آپ کیوں بیٹھ گئیں ہیں جگائیں امی کو...." امل بپھری سی کبھی دادی کی بازو ہلاتی تو کبھی ماں کی۔

"امی میری بات سنیں آپ اتنی جلدی نہیں جا سکتیں مجھے چھوڑ کے... بابا.... میں بابا کو فون کرتی ہوں دیکھنا ان کی آواز پر جاگ جائیں گیں۔" وہ اپنی ہی رو میں بولتی کمرے سے چلی گئی۔

"کچھ ٹیسٹ کرنے ہیں ڈاکٹر نے اس کے بعد معلوم ہوگا کہ اینجیوگرافی کرنی ہے یا نہیں۔"
صائم کی آواز نے امل کو ماضی کی دردناک یادوں سے کھینچ کر نکالا۔ وہ چہرہ صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہم کب تک مل سکتے ہیں خالہ سے؟" امل آگے آتی ہوئی بولی۔

"کچھ دیر میں ماما کو کمرے میں شفٹ کردیں گے اس کے بعد مل سکتے ہیں۔" صائم تھکے تھکے انداز میں بولا۔ "اچھا...." وہ کہہ کر سائیڈ پر ہوگئی۔ "میں بل وغیرہ دیکھ کر آیا...." صائم ایکسکیوز کرتا چل دیا۔

"امی آپ کے لیئے جوس لے آؤں؟" شاکر نفیسہ سے مخاطب تھے۔

~~~~~~~~~~

"زہے نصیب آج تو موصوف گھر پر ہیں...." اس شناسا آواز پر زایان گھوما۔ "تم یہاں کیسے؟" زایان کے چہرے پر پہلے حیرت نے پھر مسکراہٹ نے احاطہ کرلیا۔
~~~~~~~~~~

"تم تو ہمیں یاد نہیں کرتے تو سوچا ہم ہی مل آئیں تم سے...." وہ چلتی ہوئی اس کے سامنے آرکی۔

"اچھا بیٹھو میں خانساماں کو کہتا ہوں کچھ لانے کو...." وہ خوشی سے کہتا واپس پلٹ گیا۔

مشائم مسکراتی ہوئی اردگرد کا جائزہ لیتی سنگل صوفے پر ٹک گئی۔

"ویسے ناشتہ کر کے آئی ہو یا نہیں؟" زایان پھر سے نمودار ہوا۔

"مجھے معلوم ہے کہ میرا کزن خاصا بے مروت ہے اس لئے ناشتہ کر کے آئی ہوں۔"

جواباً زایان کا قہقہہ سنائی دیا۔ "اب ایسی بھی بات نہیں۔ مہمان نوازی میں زایان کا کوئی ثانی نہیں تم بھی جانتی ہو....اب تم لوگ آتے ہی تب ہو جب میں گھر پر نہیں ہوتا...."وہ شانے اچکا کر کہتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں تو بیل دے کر یہی سوچ رہی تھی کہ گارڈ تمہاری غیر موجودگی کی خبر دے گا..." وہ ہنستی ہوئی بتانے لگی۔ "چلو اب آج کا دن تمہارے لیے۔ ویسے آج میرا موڈ نہیں تھا آفس جانے کا اس لئے گھر پر ہوں۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"چلو پھر ایک عرصے بعد ہی سہی تمہاری مہمان نوازی دیکھنے کا موقع ملے گا۔" مشائم سامنے پڑی ٹرے سے چائے کا کپ اٹھاتی ہوئی بولی جو ابھی خانساماں رکھ کے گیا تھا۔

"بلکل ۔ تم اپنی فیورٹ ڈش بتا دو تاکہ میں وہ بھی بنوالوں ۔ "زایان نے بھی اپنا کپ اٹھا لیا۔

"زایان ویسے زیادتی ہے تمہارا کبھی دل نہیں کیا کسی سے ملنے کا ؟" وہ کپ کو گھورتی ہوئی بولی۔

"پھوپھو کی فطرت سے تم اچھے سے واقف ہو...وہ تمہارے ساتھ صرف اس لئے رہ رہی ہیں کیونکہ انہیں چاچو کا گھر چاہئیے...میں اس لئے دور رہتا ہوں...." زایان کے چہرے پر بیزاری در آئی۔

"میں جانتی ہوں ان کے عزائم کو... مگر پھر بھی ۔ " وہ اپنی بات پر ابھی بھی قائم تھی۔

"تمہارا کیسے آنا ہوا یہاں ؟ اور آج پھوپھو نے اکیلے کیسے بھیج دیا ان کا وہ بیٹا کہاں ہے ؟ کیا نام تھا اس کا ؟" وہ داڑھی مسلتا سوچنے لگا۔

"اویس...." مشائم جل کر بولی۔ "ہاں اویس صاحب کہاں ہیں ؟" وہ ہونٹ پر انگلی رکھتا ہوا بولا۔چہرے پر جلانے والی مسکراہٹ تھی۔

"وہ کمپنی کے کام سے دوسرے شہر گیا تھا اور مجھے کمپنی کے کام سے یہاں آنا تھا تو سوچا تم سے بھی مل لوں۔ " وہ بیگ سے فون نکالتی ہوئی بولی۔

"اچھا کیا.... کافی ٹائم بعد تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ وہ چائے کا سپ لیتا ہوا بولا۔ مشائم جواب دینے کی بجائے فون کی اسکرین پر انگلی چلانے لگی۔ بلیو کلر کی شارٹ شرٹ کے ساتھ بلیو ہی کلر کا ٹراؤزر پہنے، بالوں کو ٹیل پونی کی شکل میں مقید کیئے وہ چہرہ جھکائے ہوئے تھی۔

اس نے ہنستے ہوئے نگاہیں اس کے سراپے پر ہی ہٹالیں۔ "اپنی کزن کے ساتھ فلرٹ نہیں...." زایان نے خود کو تنبیہ کی۔

"میں فریش ہو جاؤں؟" وہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

"ہاں ہاں جاؤ۔ گیسٹ روم سامنے ہے لیفٹ والا۔" وہ ہاتھ سے اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"مگر پہلے تو.... اوپر تھا۔" مشائم ذہن پر زور ڈالتی ہوئی بولی۔

"شاید تین چار سال ہو گئے تمہیں یہاں آئے.... میں چینج کرتا رہتا ہوں سیٹنگ...." وہ مسکرا کر بولا۔

"اوہ اچھا... مجھے آدھے گھنٹے بعد میٹنگ میں پہنچنا ہے۔ ڈراپ کر دو گے؟" وہ جاتی جاتی پلٹ کر پوچھنے لگی۔ "شیور..." وہ اپنے فون کو دیکھ رہا تھا۔

"اور پھر وہاں سے پک کر کے بس سٹاپ پر ڈراپ کر دینا ..." اب کہ وہ مدھم آواز میں بولی کہ کہیں وہ انکار نہ کر دے۔ "ڈونٹ وری کزن میں آج فری ہوں... اب اتنا تو کر ہی سکتا

ہوں تمہارے لیے۔ "زایان نے چہرہ اٹھا کر مشائم کو دیکھا جس کے چہرے پر جھجھک تھی۔

"تھینک یو..." وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھ گئی۔

زایان نے جواب نہ دیا نہ ہی مشائم منتظر تھی اس کے جواب کی۔ وہ روکھا سا انسان اس سے اتنی دیر کے لیے اچھے سے پیش آیا یہی مشائم کے لئے غنیمت تھی۔

وہ چلتی ہوئی کمرے میں آگئی۔ دروازہ لاک کیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگی۔

"کبھی اس گھر میں بھی رونق ہوا کرتی تھی یوں ویران نہ تھا یہ گھر۔ "

بعض دکھ بھی گونگے انسان کی طرح ہوتے ہیں جو نہ بتائے جاسکتے ہیں نہ سمجھے جاسکتے ہیں بس ایک بوجھ کی مانند خاموشی سے پالے جاتے ہیں!!

"ہم دونوں کے سینوں میں ایک ہی طرح کا زخم ہے۔ زخم تو ایک ہی ہے لیکن شاید اس سے نمٹنے کے انداز ہم دونوں کے مختلف ہیں۔ "

اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سب سے جدا ہو گئے اور میں....." اس نے آہ بھرتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"اگر ایسے ہی کھڑی رہی تو لیٹ ہو جاؤں گی۔ "وہ ہاتھ پر بندھی پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔

~~~~~~~~~

"صائم ایسے چہرہ کیوں اترا ہوا ہے تمہارا؟" نجانے کتنی دیر سے روبینہ اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"نہیں بس ایسے ہی لگ رہا ہے آپ کو..." اس نے ٹالنا چاہا۔ "امل بھی پریشان لگ رہی ہے مجھے بتاؤ میں ٹھیک نہیں ہوں؟" وہ یکدم پریشان ہو گئیں۔

"ارے نہیں ماما.... آپ ایسے پریشان مت ہوں۔ ٹھیک ہیں آپ۔" اس نے کمزور سی آواز میں تسلی دی۔ امل دیوار کے ساتھ بیٹھی اپنے پاؤں کو گھور رہی تھی۔

"تو پھر ٹیسٹ کیوں کیئے ہیں ڈاکٹر نے؟" وہ مطمئن نہیں ہوئی تھیں۔ "بھئی ڈاکٹروں کے کام ہیں تم کہاں الجھ رہی ہو...." نفیسہ ان کے پاس سٹول پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "مگر پھر بھی...." وہ صائم کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں جواب دوسری جانب تھا۔

"جوان جہاں بیٹا ہے تمہارا.... گھبرا گیا اس ہارٹ اٹیک سے۔ تم اب سوال جواب کر کے اسے مزید پریشان مت کرو۔" انہوں نے ڈانٹا۔

"میں آتا ہوں ابھی...." صائم کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"مجھے آپ سے کچھ چاہیئے نفیسہ بی۔ اگر آپ انکار نہ کریں تو...." روبینہ پر سوچ انداز میں بولیں۔
~~~~~~~~~

"جو بھی چاہئیے بے جھجھک مانگ لو۔ بھلا تمہیں میں انکار کروں گی؟" وہ برا مان گئیں۔

"امل دے دیں مجھے۔ نجانے میری زندگی کتنی ہے معلوم نہیں۔ اپنے جیتے جی اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہتی ہوں میں۔" وہ اپنا لاغر ہاتھ نفیسہ بی کے ہاتھ پر رکھتی ہوئی بولی۔

"وہ تمہاری بیٹی ہی تو ہے... جب جی چاہے لے جانا اسے۔ ابھی ہسپتال میں ایسی باتیں کیا کرنی...." وہ خوشی سے مسکرائیں۔

"یہی صحیح وقت ہے.... میں چاہتی ہوں آج ہی امل کا نکاح صائم سے ہو جائے تاکہ میرے دل کو ڈھارس مل جائے۔" وہ بضد ہوئیں۔

امل کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ وہ شاکڈ سی کبھی روبینہ کو دیکھتی تو کبھی نفیسہ کو، ایسا تو اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔

"دیکھو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں کیونکہ امل کو تم بیٹی کی مانند چاہتی ہو مگر اس کے باپ کی رضامندی لازم ہے نجانے کہیں اور زبان نہ دے بیٹھا ہو۔ اور میں تمہیں ہاں کہہ دوں تو غلط ہو گا یہ۔" وہ مدھم لہجے میں کہتی سمجھانے لگیں۔

"آپ بھائی صاحب کو بلا لیں میں خود بات کروں گی ان سے۔" وہ ٹلنے پر تیار نہ تھیں۔

"اچھا بس تم آرام کرو زیادہ بولو مت۔ رات میں شاکر آئے گا پھر بات کروں گی میں اس سے۔" وہ سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ روبینہ نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

امل کا جھکا ہوا سر مزید جھک گیا۔ اک نئی کہانی جنم لینے والی تھی، اس لمحے اس کی سمجھنے بوجھنے کی صلاحیت سلب ہو چکی تھی۔ "نجانے صائم کا رد عمل کیا ہو گا...." وہ سوچ میں پڑ گئی۔

~~~~~~~~~~

"یار بتا تا تو سہی کہ آنٹی کی طبیعت ناساز ہے۔" زایان گا گلز اتارتا ناراضگی سے بولا۔ "بس مجھے دھیان ہی نہیں رہا۔" صائم کہتا ہوا بینچ پر بیٹھ گیا۔

شام کے سائے دھیرے دھیرے گہرے ہو رہے تھے۔ وہ دونوں ہاسپٹل کے باہر بینچ پر بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا سب خیر تو ہے؟" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "ماما کو آپریشن سے بہت ڈر لگتا ہے....

مجھے یاد ہے کہ ایک بار چوٹ لگی تھی انہیں۔ ڈاکٹر نے ٹانکے لگانے کا بولا جس سے انکار کر دیا انہوں نے۔ اور وہ زخم بنا ٹانکے لگائے ہی ٹھیک ہونے دیا انہوں نے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا وہ اینجیوگرافی کے لئے کیسے تیار ہوں گیں...." وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا بے بسی سے بولا۔

"اوہ.... تو یہ بات ہے۔" وہ تاسف سے بولا۔
~~~~~~~~~~

"ابھی ماما کو نہیں بتایا میں نے....ان کا دل بہت چھوٹا ہے بہت ڈرتی ہیں وہ۔" صائم چہرہ اوپر اٹھا کر آسمان پر پھیلتے گھرے سرخ، مہرون رنگ کو دیکھنے لگا۔

"ڈاکٹر کیا کہتے ہیں لازمی ہے؟" اپنے اس سوال پر زایان کو اپنا آپ بیوقوف معلوم ہو رہا تھا۔"ضروری ہے تو کہا ہے۔ میں بس یہ سوچ رہا ہوں ماما کو قائل کیسے کروں گا؟"

"اچھا تم مجھے آنٹی کے پاس تو لے کر چلو۔" زایان کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

صائم سر ہلاتا اندر کی جانب چلنے لگا۔

"ماما سے اس سلسلے میں کچھ کہہ مت دینا..." اس نے تنبیہ کی اور کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ زایان کو دیکھ امل دوپٹہ درست کرنے لگی۔

وہ دونوں روبینہ کے سرہانے کھڑے تھے جب امل چور نظروں سے صائم کو دیکھنے لگی۔

"صائم مان جائے گا اس رشتے کے لیے؟" پھر سے اک نئے سوال نے اس کے دماغ میں جنم لیا۔

"خالہ میں دادو کو گھر لے جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر میں واپس آ جاؤں گی میں چینج کر کے۔" وہ نفیسہ کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔ روبینہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

یہ نفیسہ بیگم کا فیصلہ تھا تاکہ ماں بیٹا اکیلے میں رشتے کے متعلق بات کر سکیں۔ صائم روبینہ کا ہاتھ پکڑے گم سم بیٹھا تھا۔

"بیٹا تم سے کچھ مانگ سکتی ہوں میں؟" روبینہ دھیرے سے منمنائی۔ "ماما آپ بس حکم کریں۔ "وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھ رہا تھا۔ "امل سے شادی کرلو۔ بلکہ نکاح... آج ہی۔ " روبینہ نے گویا بم پھوڑا تھا۔

"امل سے.... میری شادی... نکاح.... یہ کیا بول رہی ہیں آپ۔ "وہ اچنبھے سے انہیں دیکھنے لگا۔

"میں چاہتی ہوں اپنی زندگی میں یہ کام کرجاؤں.... "وہ اس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولیں۔

"ماما میری شادی کہاں سے آگئی؟" وہ تعجب سے بولا۔ "میری خواہش سمجھ کے کرلو.... پلیز۔ "بولتے بولتے آنکھوں میں نمی آگئی۔

"میری بات سنیں.... کل ہم گھر چلے جائیں گے۔ آپ بلکل ٹھیک ہیں اس لئے ایسے فیصلے لینے کا یہ وقت ہرگز مناسب نہیں۔ "اس نے پیار سے سمجھانا چاہا۔

"مگر میں چاہتی ہوں کہ تم امل سے نکاح کرلو.... آج نہیں تو پھر کل۔ "وہ التجائیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"ماما دیکھیں امل کو کیوں بیچ میں لا رہی ہیں آپ؟ شادی ہو جائے گی کوئی جلدی نہیں مجھے۔ ایسے جلد بازی کے فیصلے بعد میں پچھتاوے کا سبب بنتے ہیں۔ "وہ دو انگلیوں سے پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

"میری یہ خواہش پوری نہیں کرو گے تم اس کا مطلب یہ ہے؟" وہ دو ٹوک انداز میں بولیں۔

"میں آپ کو انکار کر سکتا ہوں؟ مگر شادی.... " وہ بولتا بولتا رک گیا۔

"صائم مجھے بس ہاں یا ناں میں جواب دو.... " اب کہ وہ سخت ہوئیں۔ "ٹھیک ہے مان لیتا ہوں مگر اس کے بدلے اگر میں نے کچھ کہا تو آپ کو بھی ماننا پڑے گا۔ منظور ہے؟" اس نے اپنا ہاتھ ان کے سامنے پھیلایا۔

"ہاں منظور ہے۔" روبینہ نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ صائم کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ "آرام کریں آپ۔" وہ کہہ کر سائیڈ پر ہو گیا۔

~~~~~~~~~~

"اتنی لیٹ؟" مشائم سینے پر بازو باندھے کھڑی تھی۔ "سوری یار دوست کی ماما ہاسپٹل میں تھیں بس وہیں پر دیر ہو گئی۔" وہ بولتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"میں کال کر رہی تھی تمہیں۔ انسان کم از کم بتا ہی دیتا ہے۔" اس کی لاپرواہی پر مشائم کا دل کٹتا تھا۔

"اچھا؟ دھیان نہیں دیا میں نے.... " وہ فون نکال کر چیک کرنے لگا۔
~~~~~~~~~~

"خیر اچھا چلو تمہیں ڈنر کرواتا ہوں اس کے بعد ڈراپ کر دوں گا بس ٹاپ۔" وہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کو بولا۔

"بھوک تو لگی ہے ویسے مجھے۔ سب سے اچھے ریسٹورنٹ لے کر جانا اگر ازالہ کر رہے ہو دیر سے آنا کا۔" وہ گاڑی میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ چھوٹی سی ناک پر ابھی بھی خفگی تھی۔ "جو دل کرے آڈر کرنا... میرا دل بہت بڑا ہے۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا ہوا بولا۔

"اچھا آج دیکھ لیتے ہیں...." وہ بھی مسرور سی کہتی سامنے سڑک کو دیکھنے لگی تھی۔

بیل کی آواز ہو رہی تھی۔ "مجھے لگتا ہے نفیسہ بی ہیں۔" روبینہ کہتی ہوئی سیدھی ہو گئی۔

"آپ لیٹ جائیں میں دیکھتا ہوں باہر...." صائم خفگی سے روبینہ کو دیکھ کر کہتا باہر نکل گیا۔ اس کی نگاہ امل سے ٹکرائی تو چہرے پر غصے کی لہر دوڑ گئی۔

نجانے کیوں وہ اس سب کا ذمہ دار اسے ٹھہرا رہا تھا۔

"دادو میں خالہ کے پاس ہوں...." امل خود بھی صائم سے کترا رہی تھی اس لئے نظریں بچاتی وہاں سے غائب ہو گئی۔

"مجھے بہت خوشی ہے کہ تم دونوں نے اپنے بڑوں کا مان رکھا۔" نفیسہ صائم کے سر پر پیار دیتی ہوئی بولیں۔

وہ جبراً مسکرانے لگا۔ "بیٹا تیار ہو تم؟ مولوی صاحب اور میرے دوست بس آتے ہوں گے...." شاکر اسے صبح والی پینٹ شرٹ پہنے دیکھ گویا ہوئے۔

"جی بس میں چینج کر کے آیا۔" وہ سپاٹ انداز میں کہتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔ "آج کل ایسے بچے بہت کم ہیں جو ماں باپ کی مرضی کی جگہ پر شادی کے لیے فوراً سے مان جاتے۔" وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی شاکر صاحب کے ہمراہ چل رہی تھیں۔

"جی مجھے بہت خوشی ہے اس رشتے سے۔ اور امید ہے کہ ہمارے بچے بھی ایسے ہی خوش رہیں گے ہمیشہ...." وہ خوشدلی سے کہتے روبینہ کے کمرے کا دروازہ ناک کرنے لگے۔

"بس اللہ میری بچی کے نصیب اچھے کرے۔" نفیسہ دعائیں دیتی اندر آ گئیں۔

امل مجرموں کی مانند سر جھکائے روبینہ کے سرہانے بیٹھی تھی۔ اس موضوع کے بعد سے صائم نے اسے مخاطب نہیں کیا تھا نہ ہی اس کی ہمت ہوئی تھی۔ دل عجیب کیفیت میں گھرا تھا۔

مولوی صاحب بیٹھے اس کی رضامندی پوچھ رہے تھے۔ وہ جو اپنے خیالوں میں گم تھی اب حقیقت میں لوٹی تھی۔ سب کچھ ایسے تیزی سے ہو رہا تھا مانو گھڑی کی سوئیاں بھاگ رہی ہوں۔ چند لمحے قبل وہ امل شاکر تھی اور اب مسز صائم بن چکی تھی۔

"بہت مبارک ہو آپ کو بھی.... "کمرے میں مبارک باد کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ "صائم اپنی پھوپھو کو ویڈیو کال ہی کر لیتے.... دیکھنا خفا ہوں گیں بہت۔ "روبینہ خفا خفا سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "میں نے کال کی تھی لیکن وہاں شدید بارش کے باعث شاید سگنل خراب تھے اس لئے بات نہ ہو سکی۔ "وہ عذر پیش کرنے لگا۔

"ایسی شادی کی کیا ویڈیو دکھاتا میں.... "اس نے دل ہی دل میں ہنکار بھری۔ "بس آج سے امل تمہاری.... ویسے تو پہلے بھی یہ تمہاری بیٹی ہی تھی لیکن اب سے تمہارے پاس ہی رہے گی۔ اللہ نے جلد ہی یہ فرض بھی ادا کروا دیا۔ "نفیسہ امل کو اپنے ساتھ لگاتی ہوئی بولیں۔

"آپ بلکل فکر نہ کریں۔ بیٹی بنا کر لا رہی ہوں اپنے گھر میں بہو نہیں۔ "روبینہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ "اب کوئی شکایت سننے کو نہ ملے مجھے کہ کتنی پھوہڑ ہو تم۔ "نفیسہ دھیرے سے سرگوشی کرتی اس سے الگ ہوئی۔ "دادو.... "امل منہ بناتی ہوئی بولی۔

~~~~~~~~~~

"تو گیا تھا صائم کہ والدہ کی عیادت کو؟ "زایان سیگرٹ کا کش لیتا ہوا بولا۔

"نہیں یار کل مصروف ہی بہت تھا۔ آج صائم کو فون کیا تو کہتا مت آنا میں خود آؤں گا۔ "اسد سیگرٹ نکالتا بتانے لگا۔
~~~~~~~~~~

"بہت پریشان تھا وہ۔ میں گیا تھا کل۔ سمجھ سکتا ہوں ماں کا درد کیسا محسوس ہوتا ہے۔ "
زایان ہونٹوں سے نکلتا دھواں دیکھنے لگا۔ سیاہ ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ رنگ کا ٹراؤزر
پہنے وہ صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ بال لمبے ہوکر پیشانی پر آرہے تھے،گندمی رنگت پر گلابی
ہونٹوں میں سیگرٹ دبائے وہ کھویا کھویا سا تھا۔

"کہاں گم ہوگیا؟ "اسد نے اس کی بازو ہلائی۔

"کہیں نہیں.... "وہ مسکرایا۔ "مجھے بھی سیگرٹ پلاؤ آج۔ "یہ صائم کی آواز تھی۔ دونوں
بیک وقت دروازے کی جانب گھومے۔

"ابھی آپ ہی کا ذکر ہورہا تھا جناب.... "زایان سیگرٹ اوپر کرتا اسے دکھانے لگا۔ وہ اسے
نظرانداز کرتا دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔ "ویسے خیر ہے آج موصوف سیگرٹ مانگ
رہے ہیں ایسے بے تابی سے.... "زایان نے میز سے لائٹر اٹھالیا۔

"بس یار مت پوچھ.... "صائم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے سیگرٹ ایش ٹرے میں
پھینک دی۔

"کیا ہوا آنٹی کی طبیعت ٹھیک ہے؟ "اسد کی جانب سے سوال آیا۔ "ہاں ماما تو ٹھیک
ہیں... "اس نے سر ہلایا۔

"پھر کیا مسئلہ ہے؟ "زایان متجسس ہوا۔

For more visit (exponovels.com)

"نکاح ہوگیا ہے میرا بلکہ شادی...." وہ جل کر بولا۔

"کیا مطلب؟ شادی؟ یہ کیا مذاق ہے؟ ایسے کس کی شادی ہوتی ہے پاگل۔" زایان ہنسا۔

"ایسے کیسے شادی ہوگئی؟ نہ کسی کو بتایا نہ بلایا؟" اسد نے شکوہ کیا۔ صائم نے سرد آہ بھری۔

"سیگرٹ سلگاؤ پھر بتاتا ہوں ساری بات...." وہ شوز ٹیبل پر رکھتا صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا ہوا بولا۔

"لے بھئی اسد...." زایان نے لائٹر اس کی جانب اچھالا۔ اس نے کیچ کیا اور سیگرٹ جلانے لگا۔ صائم آہستہ آہستہ ساری بات بتانے لگا۔

"اوہو.... یہ تو بہت برا ہوا۔" اسد اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا تاسف سے بولا۔ صائم مزید بنا کچھ کہے کش لگانے لگا۔

"اب حالات ہی ایسے تھے کیا کہیں...." زایان کو اس سے ہمدردی تھی۔ صائم نے فقط سر ہلایا۔

"یہ تمہاری وہی کزن ہے جو ہاسپٹل میں تھی؟" زایان پیشانی پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں یار وہی ہے۔ میں نے کبھی زندگی میں نہیں سوچا تھا کہ امل کے ساتھ میری شادی ہوگی..." وہ نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔

For more visit (exponovels.com)

"چل یار کوئی نہیں.... "زایان تسلی بخش لہجے میں کہتا سیگرٹ نکالنے لگا۔

~~~~~~~~

"صائم آیا نہیں واپس؟" روبینہ گھڑی پر نگاہ ڈالتی ہوئی بولی جو رات کے بارہ بجا رہی تھی۔

"نہیں خالہ... آپ سو جائیں میں یہیں ہوں آپ کے پاس۔" وہ بستر نکال رہی تھی۔

"ارے نہیں.... تم یہاں کیوں سونے لگی؟ صائم آجائے تو اسی کے کمرے میں جاکر سونا۔" وہ گلاس میں پانی ڈال رہی تھیں۔

"اگر آپ کو رات میں کچھ چاہیے ہوا پھر؟ نہیں نہیں میں یہاں پر ہی سوؤں گی۔" وہ پر سوچ انداز میں کہتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"کھانا اور دوائی تم نے کھلا دی ہے۔ پانی بھی موجود ہے یہاں۔ اب سونا ہی ہے میں نے تم بلاوجہ پریشان ہو رہی ہو۔" وہ پانی پی کر گلاس واپس رکھنے لگی۔

"لیکن خالہ پھر بھی...." امل تیار نہ تھی۔ "اگر مگر کچھ نہیں.... تم لوگوں نے تو مجھے مریض ہی بنا دیا ہے۔ ٹھیک ہوں میں ایسے مجھے بیمار بنا دو گے تم سب۔" وہ خفا خفا سی کہتی لیٹ گئیں۔
~~~~~~~~

"اچھا ٹھیک ہے... میں چلی جاؤں گی اوپر۔ آپ سو جائیں آرام سے۔" وہ ان کے سرہانے بیٹھتی ہوئی بولی۔ روبینہ نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کرلیں۔ "پتہ نہیں صائم کب واپس آئے گا!" وہ وال کلاک کو دیکھتی دل ہی دل میں گویا ہوئی۔

امل جمائی روکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ روبینہ کو سوئے قریباً گھنٹہ گزر چکا تھا۔ وہ صائم کی منتظر کمرے سے باہر نکل آئی۔ "فون کروں یا نہیں؟" وہ الجھن میں تھی۔

"اگر لیٹ آنا تھا تو بتا کر جاتے کم از کم دوسرے تو پریشان نہ ہوں...." وہ بڑبڑاتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"اب کیا کروں میں؟" وہ پھر سے جمائی لینے لگی۔ صاف رنگ پر نیند میں ڈوبی سرخ آنکھیں اچھی لگ رہی تھیں۔ وہ تھکی ہوئی تھی اور یہ بات اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ "فون کر کے پوچھ ہی لیتی ہوں...." وہ فون پر انگلی چلاتی ہوئی بولی۔

"یا رہنے دوں؟" وہ نمبر ملاتی ہوئی ٹھہر گئی۔

اسی اثنا میں اسے گیٹ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ "لگتا ہے آ گئے...." بے ساختہ اس کی زبان پھسلی۔

صائم پیشانی پر بل ڈالے اندر داخل ہوا۔

امل اسے دیکھتی کھڑی ہو گئی۔ ایک نگاہ امل پر ڈال کر وہ آگے بڑھ گیا۔ "کھانا گرم کروں؟"

امل اس کے پیچھے لپکی۔

"ضرورت نہیں۔" بے رخی سے کہتا وہ زینے چڑھنے لگا۔ امل اس انداز پر خود میں سمٹ گئی۔ پھر ہمت کرتی زینے چڑھنے لگی۔

صائم اس کی آمد سے واقف تھا مگر خاموشی سے چلتا رہا۔ اپنے کمرے کے دروازے کے سامنے رکا اور امل کو دیکھنے لگا۔

"وہ سامنے والا تمہارا کمرہ ہے۔"

وہ ہاتھ سے اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب میرا کمرہ الگ ہو گا؟"

وہ قدرے حیران ہوئی۔

"ظاہر سی بات ہے تمہیں اپنے کمرے میں تو رکھنے سے رہا میں۔"

وہ بل کھاتا ہوا بولا۔

" بیوی ہوں تمہاری۔ وہاں کیوں رہوں گی میں؟"

وہ متعجب سی بولی۔

For more visit (exponovels.com)

"زبردستی مسلط کی گئی ہو مجھ پر۔ بیوی ہو،اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھو۔"

اس کا انداز جتانے والا تھا۔

"تو منع کر دیتے اگر اتنی بری لگتی تھی تمہیں میں۔"

اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔

"میں تو مجبور تھا تم انکار کر دیتی۔"

وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

"مہ؟ میں کیسے؟"

وہ بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"اسی منہ سے۔جس سے اب یہاں کھڑی بحث کر رہی ہو۔"

اس نے گھورا۔

"مگر آنٹی کو علم ہو گیا تو پھر؟"

وہ جانے پر تیار نہ تھی۔

"آنٹی اوپر نہیں آئیں گیں۔ ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی یہاں ہے نہیں۔ اور تم انہیں بتاؤ گی نہیں تو کیسے علم ہو گا انہیں؟"

وہ سینے پر ہاتھ باندھتا پوچھنے لگا۔

وہ لب کاٹتی مناسب جواب تلاشنے لگی۔

"اب مزید مجھے تنگ مت کرو اور جاؤ یہاں سے۔"

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہتا پلٹ گیا۔

"عجیب ہو تم بھی۔ شادی کرتے ہی نہ پھر اگر بیوی نہیں چاہئیے تھی۔"

وہ منہ میں بڑبڑاتی راہداری میں چل دی۔ "ماما کی طبیعت آڑے نہ آتی تو کبھی نہ کرتا.... فلحال تو ہرگز نہیں۔" وہ جل کر کہتا کمرے میں آگیا۔

"اب سمجھ آیا مجھے صائم صاحب کیوں کترا رہے تھے مجھ سے...." وہ گیسٹ روم کا دروازہ کھولتی ہوئی بولی۔

"اس شادی کا غصہ مجھ پر نکال رہا ہے...جبکہ میں بھی مجبور تھی اس کی مانند۔مجھے کون سا شوق تھا اس سے شادی کرنے کا...." وہ ہنکار بھر کر کہتی شیشے کے سامنے آگئی۔ "ٹائم اتنا ہوگیا صبح جلدی اٹھنا ہے...." وہ بال باندھتی ہوئی بڑبڑانے لگی۔

صائم جھنجھلاہٹ کا شکار تھا۔ "مجھے برا کیوں لگ رہا ہے اسے ڈانٹنے پر؟" وہ خود سے سوال کرتا کمرے میں ٹہلنے لگا۔

"عجیب ہے سب...." وہ جھرجھری لیتا شوز اتارنے لگا۔ "مجھے ابھی کچھ سوچنا ہی نہیں ہے۔ صبح آفس بھی جانا ہے...." وہ خود کو یاددہانی کرواتا ہاتھ تیز چلانے لگا۔

"اس امل کے مسئلے کو بھی دیکھ لیں گے بعد میں...." وہ بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹ گیا۔

"گڈ نائٹ صائم...." وہ ہاتھ بڑھا کر لیمپ آف کرتا ہوا آنکھیں بند کر گیا۔ فلحال وہ کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتا تھا، شاید اس کے دماغ نے اس حقیقت کو ابھی تسلیم نہیں کیا تھا۔

~~~~~~~~~~

"اچھا ماما میں چلتا ہوں اب...." صائم کھڑا ہو گیا۔ "ناشتہ کر لیا؟" روبینہ متحیر سی بولی۔ "جی کر لیا ہے....." صائم بیڈ کے دوسرے کنارے کھڑی امل کو دیکھتا جھوٹ بولنے لگا۔

"پھر ٹھیک ہے...." روبینہ کی جانب سے اجازت تھی۔ "خالہ میں آپ کے لئے ناشتہ لاتی ہوں...." صائم کے جانے کے بعد وہ گویا ہوئی۔

"ناشتہ ٹیبل پر لگانا دونوں مل کر کریں گے باہر۔ بس میں تنگ آ گئی ہوں کمرے میں رہ رہ کے۔"

"ٹھیک ہے میں منع نہیں کروں گی آپ کو..." امل سہولت سے مان گئی۔

~~~~~~~~~~

"مجھ سے پوچھے بغیر مجھے بتائے بغیر تم فیصل آباد چلی گئی؟" وہ ہونق زدہ سی اسے دیکھ رہی تھیں۔

"پھوپھو کمپنی کے کام کے لیے مجھے کسی سے پوچھنے یا بتانے کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی میں بچی نہیں رہی اب۔" مشائم تنک کر بولی۔

"میرے لئے بچی ہی رہو گی.... اور آئندہ ایسی حرکت میں نہ دیکھوں۔" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرنے لگی۔ "میری زندگی ہے یہ اور آپ یا کوئی دوسرا اس پر پابندی نہیں لگا سکتا۔ میں جیسے دل چاہے گا میں کروں گی۔" وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی نڈر سی بولی۔

"کون سی پٹیاں پڑھا کے بھیجا ہے اس زایان نے تمہیں؟ پہلے تو ایسے کبھی میرے آگے زبان نہیں چلائی تم نے؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"زایان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں اپنے فیصلے خود لے سکتی ہوں۔" وہ دو ٹوک انداز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔

"مت بھولو مشائم تمہاری خاطر میں یہاں بیٹھی ہوں...." وہ احتجاجاً چلائیں۔ "جی اچھے سے واقف ہوں آپ کے عزائم سے اور ان وجوہات سے جن کے باعث آپ یہاں ہیں۔" وہ جو جانے کے لیے مڑ چکی تھی پھر سے رک گئی۔

"آج بھی اس گھر کا خرچ میرے باپ کی کمائی سے چل رہا ہے... آپ کے یا آپ کے بیٹے کی کمائی سے نہیں۔" مشائم پلٹ کر بولی۔ انداز جتانے والا تھا۔ شمع کی زبان گنگ ہو گئی۔ "اس لئے بہتر ہو گا مجھ پر دباؤ ڈالنا بند کر دیں۔" وہ سخت لہجے میں کہتی چلی گئی۔

"اس کے منہ میں تو زبان آ گئی ہے۔ لگتا ہے زایان نے خوب کان بھرے ہیں اس کے...." وہ متفکر سی کہتی صوفے پر ڈھے گئیں۔

"خود تو دور بیٹھا ہے کسی سے ملتا جلتا نہیں اب مشائم کو بھی سب سے دور کرنا چاہ رہا ہے۔" ان کے چہرے پر پریشانی کے سائے تھے۔ "اگر مشائم یہاں سے چلی گئی پھر؟ نہیں نہیں...." وہ بوکھلا کر ارد گرد دیکھنے لگیں۔

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ مجھے جلد از جلد اس کا بندوبست کرنا ہوگا۔" وہ پر سوچ انداز میں کہتی گلاس میں پانی ڈالنے لگی۔

"اینجیو گرافی؟" وہ متحیر سی اسے دیکھنے لگی۔ "جی ماما... ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آپ بتا دیں کب کروانا چاہتی ہیں۔" وہ ان کا ہاتھ تھامتا ہوا بولا۔

"صائم لیکن میں...." الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

"ماما کچھ بھی نہیں ہوگا آپ کو۔ اور بلکل ٹھیک ہو جائیں گیں آپ۔" وہ انہیں اپنے ساتھ لگاتا ہوا بولا۔

"صائم تم جانتے ہو نہ مجھے آپریشن سے کتنا ڈر لگتا ہے..." وہ خوفزدہ سی ہو گئیں۔

"خالہ کچھ بھی نہیں ہوگا یقین کریں۔" امل روبینہ کے بائیں جانب بیٹھی تھی۔

"میں ٹھیک تو ہوں... کیا ضرورت ہے اس اینجیو گرافی کی؟ ڈاکٹر سے کہو بس مجھے میڈیسن دیتے رہیں میں کھالیا کروں گی۔" وہ صائم سے الگ ہوتی ہوئی بولیں۔

"ماما اگر ضرورت نہ ہوتی تو ڈاکٹر کیوں کہتے؟ انہیں شوق تو نہیں ہے خواہ مخواہ کرنے کا.... پلیز ضد مت کریں۔" وہ بے بس سا بولا۔

"نہیں نہیں.... مجھ سے نہیں ہو گا صائم۔ تم منع کردو ڈاکٹر کو۔ میری جتنی زندگی ہے میں ایسے ہی گزار لوں گی۔" وہ سامنے دیوار کو دیکھتی حتمی انداز میں بولیں۔ "ہم ہیں نہ آپ کے ساتھ۔ آپ دیکھیے گا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ دیکھنا آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔" امل نے اپنی سی کوشش نہیں۔ مگر روبینہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"ایسا نہیں ہو گا.... آپ کو خود کو تیار کرنا ہو گا ماما۔ پلیز میرے لئے۔ ایسے مت کریں۔" آنسو صائم کی آنکھوں میں جھلملانے لگے۔

"دیکھو گھبراہٹ سے میرے ہاتھ ڈھنڈے ہو رہے ہیں۔ میں نہیں کروا سکتی یہ آپریشن۔ کچھ نہیں ہو گا مجھے تم بس پریشان مت ہو۔" وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی ہوئی بولیں۔ صائم ان کے ڈھنڈے ہاتھ محسوس کر رہا تھا۔

"ضد مت کرو صائم میں ٹھیک ہوں۔" وہ اپنا ہاتھ اٹھا کر بیڈ کی پشت سے ٹیک لگاتی ہوئی بولیں۔ روبینہ نے آنکھیں بند کرلیں جس کا مطلب تھا کہ وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتی۔

"خالہ مگر...." امل بولنا چاہتی تھی مگر صائم نے اسے ٹوک دیا۔

"رہنے دو..." وہ ہاتھ سے اشارہ کرتا کھڑا ہوگیا۔

"کل آپ سے دوسرے طریقے سے بات کروں گا۔مجھے علم تھا آپ ایسے نہیں راضی ہوں گی...." وہ راہداری میں چلتا ہوا خود کلامی کرنے لگا۔

وہ پورچ پر بیٹھی تھی۔ سیاہ بال شانوں سے ہوکر آگے کو آرہے تھے۔ صاف رنگت پر اداسی کے سائے تھے۔ سیاہ بڑی بڑی آنکھیں فرش کو گھور رہی تھی۔ لپ اسٹک لائٹ پنک کلر کی لپ اسٹک سے پوشیدہ تھے۔

"نجانے صائم اتنا عجیب کیوں ہوگیا ہے..." وہ جو اپنے خیالوں میں غرق تھی پاؤں کی آہٹ پر سیدھی ہوگئی۔ سامنے صائم کھڑا تھا۔ امل کھڑی ہوئی ہی تھی کہ وہ آگے چل دیا۔

"مجھ پر کس بات کا غصہ نکال رہے ہو؟" امل چلتی ہوئی اس کے سامنے آرکی۔ سیاہ آنکھوں میں شکوے تھے۔

"میں نے کچھ کہا تمہیں؟" وہ سرد لہجے میں گویا ہوا۔

"یہ بیگانہ سلوک کیوں؟" وہ بے چینی سے بولی۔

"امل دیکھو میں ابھی اس رشتے کے لیئے تیار نہیں ہوں۔ ابھی دور دور تک میری لسٹ میں شادی نہیں تھی۔ مگر تم یوں اچانک مجھ پر مسلط ہو گئی ہو تو اور میں کیا کروں؟" وہ اس پر برس پڑا۔

"تو یہ میرا قصور ہے؟" وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ "ہاں تمہارا ہے... منع کر دیتی ماما کو یا چلی جاتی کہیں۔" وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

"بہتر ہو گا تم چلے جاؤ کہیں۔" وہ تنک کر کہتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"اپنا گھر چھوڑ کر کیوں جاؤں میں؟ اگر کسی کو جانا چاہیئے تو وہ تم ہو...." صائم نے پلٹ کر ہانک لگائی۔ وہ انجانے میں ہی اس سے نفرت کرنے لگا تھا۔ امل اس کی بات سن چکی تھی۔

"خالہ کا خیال نہ ہوتا تو ایک لمحہ اس گھر میں نہ گزارتی میں۔" وہ تلملا کر کہتی تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔

"نجانے کس غلطی کی سزا میں مجھے صائم جیسے انسان سے نوازدیا گیا...." اسے رہ رہ کے صائم پر غصہ آ رہا تھا۔ "اس سے تو اچھا ہوتا کسی بھی راہ چلتی لڑکی کو پکڑ کر اس کی بیوی بنا دیتے...." وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنے کمرے میں آ چکی تھی۔

"زندگی کا سکون ہی خراب کر کے رکھ دیا ہے اس انسان نے۔" وہ الماری کھول کر ہینگر اِدھر اُدھر کرنے لگی۔

~~~~~~~~~

"آج تو ٹائم سے آ گئے تم...." زایان گھڑی کو دیکھتا ہوا بولا۔ "ماما کو کال کر کے طبیعت معلوم کر لی، گھر نہیں گیا نہ اس لئے جلدی آگیا۔" صائم پانی کی بوتل اٹھاتا ہوا بولا۔ "پھر تو بھابھی خفا ہوں گی ہم سے۔" وہ لب دانتوں تلے دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔ "اس کو اتنی اجازت نہیں دی میں نے۔" وہ ہنکار بھر کر بولا۔

"مطلب محاذ آرائی شروع ہے...." وہ محظوظ ہوا۔

"تم گاڑی نکالو اپنی اور چلو مجھے پھر گھر بھی جانا ہے۔" صائم نے اسے دھکا دے کر دروازے کی سمت دھکیلا۔

"اچھا یار....ویسے جس دوست کے پاس میں تمہیں لے جا رہا ہوں اس کی کیٹرنگ بہت اچھی ہے۔ سب یاد رکھیں گے اس کا کھانا دیکھنا تم۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا ہوا بولا۔ "ہال کی بکنگ تو اسد نے کروالی تھی نہ؟" صائم سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا۔

"ہاں وہ تو ڈیٹ فکس ہوتے ہی کروالی تھی اس نے۔" وہ سر ہلاتا گاڑی گیٹ سے باہر نکالنے لگا۔
~~~~~~~~~

"ویسے کتنی عجیب بات ہے نہ ہم تینوں ہی باپ کی شفقت سے محروم ہیں۔ "یکدم صائم کو باپ کی کمی شدت سے محسوس ہونے لگی۔ "ہم ایک دوسرے کے باپ ہی ہیں... " زایان نے قہقہ لگایا۔

"یہ بات بھی ہے ویسے۔ "وہ بھی مسکرا بے لگا۔

"اچھا شیروانی لینے میں چلا جاؤں گا اسد کے ساتھ تم آنٹی کے پاس رہنا کل۔ "وہ یوٹرن لیتا ہوا بولا۔

"مسئلہ یہ ہے پہلے صرف ماما اکیلی تھی تو رک جاتا تھا مگر اب وہ امل بھی ہوتی ہے۔ "وہ کوفت زدہ لہجے میں بولا۔ "پتہ نہیں کیوں مجھے چڑ ہوتی اسے دیکھ کر.... "وہ ونڈ اسکرین سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"ابھی نیا نیا رشتہ ہے نہ اسی لیے۔ کچھ ٹائم دے خود کو سیٹ ہو جائے گا۔ "زایان نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا۔ فلحال وہ خود کو ہی سمجھنے سے قاصر تھا۔

"واپسی پر کھانا بھی کھائیں گے.... "کچھ دیر بعد صائم کی آواز نے خاموشی کو توڑا۔ "ٹھیک ہے باس.... اور تمہارا تھری پیس بھی میں لوں گا اپنے جیسا۔ "زایان نے مزید کریدنا مناسب نہ سمجھا اس لئے موضوع تغیر کر دیا۔

~~~~~~~~~

"خالہ آپ مان جائیں نہ...." وہ روبینہ کے ہمراہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "امل بچے مجھے دیکھو میں ٹھیک تو ہوں.... پھر کیا ضرورت ہے اینجیو گرافی کی؟" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔

"اگر ضرورت نہ ہوتی تو ڈاکٹر کیوں کہتے؟" وہ خفا خفا سی بولی۔

"بیٹا یہ ڈاکٹر تو پیسے بنانے کو بیٹھے ہیں.... بس بہانہ چاہئیے ہوتا انہیں۔" وہ اب بھی حامی بھرنے کو تیار نہ تھیں۔ "پلیز ضد چھوڑ دیں.... میں ایک بار امی کو کھو چکی ہوں خالہ.. اب دوبارہ نہیں۔" اس نے اشک بہاتے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔ "اوہو تم ایسے فکرمند ہو رہی ہو.... کچھ نہیں ہوگا مجھے۔" وہ اسے ساتھ لگاتی ہنس دیں۔

"ماما دو دن ہو گئے ہیں.... آپ کو جو ٹائم دیا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔" صائم وہاں نمودار ہوا۔

"صائم...." روبینہ نے اسے گھورا۔ "کل سے اسد کی شادی شروع ہو رہی ہے اور شادی کے فوراً بعد کا ٹائم لے لیا ہے میں نے ڈاکٹر سے۔ اب میں مزید ترمیم نہیں کر سکتا۔" وہ حتمی انداز میں کہتا سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔ "بیٹا مجھے نہیں کروانی تم کیوں بضد ہو؟"

"آپ کو یاد ہے نہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ آج میں آپ کی بات مان رہا ہوں آپ بھی میری بات مانیں گیں۔" وہ آگے کو ہوتا بولنے لگا۔
~~~~~~~~~

"اب چپ چاپ میری بات مان لیں۔ اپنا دل تھوڑا سا بڑا کر لیں۔ اللہ سب بہتر کرے گا، بیماری کا علاج کروانا ہوتا ہے ماما...." وہ زور دے کر بولا۔

روبینہ لاجواب ہو گئی۔ "اس دن میں نے آپ کا مان رکھا تھا آج آپ کی باری ہے ماما...." وہ پاس سے کہتا کھڑا ہو گیا۔

"صائم...." روبینہ نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا جس کے چہرے پر درد اور پریشانی احاطہ کئے ہوئے تھے۔

وہ کچھ سنے دکچھ کہے بنا وہاں سے باہر نکل گیا۔

"صائم بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے خالہ۔ آپ دیکھ نہیں رہیں وہ کتنا پریشان ہے....اس کی پریشانی ختم کر دیں، بات مان لیں اس کی۔" امل اس کے نکلتے ہی بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں اسد کی شادی ختم ہونے تک خود کو تیار کرتی ہوں۔" روبینہ نہ چاہتے ہوئے بھی راضی ہو گئی۔ "صائم تو چلا گیا اس وقت کون ہے؟" بیل کی آواز پر روبینہ چونک کر بولی۔ "میں دیکھی ہوں شاید دادو ہوں.... کہہ رہی تھی آنے کا۔" امل چہک کر کہتی کھڑی ہو گئی۔

~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~

"جی کوئی کام تھا؟" صائم فون کان سے لگاتا سائیڈ پر آگیا۔ "بیٹا امل کو مارکیٹ جانا تھا... اسد کی شادی کے لیے کچھ کپڑے خریدنے کے لیے۔" اسپیکر پر روبینہ کی آواز سنائی دی۔

صائم نے فون کان سے ہٹا کر اسکرین کو دیکھا جہاں امل کا نام جگمگا رہا تھا۔

"اچھا تو پھر؟" وہ جانتے ہوئے انجان بنا۔ "تم کہاں ہو؟"

"میں زایان لوگوں کے ساتھ ہوں، کچھ کام کر رہے ہیں۔" اس نے بہانہ بنایا۔

"بیٹا کام تو زایان بھی اسد کے ساتھ کر لے گا کل مہندی ہے اس لئے تم امل کو مارکیٹ لے جاؤ۔" صائم نے لب بھینچ لیے۔

"میری آواز آ رہی ہے؟" اس کو خاموش پا کر روبینہ پھر سے گویا ہوئی۔

"جی آ رہی ہے۔ میں پندرہ منٹ میں گھر آ جاؤں گا اسے کہیے گا تیار رہے۔" وہ آنکھیں بند کرتا گہری سانس لیتا ہوا بولا۔ "ٹھیک ہے بیٹا وہ منتظر ہے تمہاری...." ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔

"اب اس میڈم کو شاپنگ کرنی ہے...." وہ کوفت سے کہتا چلنے لگا۔ "سٹیج کے لئے یہ والی ڈیکوریشن ہونی چاہئیے...." زایان اسد کو تصویریں دکھا رہا تھا۔

"تم بھی دیکھو صائم اور بتاؤ کیسی ہے؟" اس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تم دونوں ڈیسائیڈ کر لو مجھے امل کو لے کے مارکیٹ جانا ہے۔" وہ چابی اٹھا رہا تھا۔

"ہاں کوئی مسئلہ نہیں جاؤ۔ لیکن کل ٹائم سے پہلے آنا ہے تم دونوں نے۔" اسد تنبیہ کرتی نگاہوں سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ٹینشن مت لے...." صائم مسکرا کر کہتا گاڑی کی جانب بڑھنے لگا۔

"شادی کے بعد سے کچھ عجیب نہیں ہوگیا یہ؟" اسد اسے جاتا دیکھ رہا تھا مگر مخاطب زایان سے تھا۔

"ہاں مجھے بھی محسوس ہوتا ہے۔ بولتا کم ہے اب اور جلدی واپس چلا جاتا ہے۔" وہ اپنی بات پر خود ہی ہنس دیا۔ "شادی کے بعد مطلب یہی روٹین ہونے والی ہے میری بھی۔" اسد محظوظ ہوا۔

"ہاں دیکھ لو... ابھی بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔" زایان نے مدھم آواز میں نصیحت کی۔

"بہت شکریہ تمہارے مشورے کا مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تیر کمان سے نکل چکا ہے۔" وہ بظاہر مظلوم بنا۔

"اچھے سے جانتا ہوں تجھے میں...." زایان نے اس کے بازو پر مکا مارا اور دونوں ہنستے ہوئے پھر سے فون پر مصروف ہو گئے۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

گھر سے مارکیٹ تک کا سفر خاموشی کی نذر ہوا۔ نہ صائم نے کچھ کہا نہ ہی امل نے اسے مخاطب تھا۔ اس نے صائم کا ہتک آمیز رویہ فراموش نہیں کیا تھا۔

"اب آج کپڑے لینے کی کیا ضرورت تھی؟ تمہارے پاس ہے نہیں کچھ پہننے کو؟" گاڑی پارکنگ میں آرکی تھی جب اس کی آواز سنائی دی۔ "جی نہیں۔ کیونکہ پہلے میں شادی شدہ نہیں تھی۔"

"اور دوسری بات۔" اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتا امل پھر سے بولنے لگی۔

"خالہ نے مجھے مجبور کیا کہ میں نئے کپڑوں لوں ,جیسے شادی شدہ لڑکیاں پہنتی ہیں ,خیر شادی تو نام کی ہی ہے بس۔" وہ اس کا جواب سنے بغیر سرعت سے گاڑی سے باہر نکل گئی۔

"تو تم کیا چاہتی ہو تمہیں لے کر کشمیر کی وادیوں میں گھومتا پھروں میں؟ یا ماتھے پر سجا لوں کہ سب کو معلوم ہو کہ میری شادی ہو چکی ہے۔" وہ برہمی سے کہتا اس کے سامنے آگیا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں تمہارے ساتھ کہیں بھی جانے کا۔ اس لئے اپنے دل سے یہ خوش فہمی نکال دو۔ آج بھی خالہ نے زبردستی تمہارے ساتھ بھیجا ورنہ میں گھر سے ڈرائیور کو بلا رہی تھی۔" امل نے اسے مزید بولنے کا موقع نہ دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی اس سے دور ہوتی چلی گئی۔

"پتہ نہیں خود کو سمجھتی کیا ہے ملکہ عالیہ... ہونہہ...." وہ تپ کر کہتا اس کے عقب میں چلنے لگا۔

وہ تیسری دکان سے نکل رہی تھی اور صائم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔

"ایک گھنٹہ لگا کر تم نے صرف ایک سوٹ لیا ہے...." وہ آس پاس لوگوں کا خیال کرتا مدھم آواز میں بولا۔ دونوں ہاتھ جیب میں ڈال رکھے تھے۔ بال نفاست سے سیٹ کر رکھے تھے۔ صاف چہرے پر خفگی تھی، دانت پیستے ہوئے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"اکیلے میں پہلی بار کپڑے خرید رہی ہوں... اگر اتنی تکلیف ہو رہی ہے تو واپس چلے جاؤ میں کیب لے کے آجاؤں گی۔" وہ جلانے والی مسکراہٹ لئے بولی۔

"اچھے سے جانتی ہو کہ یہ نہیں کر سکتا میں۔ اسی لئے ایسے نایاب مشورے سے نواز رہی ہو نہ۔" وہ سر ہلاتا ضبط کرنے لگا۔

"کافی سمجھدار ہو۔ میرا خیال ہے دوبارہ ہمیں اس بحث میں الجھنا نہیں پڑے گا اب۔" وہ صائم کی بازو تھپتھپاتی ہوئی بولی اور چلتی ہوئی اگلی دکان میں داخل ہو گئی۔ صائم سانس خارج کرتا آگے بڑھ گیا۔ سوائے صبر اور برداشت کے اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا فلحال۔

زایان تیز تیز انگلی چلاتا نمبر ملانے لگا۔

"کم آن اسد.... "گھبراہٹ کے باعث اس کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں نمودار ہونے لگیں۔

دوبارہ کال ملانے پر اسد نے کال اٹینڈ کرلی۔

"ہاں کیا ہوا؟" مقابل کی آواز نیند میں ڈوبی تھی۔ "یار مجھ سے ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے...." وہ سامنے زخمی حالت میں پڑے شخص کو دیکھ رہا تھا۔

"واٹ؟ کیا مطلب تم...." وہ پیشانی مسلتا اٹھ بیٹھا۔

"باتیں چھوڑو تم فوراً یہاں پہنچو۔ میں لوکیشن بھیجتا ہوں تمہیں اپنی۔" وہ بے چین سا ٹہل رہا تھا۔

"اچھا بھیجو۔ میں نکلتا ہوں ابھی۔" وہ فون بند کرتا چابی ڈھونڈنے لگا۔

~~~~~~~~~~

"میڈیسن لی آپ نے؟" وہ روبینہ کی جانب پشت کیے کھڑا تھا۔ ہاتھ میں کتاب تھی جسے وہ دیکھ رہا تھا۔

"ہاں امل باقائدگی سے دیتی ہے میڈیسن اور دیکھو ٹھیک تو ہوں میں۔"

"امل کی دادو آرہی ہیں؟" وہ پلٹ کر بولا۔

"میں شادی پر نہیں جاؤں گی نہ۔ تو نفیسہ بی کہتی میں آجاؤں گی۔ وہ بھی گھر پر اکیلی بور ہوتی ہیں۔"
~~~~~~~~~~

"چلیں یہ بھی ٹھیک ہے۔ ویسے..." فون کی رنگ ٹون نے اسے خاموش کروا دیا۔

"ایک سیکنڈ...." وہ اسکرین پر نام دیکھتا سائیڈ پر ہو گیا۔ "ہاں اسد۔" صائم نے فون کان سے لگایا۔

"زایان سے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" وہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ "مائی گاڈ۔ کب؟ کہاں؟" وہ حیرانی سے کہتا باہر نکل گیا۔

"لوکیشن بھیجی ہے تمہیں میں نے۔ میں راستے میں ہوں تم بھی پہنچو۔"

"ہاں ٹھیک ہے میں آتا ہوں ابھی۔" صائم نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

"کہیں جا رہے ہو؟" امل جو ناشتہ لگا رہی تھی چابی اس کے ہاتھ میں دیکھتی پوچھنے لگی۔

"امم.. ہاں ایک کام آگیا ہے ضروری۔ ناشتہ میں کر کے آؤں گا۔" اس نے بس اتنا کہا اور سرعت سے باہر نکل گیا۔

"یوں اچانک ایسا کون سا کام آگیا؟" وہ ٹیبل کو دیکھتی سوچنے لگی۔ "مجھے کیا...." اس نے سر جھٹکا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

~~~~~~~~~~

"یار صبح کے ٹائم کیسے تم نے ہٹ کر دیا اس آدمی کو؟" اسد یہ سوال دوسری بار پوچھ رہا تھا اور یہی بات وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔
~~~~~~~~~~

"پتہ نہیں اچانک سامنے آگیا۔ سپیڈ کافی تیز تھی میری سڑک پر کوئی ٹریفک نہیں تھی نہ...."
وہ انگلی دانتوں تلے دبائے اس شخص کو دیکھنے لگا۔

"میں نے اپنے کزن کو فون کر دیا ہے۔ تم ٹینشن مت لو۔ تمہارا نام کہیں نہیں آئے گا۔"

اسد اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "تھینک یو یار۔" وہ اسے گلے لگاتا ہوا بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ بس خیال رکھنا کہ کل، میری بارات پر ایسا کوئی کام سرانجام مت دینا۔" وہ اس سے الگ ہوتا ہوا بولا۔ چہرے پر مصنوعی خفگی تھی۔

"ویسے زندہ ہے یہ؟" اسد پاؤں کے بل اس زخمی انسان کے پاس بیٹھ گیا۔

"معلوم نہیں۔ میں نے چیک نہیں کیا۔" زایان الٹے قدم اٹھانے لگا۔ "سانس تو چل رہی ہے۔ چلو شکر ہے۔" وہ ناک کے آگے انگلی رکھ کر چیک کر رہا تھا۔

زایان کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا۔ پولیس کے آتے ہی صائم بھی پہنچ گیا۔

"کیسے ہوا یہ؟" وہ ہکا بکا سا زایان کو دیکھ رہا تھا۔

"بس یار اچانک سامنے آگیا۔ سپیڈ تیز تھی بروقت بریک نہیں لگی۔" وہ سپاٹ انداز میں بولا۔

"تم نے اپنے کزن سے بات کی ہے؟" صائم اب اسد سے مخاطب تھا۔ "ہاں وہ ہینڈل کر لے گا یہ معاملہ۔" اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"چلو ہم بھی چلتے ہیں۔ ایمبولینس بھی آتی ہوگی۔" اسد دونوں کو اشارہ کرتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دونوں بھی اپنی اپنی گاڑی کی جانب چل دیئیے۔

"بھائی ہاتھ ہولا رکھ میری مہندی ہے آج۔" وہ تینوں ناشتے کرنے رکے تھے۔

"میں نے جان بوجھ کے تو نہیں کیا۔ بس اچانک سامنے آگیا۔" زایان پلیٹ آگے کرتا ہوا بولا۔

"مجھے تو خود منی ہارٹ اٹیک آگیا تھا۔" صائم نے قہقہ لگایا۔ "تم ڈرائیور رکھ لو زایان۔" اسد ہنستا ہوا بولا۔

"اڑا لو مذاق۔" وہ سر ہلاتا ہوا بولا۔ "لیکن یار سیریس آگے سے محتاط رہنا۔ ورنہ بچا نہیں سکوں گا میں تمہیں۔" اسد سنجیدگی سے کہتا نوالہ توڑنے لگا۔

"ہاں احتیاط کروں گا۔"

"میں تو سوچ رہا ہوں تمہیں اپنے ساتھ ہی لے چلوں گھر۔ ایسے شام میں آتے آتے کچھ کر دیا پھر؟" صائم اسے چڑا رہا تھا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اس کو بے بی سیٹنگ کی اشد ضرورت ہے۔" اسد نے بھی تائید کی۔ زایان نے فقط مسکرانے پر اکتفا کیا۔ "اچھا یار میں زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتا۔ کام بہت ہیں۔ اور میں دوبارہ کہہ رہا ہوں تم دونوں ٹائم سے آجانا۔" وہ کھڑا ہوتا بولنے لگا۔

"میری طرف سے تم فکر چھوڑ دو۔ بس اس کی ٹینشن لو...." صائم نے زایان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"نہیں نہیں۔ تم بے فکر رہو۔" زایان نے اس کی نفی کی۔ "ٹھیک ہے پھر شام میں ملتے۔" وہ ہاتھ ہلاتا گاڑی کی سمت چلنے لگا۔ "جلدی ختم کر۔مجھے بھی گھر جانا ہے۔" صائم فون کو دیکھتا ہوا بولا۔

~~~~~~~~~

امل بال کھولتی آئینے کے سامنے آگئی۔

مہندی کلر کا سوٹ اس کی صاف رنگت کو چار چاند لگا رہا تھا۔ سادہ سی شلوار قمیض پر گوٹہ لگا ہوا تھا۔ نفاست سے کیا گیا میک اپ اسے مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔ امل نے مانگ نکال کر دونوں سائیڈ سے بال فولڈ کر لئے۔ پیچھے سے بال کھلے چھوڑ دئیے۔ سیاہ بالوں نے آدھی کمر کا احاطہ کر لیا۔ ایک آخری نظر خود پر ڈال کر وہ بیڈ سے دوپٹہ اٹھانے لگی۔

"امل میں آدھے گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں تمہارا۔" صائم کھلے دروازے پر دستک دیتا ہوا بولا۔ "میں سلیپر چینج کر لوں بس۔" وہ پلٹ کر بولی۔

صائم گہرے بھورے رنگ کی شلوار قمیض زیب تن کئے ہوئے تھا۔ سیاہ بال جیل لگا کر سیٹ کر رکھے تھے۔ صاف رنگت پر سیاہ گھری شیو جچتی تھی۔
~~~~~~~~~

امل کی آنکھوں میں ستائش تھی۔ "ہیلو میڈم؟" امل کے یوں ٹکٹکی باندھے دیکھنے پر وہ کنفیوز ہوگیا۔ "بس دو منٹ۔" امل اپنی اس حرکت پر خجل سی ہوگئی۔ وہ دوپٹہ سنبھالتی الماری سے جوتے نکالنے لگی۔

~~~~~~~~~~

"دیکھ لو صائم ابھی تک نہیں آیا۔" زایان متلاشی نگاہوں سے دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

"بھئی سمجھا کرو اب بیوی ہے اس کی۔" اسد ذو معنی انداز میں بولا۔

"بات تو سچ مگر بات ہے رسوائی کی۔" زایان بھرپور مسکراہٹ لئے بولا۔ اسد قہقہ لگاتا آگے بڑھ گیا۔

"ہمارے بغیر ہی محفل سجائی گئی ہے۔" صائم ان کے پاس آتا ہوا بولا۔ "ہماری اتنی مجال؟" زایان سینے پر ہاتھ رکھتا مظلوم سی شکل بنائے اسے دیکھنے لگا۔

"اچھا امل سے ملو۔" امل جو صائم کے پیچھے چھپی تھی اس کے بلانے پر سامنے آگئی۔ پر اعتماد سی، چہرے پر مسکراہٹ لئے وہ ان سے حال احوال دریافت کرنے لگی۔

"ماہم!" اسد چہرہ موڑ کر دوسری جانب دیکھ رہا تھا۔

"جی بھائی؟" ماہم وہاں آتی تعجب سے امل کو دیکھ رہی تھی۔
~~~~~~~~~~

"یہ صائم کی وائف ہیں۔ انہیں ماما سے ملواؤ اور خاص خیال رکھنا ان کا۔" وہ تاکید کرتا صائم کو دیکھنے لگا۔

"ہاں امل تم جاؤ۔" صائم کی بات سن کر وہ ماہم کے ساتھ چلی گئی۔ "بھابھی اتنی بری تو نہیں جتنی تم نے تصویر کشی کی تھی۔" زایان امل کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے یہ کب کہا کہ وہ بری ہے؟"

"اچھا چھوڑو یہ بحث۔ چلو کچھ کھا پی لو۔" اسد کے کہنے پر وہ دونوں مسکراتے ہوئے اس کے عقب میں چلنے لگے۔

"آپ کا نام؟" وہ دونوں لاؤنج میں آرکی تھیں جب ماہم نے پوچھا۔

"امل۔" دوپٹہ جو شانے سے ڈھلک کر زمین کو چھو رہا تھا امل اسے سیٹ کرنے لگی۔

"بھائی نے ذکر کیا تھا صائم بھائی کی شادی کا۔ ماما آنا چاہ رہی تھی آپ کے گھر لیکن مصروفیت کی وجہ سے ٹائم ہی نہیں مل سکا۔" وہ چلتی ہوئی عقبی گارڈن میں آنکلیں، جہاں خواتین بیٹھی تھیں۔

"کوئی بات نہیں۔" امل دھیرے سے مسکرائی۔

"ماما یہ امل ہیں صائم بھائی کی وائف۔" ماہم اب امل کا تعارف کروانی لگی۔

امل اب کرسی پر آ بیٹھی۔ چاروں طرف تیز روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ لڑکیاں لہنگے سنبھالتی اِدھر سے اُدھر جا رہی تھیں۔

"میری شادی کتنے عجیب حالات میں ہوئی۔ کسی نے بھی نہیں سوچا ہوگا ایسا۔" وہ اداسی سے کہتی بائیں جانب لگے پودوں کو دیکھنے لگی۔

"اور شادی ہے بھی کیا؟ صائم صرف دکھاوے کے لئے مجھے ساتھ رکھے ہوئے ہے۔ اس سے اچھا تو ہم پہلے تھے۔ ایک دوسرے سے بات تو کرتے تھے اب کیا اجنبی کی طرح رہ رہے ہے۔" اس نے گہری سانس لی۔

"نہ میں کسی کو جانتی ہوں یہاں۔ بس لا کر بٹھا دیا ہے۔" وہ کوفت سے کہتی کلچ سے فون نکالنے لگی۔

~~~~~~~~~~

"پھوپھو آپ نے میری الماری چیک کی تھی؟" مشائم کپ میز پر رکھتی ان کی جانب گھومی۔

"بھلا میں کیوں کرنے لگی؟"

"آپ نے نہیں کی تو پھر آپ کی کسی بیٹی یا بیٹے نے کی ہوگی۔ آپ لوگوں کے علاوہ تو اس گھر میں اور کوئی نہیں ہے۔" وہ شدید غصے میں تھی۔
~~~~~~~~~~

"یہ کس طرح بات کر رہی ہو تم؟" وہ برہمی سے بولیں۔ "جیسا سلوک میرے ساتھ ہو رہا ہے۔" وہ ترکی بہ ترکی بولی۔ "مشائم اپنی حد میں رہو عمر میں بھی بڑی ہوں تم سے اور رشتے میں بھی۔" وہ کہتی ہوئی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اسی لئے پوچھ رہی ہوں آپ سے۔ اور آخری بار یہ یاد دہانی کروا رہی ہوں کہ ایسی حرکتیں زیب نہیں دیتی آپ کو۔"

مشائم ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی کھڑی ہوگئی۔ "سب سمجھ آ رہا ہے مجھے۔ یہ سب تم زایان کی شہ پے کر رہی ہو نہ؟" وہ حلق کے بل چلائیں۔

"زایان کو اپنے دماغ سے نکال دیں۔ کیونکہ اس کے علاوہ وہ ہم سب کی زندگی میں کہیں بھی نہیں ہے۔" وہ زخمی سا مسکرائی۔

"اپنی حرکتیں ٹھیک کر لو تم۔ ورنہ مجھے ٹھیک کرنا بھی آتا ہے۔ اور بہتر ہوگا جیسے پہلے رہ رہی تھی ہمارے ساتھ ویسے ہی رہو۔ کیونکہ یہاں سے جانے والی کہیں نہیں تم۔" وہ حتمی انداز میں بولیں۔

"میں بھی دیکھتی ہوں کس حد تک جا سکتی ہیں آپ۔" وہ بلند آواز میں کہتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

مشائم تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں آگئی۔ دروازہ لاک کیا اور وہیں بیٹھ گئی۔ آنکھیں نمکین پانیوں سے لبریز تھیں۔

"اپنے گھر میں رہتے ہوئے مجھے یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ میں ان کے ٹکڑوں پر پل رہی ہوں۔" وہ دھیرے سے سسکی۔ دو موتی ٹوٹ کر رخسار پر آگرے۔

"اب سمجھ آرہا ہے مجھے زایان نے سب سے جدا ہونے کا فیصلہ کیوں کیا۔ اور یہ فیصلہ کتنا درست تھا اب احساس ہو رہا ہے مجھے۔" اس نے بازوؤں کا تکیہ گھٹنوں پر رکھے ان پر سر رکھ لیا۔ اس کے لئے اس بند کمرے میں سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ کھڑی ہوئی اور چلتی ہوئی بالکنی میں نکل آئی۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور فون پر نمبر ملانے لگی۔

زایان متحیر سا فون پر جگ مگ کرتے نام کو دیکھ رہا تھا۔

" پہلے تو کبھی کال ہی نہیں کی اور آج ویڈیو کال۔" وہ خود کلامی کرتا ہجوم سے نکل آیا۔

"خیر تو ہے کزن۔" وہ کال اٹینڈ کرتا ہوا بولا۔ زایان اس کے آنسو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ "تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ ناگواری سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں بس ایسے ہی۔" وہ اپنے آنسو پونچھنا بھول گئی تھی۔

"بلا وجہ تو آنسو نہیں آتے۔" وہ قائل نہ ہوا۔

"کچھ نہیں بس وہی فیملی ڈرامہ۔ تم بتاؤ کیسے ہو؟" وہ خود کو کمپوز کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

"میں ہمیشہ کی طرح ہوں۔ دوست کی شادی میں آیا ہوں؟ تمہیں کوئی کام تھا تو بتاؤ؟" ہمیشہ کی مانند وہی لیا دیا انداز۔

"نہیں میں نے ایسے ہی فون کیا تھا۔" زایان کے انداز پر وہ خجل سی ہو گئی۔

"اچھا پھر بعد میں بات کرتا ہوں ابھی مصروف ہوں۔ "

"ٹھیک ہے۔" مشائم نے بے دلی سے کہہ کر فون بند کر دیا۔ "نجانے اتنی مصروف زندگی کیسے ہے تمہاری اکیلے رہ کر بھی۔ "

اسے حسد ہو رہا تھا۔

"یہ کھل کیوں نہیں رہا؟" وہ ہینڈل پر ہاتھ رکھے دروازہ کھولنے کی سعی کر رہی تھی۔ مسلسل کوشش کرنے کے بعد بھی دروازہ نہ کھل سکا۔

"یہ دروازہ کھل کیوں نہیں رہا؟" امل پریشانی سے کہتی پھر سے لاک گھمانے لگی۔ مگر بے سود۔ اس کی ہر کوشش ناکام جا رہی تھی۔

"اب میں باہر کیسے جاؤں گی؟" وہ متفکر سی کہتی سلیب سے کلچ اٹھانے لگی۔

"شکر ہے فون میرے پاس ہے۔" وہ نمبر ملاتی ہوئی بولی۔

"کیا ہوا کدھر جا رہے ہو تم دونوں؟" صائم اور کبیر کو جاتے دیکھ زایان ان کے سامنے آ گیا۔

"امل کا فون آیا ہے ابھی۔ پتہ نہیں واش روم میں بند ہو گئی ہے۔" وہ کوفت سے کہتے قدم اٹھانے لگا۔

"تم بھی آ جاؤ شاید دروازہ توڑنا پڑے۔ جو تمہیں میں نے ایکسیڈنٹ سے بچایا اس کا حساب پورا کر دو اب۔" کبیر کا انداز مزاح سے بھرپور تھا۔

"واش روم میں بند ہو گئی؟" زایان متعجب سا کہتا کبیر کے ہمراہ چل دیا۔

"یہ چابی لگا کر دیکھو۔" کبیر نے چابی صائم کے ہاتھ پر رکھی۔

"کوئی فائدہ نہیں۔" وہ تینوں اپنے تئیں کوشش کر کے دیکھ چکے تھے مگر بے سود۔

"بس پھر ایک ہی طریقہ ہے۔" کبیر زایان کو دیکھتا مسکرایا۔

"تمہارا مطلب لاک توڑنا ہوگا؟" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔ "ہاں بلکل۔" اس نے سر ہلایا۔

"تم تو پولیس میں ہو۔ پہلی کوشش تمہی کرو۔" صائم جیب میں ہاتھ ڈالتا پیچھے ہو گیا۔

"ہاں یہ بات صائم نے بلکل ٹھیک کہی ہے۔" زایان اس کی تائید کرتا پیچھے ہو گیا۔

"تم لوگ جم میں کیا لینے جاتے ہو؟" وہ پیشانی پر بل ڈالے دونوں کو دیکھنے لگا۔

"ہم باڈی بلڈر تھوڑی ہیں ؟ یا جم والے ہم سے دروازے تڑواتے ہیں ؟" زایان نے قہقہ لگایا۔ اس قہقہے میں دونوں نے اس کا ساتھ دیا۔

"ہم تو بس فٹ رہنے کے لیے جم جاتے ہیں دروازے توڑنے کے لیے نہیں۔" صائم دروازے کو دیکھتا ہوا بولا۔

"ٹھیک ہے پھر یہ کام بھی مجھے ہی کرنا ہوگا۔" وہ دونوں سے مایوس ہو کر کہتا آگے بڑھ گیا۔ کبیر کے دو تین بار دھکا لگانے پر بھی لاک نہیں ٹوٹا۔ امل کو ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"اب تو کھل جائے یہ دروازہ..." کبیر کے دوبارہ دھکا دینے پر امل دعا کرنے لگی۔ تیسری باری پر لاک ٹوٹ گیا۔

"واہ ہیرو۔" زایان نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر داد دی۔ "آپ ٹھیک ہیں ؟" کبیر گھبرائی ہوئی امل کو دیکھتا ہوا پوچھنے لگا۔

لمحہ بھر کو کبیر کی نگاہ امل پر سے ہٹنے کو انکاری ہوگئی۔ پسینے سے تر چہرہ, جہاں گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی، آنکھوں میں فکر کے سائے نمایاں تھے۔ وہ خوبصورت تھی یا شاید اس لمحے اسے ایسا گمان ہو رہا تھا۔

"جی میں ٹھیک ہوں۔" وہ اتنی بھی کمزور نہیں تھی کہ اس انجان کے سامنے رونے بیٹھ جاتی۔

"آجائیں۔" کبیر راستہ دیتا پیچھے کو ہو گیا۔ ناچاہتے ہوئے بھی اسے اپنی نگاہ جھکانی پڑی۔

"یہ روم زیادہ استعمال میں نہیں ہے مجھے لگتا ہے لاک ٹھیک نہیں تھا اس کا۔" وہ دروازہ آگے پیچھے سے دیکھ رہا تھا۔

"گھر چلتے ہیں۔" اس نے بس اتنا کہا اور چلنے لگا۔ صائم کا یہ سرد رویہ امل سمیت کبیر اور زایان دونوں نے محسوس کیا۔ امل خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی۔

"یہ صائم کی؟" وہ ان کے تعلق سے ناواقف تھا۔

"وائف۔" زایان مسکرایا۔ "صحیح، صحیح۔" کبیر سر ہلاتا باہر نکل گیا۔

"تمہیں کس نے کہا تھا وہاں لاک ہونے کو؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی صائم اس پر برس پڑا۔

"کیا مطلب تمہارا؟ میں اپنی مرضی سے وہاں پھنسی تھی؟" امل اچنبھے سے بولی۔

"خواہ مخواہ میں تماشہ بنا دیا۔" صائم اس کی بات کو نظرانداز کرتا ہوا بولا۔

"میں نے شوق سے نہیں بنایا۔ اور مجھے کیسے معلوم ہوتا کہ وہاں کا لاک خراب ہے؟ آنٹی کے روم کا واش روم فری نہیں تھا ملازمہ نے مجھے یہاں بھیج دیا اب مجھے الہام تو ہونے سے رہا۔" امل کو صائم پر مزید غصہ آنے لگا۔

"اس سے تو اچھا ہوتا تمہیں ساتھ لاتا ہی نہیں۔" اسے اب اپنے فیصلے پر افسوس ہو رہا تھا۔

"میں نے مجبور نہیں کیا تھا ساتھ لے جانے کو۔ تمہارا ہی فیصلہ تھا۔" وہ بھی حساب رکھنے والوں میں سے نہیں تھی۔

"ہاں اسی لئے پچھتا تو رہا ہوں۔" وہ اسے گھور کر کہتا پھر سے سڑک کو دیکھنے لگا۔ "پتہ نہیں میرا نصیب اتنا خراب تھا کہ مجھے تم جیسا انسان شوہر کی صورت میں ملا ہے۔" امل بلند آواز میں کہتی ونڈو سے باہر دیکھنے لگی۔

"سیم۔" وہ بھی بیزاری کا اظہار کر رہا تھا۔

باقی کا سفر خاموشی سے طے ہوا۔ دونوں کا موڈ خراب ہو چکا تھا اور دونوں میں سے کوئی بھی بات کرنے کا خواہاں نہیں تھا یا شاید بات کرنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔

~~~~~~~~~~

امل محتاط انداز میں روبینہ کے کمرے کا دروازہ بند کرنے لگی۔ چلتی ہوئی وہ کان سے بندے اتارنے لگی۔ وہ تھک چکی تھی۔ یا شاید صائم کے رویے نے اسے تھکا دیا تھا۔ وہ سر جھکا کر چلتی اپنے کمرے میں آ گئی۔

"صائم تم اس قدر بدل جاؤ گے میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔" اس نے دروازہ لاک کر لیا۔
~~~~~~~~~~

"مانتی ہوں یہ رشتہ ہم دونوں کے لیے نیا ہے۔ اور ہم دونوں ہی اس رشتے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے لیکن اگر مجھے اپنے نکاح میں آنے دیا تو تھوڑی سی گنجائش اپنی زندگی میں بھی نکال لیتے۔" وہ برش اٹھانے لگی۔

"مجھے نہیں لگتا اس طرح ہمارا رشتہ زیادہ وقت تک چل سکے گا۔" وہ مایوس ہو چکی تھی۔

"میری زندگی عجیب ہو گئی ہے۔" وہ سر دونوں ہاتھوں سے تھامے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ "خالہ کی خوشی کے لئے میں اس رشتے میں بندھی تھی مگر میری اپنی خوشی کہیں کھو سی گئی ہے۔"

وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتی لیٹ گئی۔

آنکھیں بند کیں تو امل کی آنکھوں کے سامنے شام کا منظر لہرا گیا۔

"خوش ہو نہ تم؟" نفیسہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی پوچھ رہی تھیں۔

"جی دادو۔ ناخوش ہونے کا کوئی سبب؟" اس نے الٹا سوال داغا۔

"اصل بات یہ ہے امل کہ جو پیار اور عزت تمہیں روبینہ سے ملے گی وہ کسی دوسرے گھر میں ملنا ممکن نہیں۔ اسی لئے مجھے سب سے بہترین یہی آپشن لگا۔ صائم کے ساتھ بہت خوش رہو گی تم۔" نفیسہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

پل بھر کو امل کا دل چاہا کہ سب نفیسہ کو بتا دے مگر پھر خاموش ہی رہی۔

"دادو آپ نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا تھا اس متعلق۔ یا کبھی خواہش ظاہر ہی نہیں کی۔ میرے لیئے بہت غیر متوقع تھا یہ فیصلہ۔" وہ کہے بنا رہ نہ سکی۔

"غیر متوقع میرے لیئے بھی تھا۔ کیونکہ روبینہ نے کبھی ایسا کوئی اشارہ ہی نہیں دیا تھا۔ میرا تو خیال تھا شاید وہ اپنے سسرال میں کہیں بیاہے گی صائم کو۔"

"اچھا....." وہ بس اتنا ہی بول پائی۔

"ہاں پھر جب ہاسپٹل میں روبینہ نے تمہارا رشتہ مانگا تو میں نے ہاں کر دی۔ بھلا اس سے بہتر رشتہ کہاں ملنا تھا؟" وہ مطمئن تھیں۔ امل نے ان کا اطمینان جوں کا توں برقرار رکھا اور چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ سجالی۔

"اچھی بیٹیاں ایسا ہی کرتی ہیں۔ جو اپنی خوشی کی قربانی دیتی ہیں۔" وہ کہتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ "چینج کروں اسے اب۔" اسے ان کپڑوں سے الجھن ہو رہی تھی۔

~~~~~~~~~~

"یہ روٹی ہے؟" وہ روٹی اٹھا کر اس کے سامنے کرتا ہوا بولا۔ "کیوں کیا خرابی ہے اس میں؟" وہ سنجیدہ تھی۔

"یہ کس اینگل سے گول روٹی ہے؟" وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔
~~~~~~~~~~

"پیٹ میں جا کر بھی گول ہی رہے گی؟ مقصد کھانے کا ہے نہ؟ شکل کو کیا کرنا ہے تم نے؟" وہ برہم ہوئی۔

"اسے دیکھ کر ہی بھوک مر جائے گی کسی کی بھی۔" وہ روٹی واپس پلیٹ میں رکھتا ناگواری سے بولا۔

"صائم کھانی ہے تو کھاؤ ورنہ تمہاری مرضی۔ مجھے جیسی بنانی آتی ہے بنا رہی ہوں میں۔" کہہ کر وہ رکی نہیں۔

"ایسے تم ہی کھا سکتی ہو۔ کوئی کام ڈھنگ سے کرنا نہیں آتا۔" وہ خفگی سے کہتا کھڑا ہو گیا۔

صائم چلتا ہوا گارڈن میں آ رکا جب زایان کا فون آنے لگا۔

"ہاں جی دلہے میاں صبح ہو گئی آپ کی؟" اسکرین پر اسد کو دیکھ کر وہ بولا۔

"بلکل۔ تم بتاؤ تمہاری صبح جلدی کیسے ہو گئی؟" اس کی ذو معنی گفتگو صائم خوب سمجھتا تھا۔

"یہ بہت چھپا رستم ہے۔ ظاہر نہیں کرتا کچھ۔" زایان کا چہرہ بھی اسکرین پر نمودار ہوا۔

"تم جاسوسی کر رہے ہو نہ میری...." صائم نے قہقہ لگایا۔ "نہیں اب اتنے بھی فارغ نہیں ہم۔ یہ بتاؤ کب آ رہے یہاں؟" زایان گھورتا ہوا بولا۔

"میں بس نکل رہا ہوں۔ ناشتہ کر لیا تم دونوں نے؟" وہ گاڑی کی جانب بڑھنے لگا۔

"نہیں تم آ جاؤ۔ ساتھ کریں گے۔" اب کہ اسد کی جانب سے جواب آیا۔

"بس تم ریڈی رکھو ناشتہ میں آ رہا ہوں۔ " صائم گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے باس۔ " زایان نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"میں آتا ہوں ابھی۔ " اسد کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔

زایان سیگرٹ جلاتا کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ کل رات سے اسے صائم کا رویہ کھٹک رہا تھا۔

"صائم ایسا بے مروت تو نہیں ہے جتنا کہ رات بھابھی کے ساتھ تھا۔" یہ بات بے ساختہ اس کے دماغ پر احاطہ کیئے ہوئے تھی۔

فون کی رنگ ٹون نے اس کے سوچ کے محور کو توڑا۔

"ہاں مہدی بولو؟" اس نے فون کان سے لگایا۔

"اچھا ایسا ہے...." وہ سر ہلانے لگا۔

"میں آج تو نہیں کل کوشش کروں گا آفس آنے کی۔ تم فلحال خود سنبھال لو۔ " وہ داڑھی کھجاتا ہوا بولا۔

"ہاں میں سمجھ رہا ہوں تم کلائنٹ کو ٹال دو ابھی۔ میں خود آ کر ڈیل کروں گا ان سے۔ " وہ چلتا ہوا کھڑکی میں آ کھڑا ہوا۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"آج کام کم کیوں ہے؟" مشائم ہاتھوں کا پیالہ بنائے چہرہ ان پر رکھے ہوئے تھی۔

"ہاں میں بھی بور ہو رہی ہوں۔" سامنے اس کی کولیگ کھڑی تھی۔

"لنچ باہر کرتے ہیں کیا خیال ہے؟" اس نے مشورہ دیا۔

"اچھا خیال ہے۔ دو بجے چلتے ہیں پھر۔" وہ سیدھی ہوتی ہوئی بولی۔ "ٹھیک ہے۔" وہ کہہ کر چلی گئی۔

مشائم نے فون نکالا اور اس پر انگلی چلانے لگی۔

"کیا ہو جاتا اگر تم دوبارہ فون کر لیتے۔" وہ زایان کی تصویر سے مخاطب تھی۔

"جتنے تم بے مروت ہو خوب اندازہ ہے مجھے۔ تم سے تو کسی بھی نوعیت کی آس لگانا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔" وہ مدھم آواز میں بول رہی تھی تاکہ کوئی دوسرا اسن نہ سکے۔

"کاش میں بھی ایسی ہی بے حس اور خود غرض قسم کی لڑکی ہوتی۔ بہت اچھا کرتے ہو تم۔ ویسے بہت فائدہ بھی ہے محسوس نہ کرنے کا زایان حیدر۔" وہ اسے سراہنے لگی۔

"کم از کم خود کو تکلیف نہیں پہنچتی۔" اس کے چہرے پر کرب امڈ آیا۔

"انسان کتنا بھی مضبوط کیوں نہ ہو جائے اسے کچھ کمزور لمحوں کی حاجت ہمیشہ رہتی ہے۔ ورنہ سب تباہ ہو جاتا ہے۔ مام ڈیڈ کے جانے کے بعد اگر میں اس سائیکٹرسٹ کے پاس

نہ جاتی تو شاید یہ بات کبھی نہ سمجھتی۔ نجانے تم نے کبھی کتھارسس کیا بھی ہے یا نہیں۔

شاید نہیں۔ اسی لئے ایسے سنگدل اور بیزار ہو۔" وہ خود ہی خود کو جواب دینے لگی۔

"خیر قسمت ہے۔ کیا کر سکتے ؟" اس نے مسکراتے ہوئے فون بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔

~~~~~~~~~~

"تم تیار کیوں نہیں ہوئی ؟" صائم جو اسے لینے آیا تھا گھر کے کپڑوں میں دیکھ کر ششدر رہ گیا۔

"مجھے نہیں جانا۔" وہ جو اپنی الماری سیٹ کر رہی تھی پلٹ کر ایک نظر اسے دیکھتی پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"کیا مطلب ؟" وہ چلتا ہوا آگے آ گیا۔

"مطلب کل جو سلوک تم نے میرے ساتھ کیا اس کے بعد مجھے کوئی شوق نہیں تمہارے ساتھ کہیں بھی جانے کا۔" امل نے الماری زور سے بند کی جو اس کے غصے کا برملا اظہار تھا۔

"ماما کو کہوں میں ؟ پھر دیکھنا کیسے نہیں تیار ہوتی۔" وہ چیلنج کرنے والے انداز میں بولا۔

"جاؤ کہو۔ میں بھی کل رات والا واقعہ بتاؤں گی انہیں۔ اور اس کے بعد جو تم نے مجھے باتیں سنائی وہ بھی۔"

صائم جو جانے کے لیے مڑ چکا تھا، آخری بات سن کر رک گیا۔
~~~~~~~~~~

"شوق سے جاؤ۔" وہ سینے پر بازو باندھتی ہوئی بولی۔ تیر نشانے پر لگا تھا۔

"بلیک میل کر رہی ہو مجھے؟" وہ تلملا اٹھا۔

"جو مرضی سمجھو۔" اس نے شانے اچکائے۔

صائم لب کاٹتا اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیسے قائل کرتا امل کو۔

"تو مطلب اب تم نہیں جاؤ گی؟" وہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔

"نہیں۔" وہ اٹل تھی۔

"ٹھیک ہے میں اکیلا چلا جاؤں گا۔" وہ مسکرا کر کہتا پلٹ گیا۔ کچھ ٹوٹا تھا امل کے اندر۔ شاید کہ وہ امید جو اس نے صائم سے لگائی تھی۔

"مجھے لگا تھا شاید تم کوشش کرو گے۔" وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔

"منانا تو درکنار تم سے سوری تک نہ بولا گیا۔" وہ شدید مایوس ہوئی تھی۔

"اتنی بے مول ہے میری ذات تمہارے نزدیک۔" اسے رنج پہنچا تھا۔ "ٹھیک ہے صائم۔" امل اپنے جذبات پر قابو پاتی سر ہلانے لگی۔

"ایسے تو پھر ایسے ہی ٹھیک ہے۔ جب تک یہ رشتہ چل سکتا ہے میں چلاؤں گی مگر اب میری طرف سے بھی کوئی کوشش نہیں ہوگی۔" وہ حتمی انداز میں کپڑے نکالنے لگی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

صائم کو اکیلے دیکھ کر کبیر کو مایوسی سی ہوئی۔

"مجھے کیوں دکھ ہو رہا ہے امل کے نہ آنے پر؟" وہ کھوئے کھوئے انداز میں خود سے مخاطب تھا۔

کبیر رسمیں ختم ہوتے ہی اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔

"مجھے ایسا نہیں سوچنا چاہئیے۔" پورا وقت اس کا دماغ امل کے محور کے گرد گھومتا رہا تھا۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی اور کی بیوی ہے۔ میں کیسے اس کے بارے میں سوچ سکتا ہوں۔ نہیں بہت غلط ہے یہ۔" اس نے خود کو سرزنش کی۔

چند لمحے خاموشی سے باہر دیکھنے کے بعد اس نے آنکھیں موند کر سر سٹیرنگ پر رکھا دیا۔

بے ساختہ امل کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔ وہ غیر ارادی طور پر اسے سوچ رہا تھا۔

"ڈونٹ نو۔ وہ اتنی اچھی تھی یا مجھے گمان ہو رہا ہے ایسا۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سیدھا ہو گیا۔

"صائم کو علم ہو گیا تو یقیناً میرا منہ توڑ دے گا۔" وہ ہنس کر کہتا چابی لگانے لگا۔

"مجھے امل کو یاد نہیں کرنا چاہئیے۔ اور دوبارہ ایسا نہیں کرنا تم نے۔" وہ خود کو حکم صادر کرتا گاڑی چلانے لگا۔

~~~~~~~~~

"اب آج کیوں جا رہی ہو؟" صائم اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھ بولا۔

"خالہ نے کہا ہے۔ کل تو بہانہ بنا دیا تھا آج نہیں بنا سکی۔" وہ سپاٹ انداز میں بولی۔

نظر ایک بار بھی صائم پر نہیں ڈالی اس نے۔

"گڈ۔" وہ سر ہلاتا گاڑی چلانے لگا۔

اندر داخل ہوتے ہی صائم کی نگاہ زایان اور کبیر سے جا ٹکرائی۔ وہ امل کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ان کی جانب بڑھنے لگا۔ کبیر کی نگاہ امل کے بیزار چہرے سے ٹکرائی تو پلٹنا بھول گئی۔ صاف رنگت پر سرخ رنگ کی لپ اسٹک غضب ڈھا رہی تھی، سیاہ آنکھوں میں ناراضگی کا عنصر نمایاں تھا اور شاید ناک پر غصہ بھی تھا۔ سیاہ بالوں کا جوڑا بنا رکھا تھا۔ سیاہ رنگ کی ساڑھی اس کی شخصیت کو چار چاند لگا رہی تھی۔ وہ پیاری تھی یا کبیر کو لگ رہی تھی۔ یا شاید صائم کے پاس وہ نگاہ ہی نہیں تھی۔

"اس کا مطلب میں آج بھی لیٹ آیا ہوں۔" وہ زایان کو گھورتا ہوا بولا۔

"السلام علیکم بھابھی! کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟" زایان صائم کو نظر انداز کرتا امل سے سوال کرنے لگا۔

"جی ٹھیک ہے اب۔" وہ جبراً مسکرائی۔
~~~~~~~~~

"بھئی تم اب بیوی والے بن گئے ہو۔ دیر سے آنا فرض ہے تمہارا۔" وہ صائم کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"کیسی ہیں آپ؟" کبیر چاہ کر بھی خود کو روک نہ سکا۔ "میں ٹھیک ہوں۔ اور شکریہ۔ اس دن کہہ نہ سکی میں۔" وہ نادم سی بولی۔

"ارے نہیں۔ شکریہ کی کیا ضرورت.." وہ معدوم سا مسکرایا۔ امل بھی جواباً پھیکا سا مسکرائی۔

"تم بیٹھ جاؤ وہاں۔ مجھے اب کچھ کام دیکھنے ہیں اسد کی اینٹری کے۔" صائم اس کی جانب گھوما۔

"اچھا۔" وہ مختصر سا جواب دیتی آگے بڑھ گئی۔ کبیر کی گردن غیر ارادی طور پر اس کے تعاقب میں گھوم گئی۔ وہ حسن کا سراپا اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو رہا تھا۔

"کبیر صاحب کہاں گم گئے آپ؟" زایان نے اس کی پشت تھپتھپائی۔

"کہیں نہیں۔ بس ایک کیس ذہن میں آگیا تھا۔" وہ چہرہ موڑتا ان کی جانب گھوما۔ "چلو آؤ پھر۔ دلہا دلہن بھی آنے والے ہوں گے فلحال ان کے کیس پر توجہ دو۔" وہ مسکرا کر کہتا ہوا صائم کے ساتھ چلنے لگا۔ کبیر بھی ان کے عقب میں چلنے لگا۔

وہ بے سدھ بیڈ پر پڑی تھی جب دروازے پر دستک ہونے لگی۔

"صبح صبح کون ہے ؟" امل آنکھیں مسلتی کلاک کو دیکھنے لگی۔ وہ جمائی روکتی دوپٹہ اٹھانے لگی۔ دروازہ کھولنے پر سامنے صائم دکھائی دیا۔

"تم اس وقت ؟" وہ دروازے کے وسط میں آکھڑی ہوئی۔ جس کا مطلب تھا اسے اندر آنے کی اجازت نہیں۔

"پھوپھو آرہی ہیں آج انگلینڈ سے۔ اور ماما کو ہاسپٹل بھی لے کر جانا ہے۔ کل رات شاید سینے میں درد تھا ان کے ؟" صائم کی آنکھوں میں سوال تھے۔

"ہاں دادو نے بتایا تھا مجھے۔ دوائی دی تھی تو ٹھیک ہوگیا تھا معمولی سا تھا۔" وہ سر جھکا کر جمائی روکنے لگی۔

"تم تیار ہو جاؤ۔ میں پھوپھو کو ائیر پورٹ سے لینے جا رہا ہوں۔" امل نے ایک نگاہ اس پر ڈالی جو تیار کھڑا تھا۔

"اگر ایسی بات تھی تو مجھے رات بتا دیتے۔ میں گھر سے ملازمہ کو بلوا لیتی۔ سو کام ہیں اور تم مجھے اب بتا رہے ہو؟" وہ اس کے اس بیگانہ انداز پر ہرٹ ہوئی تھی۔

"مجھے دھیان نہیں رہا تھا۔ اور ملازمہ کا بندوبست میں کرچکا ہوں۔ تم جا کر ماما کو ریڈی کرو۔"

وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ وہ امل کے جواب کا منتظر تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ سر ہلاتی پلٹ گئی۔ صائم بھی چابی گھماتا سیڑھیوں کی جانب چل دیا۔

"پھوپھو آ رہی ہیں۔" وہ بال سمیٹتی ہوئی بولی۔

~~~~~~~~~~

"تو آپ کو مارکیٹ جانا ہے؟" زایان سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا۔ "جی صائم ہاسپٹل میں بزی تھا۔مجھے آنٹی کے لئے کچھ لینا تھا۔ یہاں کے راستے اور مارکیٹ وغیرہ کا مجھے علم نہیں۔"

وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔

"چلیں میں آپ کو مال لے چلتا ہوں وہاں آپ کو ہر چیز آسانی سے مل جائے گی۔" وہ گاگلز لگاتا ہوا بولا۔

عشال اپنے فون کو دیکھنے لگی۔ زایان کو یہ دیسی ولایتی لڑکی اچھی لگی تھی۔

"زیادہ ٹائم تو نہیں لگے گا؟" وہ دونوں مال کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔

"ویل۔ یہ تو چیزیں دیکھ کر پتہ چلے گا۔مجھے پسند آتی بھی ہیں یا نہیں۔" وہ اسے دیکھ کر کہتی آگے بڑھ گئی۔ زایان مسکراتے ہوئے اس کے عقب میں چلنے لگا۔

"یہ پرفیوم کیسا ہے؟" وہ زایان کے پاس آتی ہوئی بولی جو اس سے دور کھڑا تھا۔
~~~~~~~~~~

"اچھی ہے۔" اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میرا خیال ہے پہلے آپ آنٹی کے لئے جو لینا چاہتی ہیں لے لیں۔ کیونکہ ٹائم کم ہے میرے پاس۔" وہ گھڑی اس کے سامنے کرتا ہوا بولا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔" وہ ایک نظر پرفیوم پر ڈالتی اسے وہیں شیلف پر چھوڑ گئی۔ زایان نے ایک نظر عشال کی پشت کو دیکھا اور ایک نظر اس پرفیوم کو۔ وہ دکان سے باہر جا چکی تھی۔

"اس کا بل کر دیں۔" وہ تیزی سے کاؤنٹر پر آتا ہوا بولا۔

"آئی ہوپ تمہیں پسند آئے گا۔" وہ بیگ کو دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"تھینک یو۔" عشال شاپنگ بیگ بیک سیٹ پر رکھتی ہوئی بولی۔ "یو ویلکم۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اسی کا منتظر تھا۔

"آپ نے اب ہاسپٹل جانا ہے؟" وہ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔ "آپ کو بھی لے چلوں؟" وہ اس کی جانب گھوما۔

"جی۔"

"یہ آپ کے لئے۔" زایان نے اس کی جانب وہ گفٹ بڑھایا۔ "میرے لئے کیوں؟ کیا ہے اس میں؟" اس نے پکڑنے کے لیے ہاتھ نہ بڑھایا۔

"ایسے ہی۔" اس نے شانے اچکائے۔

"مگر میں ایسے کیسے لے لوں؟" وہ تعجب سے بولی۔

"آپ کو ویلکم کر رہا ہوں پاکستان میں۔ یہ سمجھ لیں۔ اب رکھ لیں پلیز۔ کیونکہ میرے کسی کام کا نہیں یہ۔" زایان کے اصرار پر عشال نے وہ بیگ پکڑ لیا۔

"یہ تو وہی پرفیوم ہے جو میں آپ کو دکھا رہی تھی۔" وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئی۔

"آپ کو پسند آیا تو میں نے سوچا لے لیا جائے۔" وہ سپیڈ بڑھاتا ہوا بولا۔ "تھینک یو۔" وہ تشکرانہ انداز میں بولی۔ زایان نے مزید کچھ نہ کہا اور خاموش رہا۔

"تم گھر جانا چاہو تو جا سکتی ہو۔ رات میں رہ لوں گا۔" وہ اس کے پاس آتا ہوا بولا۔

"نہیں میں یہیں ہوں۔ ویسے بھی نرس بتا رہی تھی سب کچھ نارمل ہے تو کل ڈسچارج کر دیں گے خالہ کو۔" وہ دونوں راہداری میں کھڑے تھے۔

"میں تو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تھک گئی ہو گی صبح سے بیٹھی ہو یہاں۔" صائم نے قدم اٹھائے تو امل بھی اس کی ہمقدم ہو گئی۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ میں نے ملازمہ سے پوچھا ہے ابھی۔ کھانا تیار ہے آپ پھوپھو اور عشال کو گھر لے جائیں۔" وہ چہرہ موڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"عشال آتی ہو گی بس۔" اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی۔

"میں نے دادو کو بھی گھر ہی بھیج دیا ہے ڈرائیور کے ساتھ۔"

"میرے گھر یا ان کے اپنے؟" وہ رک گیا۔

"تمہارے گھر۔ جب تک خالہ خیریت سے گھر نہیں چلی جاتی وہ گھر جانے پر آمادہ نہیں۔" امل نے ہاتھ میں پکڑے جوس کا سپ لیا۔

"ماما کے پاس پھوپھو ہیں اس وقت؟" وہ دونوں پھر سے چلنے لگے۔

"جی پھوپھو ہیں۔" وہ کبیر کو دیکھتی رک گئی۔ چہرے پر شناسائی کی رمق ابھری۔

"یہ تمہارا دوست ہے نہ؟" وہ ریسپشن پر کھڑے شخص کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

"ہاں کبیر ہے۔ اسد بھی۔" اسد اور مناہل دروازے سے اندر داخل ہوتے دکھائی دئیے۔ امل صائم کے پیچھے ان کی جانب بڑھ گئی۔

امل مناہل سے بات کر رہی تھی جب کبیر چور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ یہ دل کی مجبوری تھی جس کے ہاتھوں وہ ایسی حرکتیں کر رہا تھا۔

"یہ میں کیا کر رہا ہوں؟ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یقیناً۔" کبیر نے دل ہی دل میں خود کو جھڑکا۔ امل کے چہرے پر عجیب سی آسودگی تھی جو کبیر کو محسوس ہوتی تھی۔ "کیا یہ دونوں ایک ساتھ خوش ہیں؟" وہ سب کے ہمراہ چلتا ہوا اپنے خیالوں میں گم تھا۔

"امی بھی آنا چاہ رہی تھیں لیکن پھر ان کا بی پی لو ہو گیا۔ اس لئے کہہ رہی تھیں کہ گھر آ جائیں گیں آپ کی طبیعت معلوم کرنے۔" مناہل روبینہ سے مل کر صائم سے مخاطب تھی۔

"ہاں اسد نے بتایا مجھے۔ تم لوگ آ گئے اتنا بہت ہے میرے لئے۔" وہ معدوم سا مسکرایا۔

"آنٹی ٹھیک ہو جائیں تو پھر ہمارے گھر آنا تم سب۔" وہ امل کو دیکھتی ہوئی بولی جو ایک کونے میں کھڑی تھی۔ "ضرور آئیں گے۔" اسی اثنا میں زایان اور عشال بھی آ گئے۔ کبیر کی نگاہیں گھوم پھر کر امل پر ٹھہر رہی تھیں۔

"اگر میں کچھ دیر اور رکا تو یقیناً کوئی نہ کوئی میری نگاہوں کا تعاقب کر لے گا۔" اسے اب گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ "ٹھیک ہے صائم میں چلتا ہوں پھر۔ اللہ پاک آنٹی کو جلد صحتیاب کرے۔" وہ اس سے گلے ملتا ہوا بولا۔

"آمین۔ بس آپ لوگوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔

کچھ ہی دیر میں کمرہ پھر سے خالی ہو چکا تھا۔ اب کمرے میں روبینہ کے علاوہ امل اور صائم تھے۔

"پھوپھو اور عشال کو میں نے زایان کے ساتھ بھیج دیا ہے۔ تمہیں بھوک نہیں لگی؟" وہ اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

"نہیں میں ناشتہ کر کے آئی تھی۔" نجانے وہ کس سے خفا تھی۔

"ناشتہ صبح میں کیا تھا اور اب شام تو کیا رات ہونے کو ہے۔" وہ قدرے حیران ہوا۔

"اگر تمہارے لئے آئے گا تو میں بھی چکھ لوں گی۔" وہ بظاہر فون پر مصروف تھی مگر دماغ کہیں اور ہی تھا۔ صائم مزید بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ گیا۔

امل شاید مناہل کو دیکھ کر ایسی ہو رہی تھی۔

"مناہل کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شادی ہوئی ہے۔" وہ احساس کمتری کا شکار ہو رہی تھی۔

"بیٹا عشال کو اوپر والا گیسٹ روم دے دو۔" روبینہ کی آواز پر صائم اور امل نے غیر ارادی طور پر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"ماما اوپر والا کیوں۔ نیچے بھی تو ہے۔" صائم پیشانی مسلتا ہوا بولا۔ امل منہ کھولے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"نہیں مجھے اوپر ہی رہنا ہے۔" عشال روبینہ سے قبل بول اٹھی۔

"بس ٹھیک ہے۔ امل تم کمرے کی صفائی وغیرہ کروا لو۔" صائم جو مزید بولنا چاہتا تھا روبینہ کی بات پر خاموش ہی رہا۔ امل جھر جھری لیتی حال میں لوٹ آئی۔

"کل سے ہم ایک کمرے میں رہیں گے۔" وہ چہرہ اٹھا کر صائم کو دیکھنے لگی جو اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔

"ایک کمرے میں رہنے سے بھی صائم کے دل اور زندگی میں میرے لئے جگہ نہیں بنے گی۔ اسے مجھ سے محبت نہیں ہوگی۔" وہ اسے دیکھتی دل ہی دل میں سوچنے لگی۔

"کیا ساری زندگی ہم ایسے ہی گزاریں گے؟ ایک مجبوری کے تحت؟" وہ دھیرے سے سسکی۔

امل نے نظر پھیر کر روبینہ کو دیکھا جو آنکھیں موندے ہوئے تھی۔ وہ دونوں روبینہ کی خاطر ساتھ تھے مگر دونوں میں سے ایک بھی فریق خوش نہیں تھا نہ ہی مطمئن۔

امل نے آنکھیں بند کیں اور سر دیوار سے لگا لیا۔

~~~~~~~~~~

"پھوپھو یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟" مشائم کی الماری کی ہر چیز باہر بکھری ہوئی تھی۔

"کاغذات کہاں ہیں؟" وہ بپھری ہوئی شیرنی کی مانند اس پر لپکی۔

"میرے پاس نہیں ہیں۔" وہ ہونق زدہ سی پیچھے ہوگئی۔ "جھوٹ مت بولو۔ یا تو مجھے پیپر دے دو یا پھر اس جمعے اویس سے نکاح کر لو۔" وہ اس کی بازو پکڑتی درشتی سے بولیں۔

"آپ کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔" اس نے جھٹکے سے اپنی بازو چھڑائی۔ "تمہارے یہ بدلتے تیور مجھے سکون سے نہیں رہنے دے رہے۔" وہ جھنجھلا کر کہتی ٹہلنے لگی۔

"اس سب کا کوئی نفع نہیں ہوگا آپ کو۔" وہ تاسف سے انہیں دیکھ رہی تھی۔
~~~~~~~~~~

"اس لئے میں تمہارے ہاتھ میں فیصلہ دے رہی ہوں۔ گھر کے پیپر زیا اویس سے شادی۔" ان کی اصلیت کھل کر سامنے آ چکی تھی۔

"افسوس ہوتا ہے مجھے آپ کی سوچ پر۔ کوئی اپنے سگے بھائی کی اولاد کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے؟" وہ سر تا پیر انہیں دیکھ رہی تھی۔

"مشائم مجھے مجبور مت کرو۔ صلح صفائی سے یہ معاملہ طے پا جائے تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ورنہ میرے پاس اور بہت سے ہتھیار موجود ہیں۔" وہ اسے بالوں سے پکڑتی ہوئی بولیں۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے دھمکانے کی؟" وہ ان کا ہاتھ جھٹکتی ہوئی برہمی سے بولی۔

"جیسے تمہارے اندر اتنی ہمت آئی ہے۔" وہ اسے دھکیل کر دروازے کی جانب بڑھ گئیں۔

"تمہارا آفس جانا، گھر سے باہر جانا، سب بند ہے۔ جب تک تم کوئی فیصلہ نہیں کر لیتی۔" وہ مسکرا کر کہتی باہر نکل گئی۔ مشائم کی پیشانی پر تین لکیریں ابھریں۔

اس سے قبل کہ وہ کوئی مزاحمت کرتی دروازہ بند ہو گیا۔ "یہ کیا حرکت ہے؟ کھولیں دروازہ۔" وہ لاک لگنے کی آواز سن چکی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

"یا خدا۔ یہ سب کیا ہے؟" وہ چکراتے سر کو تھامتی ہوئی بولی۔ "پھوپھو اس حد تک چلی جائیں گیں۔ میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔" وہ بیڈ پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ مشائم کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔

ایسی صورتحال کے لیئے وہ فلحال ذہنی طور پر تیار نہیں تھی۔ وہ کچھ دیر خاموش رہی تاکہ اپنے اعصاب پر قابو پا سکے۔

"مجھے جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہوگا۔" وہ اپنے دکھتے سر کو دبا رہی تھی۔ "مگر بہت سوچ سمجھ کے۔" وہ دماغ میں پلان بنانے کی کوشش کرنے لگی۔

~~~~~~~~~~

"یہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا تمہیں؟" صائم کافی کا مگ اس کے سامنے کرتا ہوا بولا۔ "نہیں نہیں۔ مسئلہ کیوں ہونا مجھے؟" وہ اس سے مگ لیتی ہوئی بولی۔

"وہاں کے ماحول میں اور یہاں کے ماحول میں زمین آسمان کا فرق جو ہے۔" وہ سپ لیتا ہوا بولا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں۔ پہلے بھی تو آتی رہی ہوں میں۔" وہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہاں یہ میں بھول گیا تھا۔" اس نے سر کھجایا۔
~~~~~~~~~~

"کسی دن مجھ سے یہ مت پوچھنے بیٹھ جانا کہ میڈم آپ کون ؟" وہ تیکھے تیور لیئے بولی۔

"نہیں اب اتنے بھی برے دن نہیں آئے۔" وہ ہنسا۔

امل ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔

"شاید اس عرصے میں صائم کو میں نے آج ہنستے دیکھا ہے۔" وہ حسرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ اب عشال بھی ہنس رہی تھی۔

"شاید دکھ میرے ساتھ کا ہی ہے۔" وہ لب بھینچ کر پھر سے انہیں دیکھنے لگی۔

"زایان نے تنگ تو نہیں کیا تمہیں ؟ اس کی عادت ہے مذاق کرنے کی۔" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔

"کافی اچھا دوست ہے تمہارا۔ آئی مین، مدد کے لیے فوراً آجاتا ہے۔" وہ چلتی ہوئی ریلنگ کے پاس آرکی۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ ہم سکول ٹائم سے ساتھ ہیں۔ بہت اچھی دوستی ہے ہماری۔"

امل کو چبھن سی ہو رہی تھی۔

"مجھ سے تو بات کرنے کو ایک لفظ بھی نہیں صائم کے پاس۔" وہ کلس کر بولی۔ "اور یہاں باتیں ہی ختم نہیں ہو رہیں۔" وہ طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے کمرے میں آگئی۔ امل صوفے پر ہی بیٹھ گئی۔ کھلی کھڑکی سے باہر کا منظر نمایاں تھا۔ کھلے سیاہ آسمان پر ستاروں کی

ہلکی ہلکی سی روشنی تھی۔ جاڑا دھیرے دھیرے قدم جما رہا تھا۔ سرد ہوا کے جھونکے اس کے چہرے سے آکر ٹکرا رہے تھے۔ ہوائیں خنکی سی تھی۔

اس نے اسے سی کمبل نکال لیا۔ کھڑکی بند کی اور صوفے پر تکیہ رکھ کر لیٹ گئی۔ زندگی امل سے بیزار ہو چکی تھی۔ تمام رنگ بے رنگ ہو چکے تھے۔ اس کی زندگی میں خزاں کا موسم چل رہا تھا جس کا اختتام امل کو دور دور تک ہوتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

امل نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا مگر نیند بھی اس سے جدا ہو چکی تھی۔

نجانے کتنی دیر وہ یونہی لیٹی رہی جب اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اسے علم تھا اندر آنے والے انسان کا مگر پھر بھی بازو ہٹا دی۔

"سو رہی تھی تم؟" صائم کی نگاہ اس پر پڑی۔

"نہیں۔ البتہ کوشش ضرور کر رہی تھی۔" وہ بولتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ اسے لگا شاید وہ کچھ دیر اس سے بھی باتیں کرے۔

"اچھا۔ صبح آفس جانا ہے میں نے۔ تم ماما کے پاس ہی رہنا پورا دن۔ ویسے ڈاکٹر تو کہہ رہے تھے کہ سب نارمل مگر پھر بھی احتیاط لازم ہے۔" وہ جیب سے فون اور چابیاں وغیرہ نکال رہا تھا۔

"اچھا۔" امل کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔

"چیک اپ کرواتے رہنا ہے, میڈیسن میں کوئی کوتاہی نہ ہو اور ہاں سب سے اہم بات۔ "
وہ رکا اور امل کی جانب گھوما۔ وہ متوجہ تھی۔
"ٹینشن سے دور رکھنا ہے انہیں۔ کسی بھی قسم کی کوئی بھی ٹینشن نہیں دینی انہیں۔ "
"سمجھ گئی۔ "اس نے سر ہلا دیا۔
وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے پاس کہنے کو اور کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ یاس سے اسے دیکھ رہی تھی جو اپنا الارم لگا رہا تھا کہ شاید کوئی اور بات کرے۔ مگر امیدیں تو ٹوٹنے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔
"کالج سے فون آ رہے ہیں مجھے۔ "وہ چہرہ جھکائے ہاتھ مسل رہی تھی۔
"دوبارہ نہیں جاؤ گی تم۔ بتا دو انہیں۔ بلکہ ریزائن کر دو۔ "وہ کہتا ہوا بیڈ سے کھڑا ہو گیا۔ امل ششدر سی اس انسان کو دیکھنے لگی جو اس کی زندگی کا فیصلہ اس کی مرضی جانے بغیر کر رہا تھا۔
کس نے دیا تھا یہ حق اسے؟
نجانے کیوں اس میں بولنے کی سکت نہ رہی۔
"میں کہہ دوں گی جب دوبارہ فون آئے گا تو۔ "وہ آنسو گلے سے اتارتی ہوئی بولی۔ اسے اپنی جاب سے کتنی محبت تھی یہ تو وہی جانتی تھی۔ وہ لائٹ بند کرتا بیڈ پر لیٹ گیا۔

امل اندھیرے میں اسے دیکھنے کی ناکام سعی کر رہی تھی مگر پھر خاموشی سے لیٹ گئی۔ شاید یہی تاریکی اس کی قسمت تھی یہی اس کا مقدر تھا۔

"تو پھر کیا فیصلہ لیا تم نے؟" وہ دو دن بعد ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"کھانا کیوں نہیں کھاتی رہی تم؟" وہ ٹرے کو دیکھتی ہوئی بولیں جو ویسی کی ویسی پڑی تھی۔

مشائم بیڈ سے ٹیک لگائے بازوؤں کا حلقہ ٹانگوں کے گرد بنائے قالین پر بیٹھی تھی۔

"مجھے بھوک نہیں تھی۔ اور مجھ پر کوئی زبردستی نہیں کر سکتا۔" وہ شمع کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی ہوئی بولی۔

"لگتا ہے تمہارا دماغ درست نہیں ہوا ابھی۔" وہ بولتی ہوئی آگے بڑھی۔

"میں تو یہ سوچ رہی ہوں روز محشر میرے باپ کو کیا منہ دکھائیں گیں آپ؟ ایسی گھناؤنی حرکتیں جو آپ کر رہی ہیں۔ کبھی معاف نہیں کریں گے وہ آپ کو۔" وہ نفرت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

"مجھے لگتا ہے تمہیں نرمی کی زبان سمجھ نہیں آتی۔ شاید دوسرا طریقہ آزمانا پڑے گا۔" وہ مسکراتی ہوئی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئیں۔ مشائم پیشانی پر بل ڈالے انہیں دیکھے گئی۔

"آسیہ۔" وہ زور سے چلائیں۔

"جی امی؟" شمع کی بڑی بیٹی دروازے میں آ کھڑی ہوئی۔ "ذرا استری لاؤ۔" وہ مشائم کے دونوں ہاتھ قابو کرتی ہوئی بولی۔ آسیہ فوراً سے وہاں سے غائب ہو گئی۔

"یہ کیا...." وہ اس حرکت پر بوکھلا گئی۔

"تمہیں انسانوں والی زبان سمجھ نہیں آتی نہ۔" وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"پھوپھو کچھ تو شرم کریں۔ یہ سب زیب نہیں دیتا آپ کو میں آپ کی سگی۔"

"بھاڑ میں گئی تم۔ لاؤ آسیہ۔" وہ اسے اشارہ کرتی ہوئی بولی جو استری آن کیے اسے گرم کر رہی تھی۔

"نہیں۔ آسیہ ایسا مت کرنا۔ میری بازو جل جائے گی۔" وہ گردن پیچھے کو موڑتی چلا رہی تھی۔ کھانا نہ کھانے کے باعث اس کی مزاحمت کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔

"نہ... نہیں.... آہ.... آہ...." ایک جھٹکا لگا تھا اور مشائم کی بازو پر سرخ نشان ثبت ہو گیا۔ وہ تکلیف سے کراہ رہی تھی مگر مقابل شاید انسان نہیں تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ نازوں میں پلی ایسی تکلیف کہاں سہہ پاتی۔

"اسے ٹریلر سمجھنا۔ میں اس سے زیادہ کر گزروں گی اگر تم نے اپنی ہٹ دھرمی ترک نہ کی تو۔" وہ اسے دھکا دیتی کھڑی ہوگئی۔ مشائم منہ کے بل جا گری۔ جس کے باعث ناک سے خون بہنے لگا۔

"آپ نے سوچا ہے اگر میں پولیس کے پاس چلی گئی تو کیا حشر ہوگا آپ کا؟" وہ ناک پر ہاتھ پھیر کر اسے دیکھتی ہوئی بولی جہاں اس کا خون دکھائی دے رہا تھا۔

"اس گھر سے باہر تو اب تمہاری لاش ہی جائے گی۔ اس لئے ایسے سہانے خواب دیکھنے چھوڑ دو۔" وہ اس کا مذاق اڑاتی باہر نکل گئی۔ دروازہ پھر سے لاک ہوگیا۔

اس کی نگاہ کھڑکی پر ٹھہر گئی۔ وہ بازو دیکھتی فوراً اٹھی اور کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

"میں چھلانگ کیسے لگاؤں؟" اس نے کھڑکی کھول کر نیچے جھانکا۔

"دوسری منزل سے چھلانگ لگانے پر زندہ بچنے کے مواقع یقیناً نہ ہونے کے برابر ہے۔" وہ لب کاٹتی نیچے دیکھ رہی تھی۔

"اف...." اس نے جھنجھلا کر کہتے ہوئے اسے بند کر دیا۔ "مجھے کسی طرح یہاں سے نکلنا ہوگا۔" وہ الماری کھولتی ہوئی بولی۔ "بس یہی آخری راستہ بچا ہے میرے پاس۔" وہ اپنے کپڑے نکالتی ہوئی بولی۔ وہ جلن کے احساس کو پس پشت ڈالتی ہوئی سوچنے لگی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"میں نے تمہیں منع کیا تھا میرا انتظار کرنے سے۔" وہ برہمی سے کہتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے معلوم تھا تم آؤ گے۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"فضا تم جانتی ہو مجھے یہ حرکتیں زہر لگتی ہیں۔ اس لئے میرے سامنے یہ کمزور اور مظلوم بننے کی غلطی مت کرنا۔" زایان انگلی اٹھا کر تنبیہ کرنے لگا۔

"میرے آنسو جھوٹے ہیں؟" وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ مجھے نفرت ہے کمزور عورتوں سے۔ شدید نفرت ہے۔" وہ آگے کو ہوتا چبا چبا کر بولا۔

"تم بھی تو ایسے لاپرواہ بن جاتے ہو مجھ سے۔"

"چار گھنٹے۔ تم چار گھنٹوں سے یہاں بیٹھی ہو۔ عقل کام کرتی ہے؟" وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتا ہوا بولا۔ چہرے کی سرخی غصے کے عنصر کو نمایاں کر رہی تھی۔

"مجھے امید تھی کہ تم آؤ گے۔"

"او شٹ اپ۔ ایسی فضول حرکت دوبارہ مت کرنا۔ میں قریب ہی کام سے آیا تھا اس لئے یہاں آ گیا۔ ورنہ مجھے زرہ برابر فرق نہیں پڑتا۔ تم چار گھنٹے بیٹھو یا چار دن۔" وہ آنکھوں پر گاگلز لگاتا سرد مہری سے بولا۔

فضا ہکا بکا سی رہ گئی۔

"اب آ گئے ہو تو کچھ دیر بیٹھ تو جاؤ۔" وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"وقت نہیں میرے پاس۔" وہ کہہ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ آنکھوں کی نمی تیزی سے بہنے لگی۔ "کاش تم اتنے سنگدل نہ ہوتے۔" اس نے سسکتے ہوئے آہ بھری۔

"دماغ خراب کرنے کو بیٹھے ہیں سب۔" وہ سٹیرنگ پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "مردوں کے سامنے جھکنے, گرنے کا بہت شوق ہے انہیں۔ ہونہہ۔" زایان نے ہنکار بھری۔ وہ ابھی انہی سوچوں میں تھا کہ فون رنگ کرنے لگا۔

"ہاں اسد بول۔" اس نے فون کان سے لگایا۔

"جم میں؟ رات کو؟"

"ہاں ٹھیک ہے آنا ہے میں نے۔ صائم سے بھی پوچھ لینا اگر آنٹی کی طبیعت ٹھیک ہے تو۔" وہ سانس خارج کرتا ہوا بولا۔ "چل ٹھیک ہے بھول مت جانا۔ میں انتظار کروں گا۔" اسد کی آواز اسپیکر پر ابھری۔

"ہاں ہاں آؤں گا۔ جانتا تو ہے جم سے چھٹی نہیں کرتا میں۔ وہ تو تیری شادی تھی اس لیے نہیں گیا۔" وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"چل ٹھیک ہے پھر رات میں ملتے۔" اسد نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔ زایان نے گہرا سانس لے کر اپنے اعصاب ڈھیلے کرنے چاہے۔

~~~~~~~~~~

"طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟" صائم ان کے سرہانے بیٹھتا ہوا بولا۔

"ہاں دیکھو مجھے بلکل ٹھیک ہوں۔" وہ دھیرے سے مسکرائیں۔

"بی پی چیک کیا تھا امل نے؟" وہ دوائیاں دیکھ رہا تھا۔

"ہاں شام میں کیا تھا۔ میں سوچ رہی تھی کل کچھ اچھا کھانے میں بنوالیں۔ تمہاری پھوپھو جب سے آئی ہیں کچھ خاص بنا ہی نہیں۔" وہ فکر سے بولیں۔

"جو بنوانا چاہیں بنوالیں۔ میں نے منع کیوں کرنا آپ کو۔" وہ ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہوا بولا۔

"امل کو مارکیٹ جانا ہے۔ تم لے جاؤ اسے۔ کل کے کھانے کے لیے کچھ چیزیں چاہئیے وہ بھی لے آئے گی۔" صائم کے چہرے پر سنجیدگی در آئی۔

"میں تو جم جانے کا سوچ رہا تھا۔" وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "بیٹا جم بھی چلے جانا۔ پہلے امل کو لے جاؤ۔" وہ ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈالتا سر ہلانے لگا۔

"اسے ہر جگہ میرے ساتھ ہی جانا ہوتا ہے۔" وہ کوفت سے کہتا زینے چڑھنے لگا۔

امل کپڑے استری کر رہی تھی۔

"تم گھر سے ڈرائیور کو نہیں بلوا سکتی تھی؟" وہ اس کی بازو پکڑ کر اپنی جانب موڑتا ہوا بولا۔
~~~~~~~~~~

"یہ کیا حرکت ہے؟" وہ خفگی سے بولی۔

"کیوں میرے ساتھ جانے کا شوق ہے تمہیں؟ میں اپنے کام چھوڑ کے تمہیں لے کر گھومتا پھروں؟" وہ جھٹکے سے اس کی بازو چھوڑتا غصے سے بولا۔

"اپنی آواز اور زبان کو لگام دو۔ گھر میں اور بھی افراد موجود ہیں۔" وہ تحمل سے بولنے لگی۔

"اور دوسری بات۔ خالہ کا اپنا فیصلہ ہے یہ۔ اگر کچھ کہنا ہے تو جا کر انہیں کہو مجھے نہیں۔"

وہ ہاتھ میں پکڑی صائم کی شرٹ استری اسٹینڈ پر اچھالتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"عجیب مصیبت گلے پڑ گئی ہے۔" وہ اکتا کر کہتا لب کاٹنے لگا۔

"تم کب آئے آفس سے؟" عشال کمرے سے نکلتی ہوئی بولی۔ "بس ابھی تھوڑی دیر پہلے۔" وہ مسکرایا۔

لوز سی ٹی شرٹ کے ساتھ ٹراؤذر پہنے، بالوں پر ہئیر بینڈ لگائے، ہونٹوں پر لائٹ کلر کی لپ اسٹک لگائے ہوئے تھی۔

"مجھے کافی ٹرائے کرنے تھی ایک جگہ کی۔ فری ہو تم؟" وہ ٹراؤزر کی جیب میں دونوں ہاتھ ڈالے قدم اٹھا رہی تھی۔ "ہاں کیوں نہیں۔مجھے ویسے بھی مارکیٹ جانا ہے کچھ سامان لینے۔ تم آجاؤ۔" وہ کچھ سوچ کر بولا۔

"گریٹ۔ ویسے بھی میں صبح سے بور ہو رہی ہوں۔ امل زیادہ باتیں نہیں کرتی۔ چپ چپ رہتی ہے۔" وہ اس کے ہمراہ قدم اٹھاتی بولنے لگی۔

"ایک منٹ میں امل سے لسٹ لے لوں۔" وہ کمرے کے سامنے رکتا ہوا بولا۔

"اب کیا باقی رہ گیا...." امل دروازہ کھلتے ہی بولنے لگی تھی مگر عقب میں عشال کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

"سامان کی لسٹ ہو گی تمہارے پاس۔" وہ گاڑی کی چابی اٹھا رہا تھا۔

"بنائی ہے لسٹ میں نے۔" امل نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"دے دو مجھے۔ ہم لے آئیں گے سارا سامان۔" اس نے امل کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ امل چند لمحے ساکت رہی۔ آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"لسٹ دو۔" وہ اسے یوں خود کو دیکھتے پھر سے بولا۔ "دیتی ہوں۔" وہ پاس پڑے بیگ کو کھولنے لگی۔

"کریم کے چھ پیکٹ لانا۔" وہ لسٹ اس کے ہاتھ پر رکھتی ہوئی بولی۔

"اس کے علاوہ کچھ؟" وہ اسے جیب میں ڈال چکا تھا۔ "نہیں۔" اس نے کہتے ہوئے چہرہ پھیر لیا۔

"ٹھیک ہے۔ "وہ کہہ کر عشال کے ساتھ چلا گیا۔ امل چند لمحے خاموش دروازے کو دیکھتی رہی۔

"مجھ سے اتنی کراہیت محسوس ہوتی ہے تمہیں کہ میرے ساتھ جانا ناگوار ہے اور عشال کو لے کر تم خوشی خوشی جا سکتے ہو۔ "وہ کڑوے گھونٹ پینے لگی۔

"کر لو جو تم نے کرنا ہے۔مجھے بھی دیکھنا ہے میری برداشت کی حد کتنی ہے۔ "وہ سر صوفے کی پشت پر رکھتی ہوئی بولی۔

~~~~~~~~~~

مشائم چہرے پر ہاتھ پھیرتی ٹہل رہی تھی۔ "مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ "

وہ لب کاٹتی بند دروازے کو دیکھنے لگی۔ کچھ سوچ کر وہ دروازے کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

اس نے زور زور سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"پھوپھو۔ پھوپھو۔ "وہ دروازہ بجاتی چلا رہی تھی۔ کلک کی آواز سے دروازہ کھل گیا۔ مشائم نے دو قدم الٹے اٹھائے۔

"کیا مسئلہ ہے ؟ "آسیہ گھورتے ہوئے بولی۔

"میرا سانس بند ہو رہا ہے۔ شاید بی پی لو ہو رہا ہے۔ "وہ سر تھامتی ہوئی بولی۔

"تو میں کیا کروں ؟ دروازے بجاتے ہوئے چلایا جا رہا تھا ؟ "بے حسی کی انتہا تھی۔
~~~~~~~~~~

"مجھے سیون اپ کی بوتل لادو شاید کچھ افاقہ ہو جائے۔" وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

"لادیتی ہوں کہیں مر ہی نہ جائے۔" وہ ابھی یہی بڑبڑا رہی تھی کہ مشائم اسے دھکا دیتی بھاگ کھڑی ہوئی۔ آسیہ کا سر ریلنگ سے جا لگا۔

"جاہل مشائم۔" وہ زمین پر گرے چلائی۔ مشائم ننگے پیر بھاگ رہی تھی۔

لاؤنج میں کوئی بھی نہیں تھا۔ چہرے پر امید کے سائے لہرانے لگے۔ وہ تیزی سے گیٹ کی جانب بھاگی۔ اتنے میں اسے آسیہ کے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔

مشائم نے گیٹ کھولا۔

ایک لمحہ لگا تھا اس کی خوشی پر پانی پھرنے میں۔ سامنے شمع کھڑی تھی۔

"نہیں۔" وہ کرب سے بولی۔

"کہاں بھاگنے کی تیاری ہے؟" وہ صورتحال سے انجان مشائم کی بازو جکڑتی اندر آگئی۔

"چھوڑیں مجھے....." وہ اپنی بازو آزاد کروانے کی ممکنہ حد تک سعی کر رہی تھی مگر شمع جیسی صحت مند عورت کے آگے جیت نہ سکی۔

"میرا ہاتھ۔" اس نے کہتے ہوئے شمع کے ہاتھ پر اپنے دانت گڑھ دئیے۔

"جانور کہیں کی۔" وہ اس کے منہ پر زوردار تمانچہ مارتی ہوئی بولی۔ مشائم اس حملے کے لیے تیار نہ تھی جس کے باعث وہ نیچے جا گری۔ نچلا ہونٹ پھٹ چکا تھا جہاں سے اب خون

بھنے لگا تھا۔ اتنے میں شمع نے گیٹ کو بند کر دیا۔ "امی شکر ہے آپ وقت پر آ گئیں۔"

آسیہ ہانپتی ہوئی وہاں نمودار ہوئی۔

"یہ چھٹانک بھر کی لڑکی سنبھالی نہیں جاتی تم سے؟"

وہ خطرناک تیور لئے آگے بڑھیں۔

"امی بہت تیز ہے یہ بی پی لو کا بہانہ بنا کر مجھے دھکا دے دیا اس نے۔ یہ دیکھیں۔" وہ ماتھے پر پڑا نیل دکھانے لگی۔

"کیسی جاہل انسان ہو تم۔ شرم نہیں آتی تمہیں۔" وہ اسے بالوں سے پکڑ کر چہرہ اوپر کرتی ہوئی بولی۔

"کاش میں اس بات کا مطلب آپ جیسے جاہلوں کو سمجھا سکتی۔" وہ افسوس سے بولی۔ اتنا سب ہونے کے بعد بھی مشائم کا حوصلہ پست نہیں ہوا تھا اور ہمت برقرار تھی۔ "دل تو چاہتا ہے ایسی دھلائی کروں کہ عقل ٹھکانے آ جائے تمہاری۔ لیکن خیر میں تمہیں جان سے مار کر اس خوبصورت اور قیمتی گھر سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتی۔ بھئی آج کے دور میں ڈیفینس میں ایسا گھر لینا، مارکیٹ میں وہ دکانیں خریدنا مذاق تھوڑی ہے۔" انہوں نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا۔

"جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں جگہ ملے گی آپ لوگوں کو۔" حقارت سے کہتی وہ آسیہ کو گھورنے لگی۔

"امی آنکھیں دیکھیں اس کی۔ مبادہ ابھی قتل کر دے گی مجھے۔" وہ مشائم کی آنکھوں میں اترا خون دیکھ کر بولی۔ مگر جو خون ہونٹ سے بہہ رہا تھا وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"دفع ہو تم اب یہاں سے۔" شمع آسیہ کو پرے کرتی مشائم کو ساتھ لیے چلنے لگی۔ ناچار اسے بھی چلنا پڑا۔ شمع نے اسے کمرے میں پھینک کر پھر تالا لگا دیا۔

"آہ۔" وہ آئینے کے سامنے آتی بہتے خون کو دیکھنے لگی۔

"ماں باپ کے سوا کوئی محافظ نہیں اس دنیا میں۔ باقی سب تو کاٹ کھانے کو بیٹھے ہیں۔" وہ ٹیشو سے خون صاف کر رہی تھی۔

"اتنے بے حس اور احساس سے عاری ہوں گے یہ لوگ اگر مجھے زرا سا بھی اندازہ ہوتا تو کبھی ساتھ نہ رکھتی انہیں۔" اس نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں۔

"یہاں صرف زخم ملیں گے۔ انہیں بھرنا بھی خود ہے اور صاف بھی خود کرنا ہے۔" وہ خون آلود ٹیشو کوڑے دان میں پھینکتی ہوئی بولی۔

For more visit (exponovels.com)

"بھاگنا ممکن نہیں۔ میں جتنی جستجو کروں گی یہ مجھے اتنا زخمی کریں گیں۔" وہ بازو آگے کرتی گزشتہ روز والے زخم کو دیکھنے لگی۔ وہ چلتی ہوئی واش روم میں آگئی۔ ٹونٹی کھولی اور پانی چہرے پر ڈالنے لگی۔

"آپ دیکھ رہے ہیں اپنی بیٹی کا حال؟" وہ آئینے میں خود کو دیکھتی اپنے والدین سے مخاطب تھی۔ چہرہ پیلا پڑچکا تھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے دکھائی دے رہے تھے، ہونٹ پھٹا، بکھرے بال، دائیں رخسار پر شمع کی انگلیوں کے چھوڑے سرخ نشان۔ وہ کوئی اور ہی لگ رہی تھی۔

"مگر میں بھی یہاں سے نکل کر دکھاؤں گی آپ کو پھوپھو۔" وہ تہیہ کرتی تولیے سے چہرہ خشک کرنے لگی۔

~~~~~~~~

"یہ میڈیسن ختم ہوگئی ہیں خالہ کی۔" وہ شاپر ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھی۔

"اس وقت بتا رہی ہو تم مجھے؟" وہ متعجب سا بولا۔

"صبح کے ٹائم تم گھر ہوتے ہو؟" وہ سینے پر بازو باندھتی ہوئی بولی۔

"میں تھوڑی دیر پہلے مشائم کو باہر لے کر گیا تھا تب نہیں بتا سکتی تھی؟" وہ شاپر کھینچتا ہوا بولا۔
~~~~~~~~

"تم تو جیسے مجھ سے اجازت لے کر گئے تھے نہ۔" وہ جل کر بولی۔

"تو کیا چاہتی ہو تم سے اجازت لیا کروں میں؟ ہاں؟" وہ فون سائیڈ پر رکھتا بیڈ سے اتر آیا۔

"میرا دماغ ابھی اپنی جگہ پر ہی ہے۔ ایسی کوئی فضول بات نہیں سوچتی میں۔"

"اچھا تو میرا دماغ جگہ پر نہیں ہے؟" وہ جو جانے کے لیے مڑی تھی صائم اس کے سامنے آر کا۔

"کیوں تمہیں کوئی شک ہے؟" امل کے چہرے پر بلا کی طمانیت تھی۔

"اپنی حد میں رہو امل۔" وہ دانت پیس کر رہ گیا۔ "اور تم جو مرضی کرو۔ ایسے ہی نہ؟" وہ سر اثبات میں ہلاتی استفسار کر رہی تھی۔

"تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں میں۔" وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہتا سلیپر پہننے لگا۔

"تم تو کسی چیز کے لئے بھی جواب دہ نہیں ہو صائم۔" وہ طنزیہ مسکرائی۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے تم سے بحث کرنے کا۔" اس نے سائیڈ ٹیبل سے چابی اٹھائی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میرے لئے تمہارے پاس وقت ہے ہی کب؟" وہ تلخی سے کہتی اپنی جگہ پر آلیٹی۔

"کیا ایسی بھی شادیاں ہوتی ہیں ؟ بے رونق سی, لاوارث سی ۔ " وہ چھت کو گھورتی ہوئی بولی ۔

"میں نے تو آج تک ایسی شادی نہیں دیکھی ۔ پھر میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا ؟ "

"میرے نصیب میں صائم جیسا انسان کیوں لکھ دیا گیا ۔ میرے خوابوں کو آگ لگا کر دریا میں بہا دیا ۔ بیزار ہو گئی ہوں میں اس رشتے سے ۔ "اس نے آہستہ سے سرگوشی کی ۔

"کون ہو سکتا ہے ؟ " عشال گارڈن میں کھڑی تھی جب اسے بیل سنائی دی ۔

"صائم کے پاس تو چابی ہے ۔ " وہ بولتی ہوئی گیٹ کی جانب چلنے لگی ۔ سامنے زایان کا چہرہ دکھائی دیا ۔

"آپ ؟ " وہ عجیب انداز میں اسے دیکھ رہی تھی ۔

"اندر آ سکتا ہوں میں یا ؟ " وہ بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا ۔

"بلکل آئیں ۔ " وہ اسے راستہ دیتی سائیڈ پر ہو گئی ۔ اپنی اس حرکت پر وہ خود کو لعن طعن کرنے لگی ۔

"صائم کمرے میں ہے ؟ " وہ اندر آ چکا تھا ۔

"بس ابھی باہر نکلا ہے۔" وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگی۔ "مطلب مجھے انتظار کرنا پڑے گا۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

"شاید میڈیسن لینے گیا ہے۔ آجائے گا ابھی۔" وہ پلٹ کر بولی۔

"آپ اس ٹائم یہاں اکیلی کیا کر رہی ہیں؟" وہ جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔ بال ماتھے پر گرا رکھے تھے۔ لب دانتوں تلے دبائے وہ اس ہلکی روشنی میں اس کے نقوش دیکھنے کی سعی کر رہا تھا۔

"مجھے جلدی نیند نہیں آتی۔ دراصل ٹائم کا بھی فرق ہے نہ یہاں کا اور انگلینڈ کا۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" اس نے سر ہلایا۔

صائم واپس آیا تو زایان اور عشال کو محو گفتگو پایا۔ "سوری یار ماما کی میڈیسن ختم ہو گئی تھی اس لئے جانا پڑا۔" وہ گاڑی سے باہر نکلتا ہوا بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں کون سا اس ٹائم آفس ہوتا ہوں۔" وہ اس کی جانب گھوما۔

"آپ دونوں باتیں کریں میں چلتی ہوں۔" وہ کہتی ہوئی اندر چلی گئی۔

"یہیں بیٹھ جاتے ہیں۔" زایان نے لان میں پڑی کرسیوں کی جانب اشارہ کیا۔

"کیا کوئی خاص کام تھا؟" وہ دونوں لان میں بیٹھ چکے تھے۔

"یار.... مجھے.... وہ کچھ پیسے چاہیئے تھے۔ پے ملنے میں ابھی ہفتہ ہے۔" وہ ہچکچا رہا تھا۔

"کچھ پیسے کیوں ؟ جتنے چاہیئے لے۔ مجھے معلوم ہے آنٹی کے علاج پر کافی پیسہ لگا ہوگا۔ اور بلا جھجھک جب چاہے کہہ سکتے ہو مجھے۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"تھینک یو یار۔" اس کی پریشانی ہوا ہو گئی۔

"میرے پاس چیک بک نہیں ہے ابھی۔ کل لے لینا میں سائن کر کے بھجوا دوں گا تمہیں۔"

"ہاں کوئی مسئلہ نہیں کل دے دینا۔" وہ مطمئن ہو چکا تھا۔

"تم اب آرام کرو میں بھی چلتا ہوں۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"سوری تمہیں اس وقت بلایا۔" وہ نادم سا ہو گیا۔

"یار غیروں والی بات کر دی نہ۔" وہ برا مان گیا۔

"اچھا واپس لے لیا سوری۔" صائم مسکرایا۔

"ہمارے بیچ ایسی بات انتہائی معیوب ہے اور دوبارہ کرنا بھی مت۔" وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرنے لگا۔

"ٹھیک ہے باس سمجھ گیا۔" وہ اس کے ہمراہ چلتا ہوا گیٹ تک گیا۔

"کل جم میں ملتے ہیں۔" زایان ہاتھ ہلاتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

صائم نے گیٹ بند کر دیا۔ "شکر ہے یہ ٹینشن تو دور ہوئی۔" وہ سانس خارج کرتا چلنے لگا۔

For more visit (exponovels.com)

~~~~~~~~~

"آج کتنے دن بعد سب مل کر بیٹھے ہیں۔" زایان دونوں کو گھورتا ہوا بولا۔

"جب تمہاری شادی ہو جائے گی تو یہی سوال تم سے کریں گے ہم۔ کیوں صائم؟" اسد نے اسے جواباً گھورا۔

"ہاں ہاں۔" شادی کے ذکر پر وہ اسی طرح جھنپ جاتا۔

"آج مناہل جلدی سو گئی اس لیئے میں چپ کر کے نکل آیا۔" اسد نے بائیں آنکھ کا کونا دبا کر سیگرٹ منہ میں دبالی۔

"اور آپ کی زوجہ محترمہ نے کیسے بھیج دیا؟" اس کا سوال صائم سے تھا۔

"میرا تو تمہیں معلوم ہے ماما کی وجہ سے زیادہ مصروف ہوں۔ ورنہ تو کوئی مسئلہ نہیں۔" اس نے شانے اچکائے۔

"ویسے تم بھی اب شادی کر لو۔" اسد نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"کیا کرنا ہے شادی کر کے؟ تم دونوں اپنا حال دیکھ لو۔مجھے بھی بیچارا بنانا چاہتے ہو؟" وہ دونوں کو دیکھتا ہنسنے لگا۔

"ہنس لو بیٹا۔ تمہاری بھی باری آئے گی۔" صائم کش لیتا ہوا بولا۔
~~~~~~~~~

"جو بھی آئے گی اسی گھر میں آئے گی دیکھ لینا کتنا زور چلتا ہے اس کا مجھ پر۔" وہ تفاخر سے بولا۔

"ہاں تم ایسا یقیناً کر سکتے ہو۔" اسد اس سے متفق تھا۔

"یار ویسے میں سوچ رہا تھا چائنہ باڈر چلیں۔ پچھلے سال کاغان سے آگے نکلے ہی نہیں تم دونوں۔" زایان میز پر پاؤں رکھتا ہوا بولا۔ چہرے پر ناراضگی کا عنصر تھا۔

"ویسے سوچا جا سکتا ہے۔" جواب اسد کی جانب سے آیا۔ "مجھے چھٹی لینے پڑے گی۔ لیکن آئیڈیا اچھا ہے۔" صائم متاثر ہوا۔

"مناہل نے اپنی امی کی طرف جانا ہے رہنے کے لیے۔ اسے وہاں بھیج کر ہم تینوں اپنی سیر پر نکل جائیں گے۔ کیا کہتے ہو؟" وہ خوشی سے چہکا۔

"بس اب تم دونوں جلدی پلان بناؤ۔ کیونکہ میرا آؤٹنگ کرنے کا دل کر رہا ہے۔ شدید قسم کا۔" وہ شدید پر زور دیتا ہوا بولا۔

"فائنل کرتے ہیں ایک ہفتے تک۔" صائم اس کی سیگرٹ لیتا ہوا بولا۔

"کسی دن ایسے ہی بیوی نہ لے لینا میری۔" زایان اس کے انداز پر جل کر بولا۔

"اچھا تم نہیں دو گے؟" صائم نے بھی بھرپور تعاون کیا۔ "میں سیگرٹ نہیں دیتا بیوی تو ضرور دوں گا۔" وہ ہنکار بھر کر ہنسنے لگا۔ جواب میں وہ دونوں بھی ہنسنے لگے۔

~~~~~~~~

امل کھڑکی میں کھڑی نیچے جھانک رہی تھی۔ صائم ستون سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ سامنے عشال کھڑی تھی۔ رات کافی ہو چکی تھی وہ واپس آکر عشال کے ساتھ باتیں کرنے کھڑا ہو گیا۔ امل کو رہ رہ کر اس پر غصہ آ رہا تھا۔

"اگر وہ اتنی پسند ہے تو پھر مجھے کیوں رکھا ہے اس گھر میں۔" وہ پردے آگے کرتی کلس کر بولی۔

"آج تم سے صاف صاف لفظوں میں بات کروں گی۔" وہ ٹہلتے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگی۔ پانچ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا۔

"سوئی نہیں تم۔" وہ اسے ٹہلتے ہوئے دیکھ حیرانی سے بولا۔ اس وقت تک امل عموماً سو جاتی ہے۔ "جب شوہر دوسروں کے ساتھ مصروف ہو تو سویا کیسے جائے؟" وہ بولتی ہوئی اس کے عین مقابل آ کھڑی ہوئی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس کی پیشانی پر تین لکریں ابھریں۔

"عشال اتنی اچھی لگتی تھی تو اسی سے کر لیتے شادی۔ مجھے ڈیکوریشن پیس بنا کر رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟" امل کی آواز خاصی بلند تھی۔ شاید آج اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

"دماغ درست ہے تمہارا؟ جانتی بھی ہو کیا بول رہی ہو؟" اس کی عقل پر صائم کو شبہ ہوا۔
~~~~~~~~

"جس دن سے وہ اس گھر میں آئی ہے یہی سب دیکھ رہی ہوں میں۔ چھوڑ دو مجھے اور رکھ لو اس کو ساتھ۔ کم از کم مجھے تو سکون ملے گا۔" وہ پھٹ پڑی۔

"اپنی زبان کنٹرول میں رکھو امل۔ یہ سب میں برداشت نہیں کروں گا۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"مت کرو۔ مجھے بھی نہیں کرنا۔" وہ حتمی انداز میں بولی۔ "جا کر سو جاؤ۔"

"اور تم اسی کے پاس جاؤ۔" وہ ترکی بہ ترکی بولی۔

"تم ہوتی کون ہو مجھے یہ سب کہنے والی؟" وہ تن فن کرتا آگے بڑھا۔

"صائم تم ایک اچھے کزن ضرور ہو۔ مگر ایک اچھے شوہر نہیں۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔

"مجھے یہ رشتہ چاہیئے نہیں تھا۔ تمہارے ساتھ تو بلکل نہیں۔ اس لئے مجھ سے شکوہ نہیں بنتا تمہارا۔" وہ چبا چبا کر کہتا گھڑی اتارنے لگا۔

"تم اس لائق ہی نہیں ہو کہ تم سے شکوہ کیا جائے۔ تم جیسا انسان ڈیزرو ہی نہیں کرتا۔"

"نکل جاؤ اس کمرے سے۔ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا میں۔" وہ آگ بگولہ ہو گیا۔

"فکر مت کرو صبح جا رہی ہوں میں اپنے گھر۔ خالہ کو خود سمجھاتے رہنا۔" کہہ کر وہ رکی نہیں جا کر صوفے پر لیٹ گئی۔ صائم کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"تم جانتی ہو ڈاکٹر نے انہیں کسی بھی قسم کی ٹینشن دینے سے منع کیا ہے۔" وہ اس کے سر پر آن کھڑا ہوا۔ امل نے کمبل منہ تک تان لیا۔ چند لمحے وہ جواب کے انتظار میں کھڑا رہا مگر بے سود۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

~~~~~~~~~~

"پھر کیا سوچا تم نے؟" شمع دروازے کے وسط میں کھڑی تھی۔

"میں تیار ہوں۔" وہ سامنے دیوار کو گھور رہی تھی۔

"کس بات کے لئے؟" اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"اویس سے نکاح کے لیے۔"

وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم نکاح کرنے کے لیے تیار ہو؟" انہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ "جی ہاں۔ مگر نکاح کل ہوگا۔" وہ چہرہ گھما کر انہیں دیکھنے لگی۔

"مجھے تو لگا تھا تم شاید گھر میرے نام کر دو مگر نکاح کے لیے راضی نہیں ہوگی۔" وہ خود کلامی کر رہی تھی۔ مشائم نے رخ پھیر لیا۔ بھاری دل کے ساتھ اس نے یہ فیصلہ لیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر۔ تمہیں کچھ چاہئیے؟" وہ اپنی کیفیت پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

"نکاح کا جوڑا۔ جیولری اور جوتے۔" وہ سنجیدہ تھی۔
~~~~~~~~~~

"ہاں یہ سب تو لازم ہے۔" شمع نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہئیے۔" وہ سانس خارج کرتی ہوئی بولی۔

"واقعی تیار ہو نہ؟" وہ تفتیشی انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

"کل جب نکاح نامے پر سائن کروں گی تو شاید آ کو اعتبار آ جائے مجھ پر۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی۔ آواز پہلے کی نسبت قدرے بلند تھی۔

"اچھا اچھا۔ زیادہ تیز آواز میں بات مت کیا کرو۔" وہ ناراضگی سے بولی۔

"جتنی زیادتی آپ نے میرے ساتھ کی ہے اس کے بعد تو میرا ہر طرح کا عمل جائز ہے۔" وہ سرد مہری سے گویا ہوئی۔ "دیکھو بیٹا جب سے تمہارے والدین اس دنیا سے گئے ہیں میں نے کبھی تمہیں کچھ کہا؟" وہ حتی الوسع لہجے کو نرم اور دھیما رکھتے ہوئے بولی۔

"مگر یہ سب جو آپ نے کیا۔" وہ اپنی بازو پر بنے چھالے کو دیکھتی خاموش ہو گئی۔

"اس کے لئے بھی تم نے ہی مجبور کیا مجھے۔ جب سے زایان سے مل کر آئی تھی اسی کے جیسی بن گئی تھی۔ بد لحاظ اور بے زبان۔ مجھے تو فکر ستانے ہی تھی۔" وہ اب بھی سارا ملبہ مشائم پر ہی ڈال رہی تھی۔

"یعنی آپ اپنے ذمے کچھ نہیں لیں گیں؟ خود کو بری الذمہ قرار دے رہی ہیں؟" وہ جتانے والے انداز میں بولی۔

"جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہاں تمہیں یہ یقین دہانی کرواتی ہوں کہ آگے ایسا کچھ نہیں ہو گا۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولیں۔ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ تھی۔

"مجھے بھی یہی امید ہے۔" وہ اپنا ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔ مشائم کی اس حرکت پر شمع کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو گیا۔ مگر جائیداد کی خاطر یہ کڑوا گھونٹ بھی پی گئی۔

"کل صبح تمہیں اس کمرے سے آزادی ملے گی۔ ابھی مجھے یقین کرنا ہے کہ تم واقعی سچ بول رہی ہو یا یہ تمہاری کوئی نئی سازش ہے گھر سے بھاگنے کی۔" وہ کھردرے لہجے میں بولی۔

اس نے مزید کچھ نہ کہا۔ کمزوری کے باعث لڑنے کی طاقت بھی کم ہو گئی تھی۔

"دیکھتے ہیں کون اپنے قول پر پورا اترتا ہے۔" دروازہ لاک ہونے کی آواز سنتے ہوئے وہ سر اٹھا کر بولی۔

وہ چلتی ہوئی کھڑکی میں آکھڑی ہوئی۔ آج گزشتہ روز کی نسبت سردی زیادہ تھی۔ وہ آسمان کو دیکھنے لگی جہاں دھوپ نہ ہونے کے برابر تھی۔ سفید بادلوں نے سورج سمیت پورے آسمان کو اپنی اوٹ میں لے رکھا تھا۔

"ہاں میرا دل بے ایمان ہوا تھا۔ جب میں تم سے مل کر آئی تھی۔ دل نے تمہیں اپنا پاٹنر بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا مجھ سے۔ مگر مجھے معلوم تھا کہ ایسا ممکن نہیں۔" چہرے پر

For more visit (exponovels.com)

آسودگی پھیلی تھی بلکل ان بادلوں کی مانند،اس کے چہرے کی مسکراہٹ پر احاطہ کیئے ہوئے تھی۔

"مجھے تم پسند ہو۔ مگر تم مجھے پسند نہیں کرتے۔ پھر شادی کرنے کا سوال کیونکر پیدا ہوتا۔"

وہ پھیکا سا مسکرائی۔

"ہاں اگر یہ خواہش پوری ہو جاتی تو شاید میں اس معاملے میں خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین انسان گردانتی۔" ایک کرب سا عود آیا اس کے چہرے پر۔

"دیکھو زایان قسمت مجھے کہاں لے آئی ہے۔ اویس جیسے انسان کے پاس۔ شمع جیسی مفاد پرست اور گھٹیا عورت کے پاس۔" وہ حقارت آمیز لہجے میں بولی۔ نفرت آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔

"مگر شاید قسمت تو بہت پہلے ہی مجھے اس در پر لے آئی تھی جب میں نے انہیں اس گھر میں رہنے کی اجازت دی تھی۔" وہ کھڑکی کے شیشے پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"کیا کرتی میں بھی؟ اس معاشرے میں ایک عورت تنہا مرد کے بغیر تنہا نہیں رہ سکتی۔ یہ مرد ہی نہیں رہنے دیتے جو بھیڑیوں کی مانند شکار کی تاک میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ مجھے کسی نہ کسی کے ساتھ تو رہنا ہی تھا۔" اس کے چہرے پر درد بھری مسکراہٹ تھی۔

وائٹ ٹی شرٹ کافی گندی ہو چکی تھی البتہ ٹراؤزر کا رنگ سیاہ ہونے کے باعث وہ صاف معلوم ہو رہا تھا۔ مشائم نے بالوں کو پونی کی قید سے آزاد کیا اور ان کا جوڑا بنانے لگی۔

"ماں باپ کے لاڈلے بچوں پر ہی ایسے ستم ہوتے ہیں۔مجھے خوشی ہے کہ آپ دونوں یہاں نہیں ہیں۔ ورنہ شاید اپنا خون سفید ہوتے دیکھ ہی اس دنیا سے چلے جاتے۔" وہ اب الماری کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے سیاہ رنگ کی ٹراؤزر شرٹ نکالی اور واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

~~~~~~~~~~

"بیٹا امل دکھائی نہیں دے رہی؟ کیا ابھی تک سو رہی ہے؟" صائم جونہی ان کے کمرے میں آیا روبینہ پوچھنے لگی۔

"مطلب وہ چلی گئی ہے۔" وہ دل ہی دل میں سرگوشی کرتا گہرا سانس لینے لگا۔

"ماما وہ گھر گئی ہے اپنے۔" وہ مسکرایا۔

"گھر؟ یوں اچانک؟مجھے بتائے بغیر؟" وہ متحیر سی رہ گئیں۔

"صبح صبح چلی گئی نہ۔ آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا اس نے۔ رات مجھے بتا دیا تھا اس نے۔" وہ نظریں ملانے سے گریز برت رہا تھا۔
~~~~~~~~~~

"لیکن پھر بھی۔ وہ مجھے بتائے بغیر تو کہیں نہیں جاتی۔ اگر ایسی بات تھی تو رات میں بھی بتا سکتی تھی۔" وہ قائل نہیں ہوئیں۔

"ناشتہ کیا آپ نے؟ پھوپھو نظر نہیں آ رہیں؟" صائم ارد گرد نگاہ دوڑاتا سہولت سے موضوع تغیر کر گیا۔

"سچ سچ بتاؤ تمہارا جھگڑا ہوا ہے اس سے؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"ہمارا کیوں جھگڑا ہو گا؟" اس نے الٹا سوال داغا۔

"یہ تو تم بتاؤ گے۔ صائم مجھے سچ سچ بتا دو کیا بات ہے؟ صبح سے ہی میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ نجانے کیا کہہ دیا تم نے میری بچی کو۔" وہ متفکر سی بولیں۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ میں امل سے پوچھتا ہوں آپ سے مل کے کیوں نہیں گئی؟ بلکہ آپ خود فون کر لیں۔ اس کی بات پر یقین کر لیں گیں نہ؟" وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"ہاں فون ملا دو۔" انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اٹھا نہیں رہی۔" صائم فون کان سے لگائے ہوئے تھا۔

"اچھا رہنے دو ابھی۔ نفیسہ بی کیا سوچیں گیں کہ پہلی بار گھر آئی امل اور ہم نے جاتے ہی فون کرنے شروع کر دیئے۔" وہ خود ہی نفی کرنے لگی۔

"آپ دوپہر میں فون کرلینا اسے۔ اور آئیں ساتھ مل کر ناشتہ کرتے ہیں۔ عشال بھی منتظر ہے ہماری۔" وہ ان کی بازو پکڑتا مسکرایا۔

"چلو ٹھیک ہے۔" وہ کہتی ہوئی اس کے ہمراہ چلنے لگیں۔

~~~~~~~~~~

"خیر ہے اتنی صبح صبح آئی ہو؟" امل نفیسہ کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی۔ نفیسہ اس کے بال سہلا رہی تھیں۔ "مجھے آپ کی یاد آ رہی تھی دادو۔" وہ بولی تو آواز بھرائی ہوئی تھی۔

"میرا بچہ تو آجایا کرو تھوڑی دیر گھوم پھر جایا کرو۔" وہ اس کے سر پر بوسہ دیتی ہوئی بولیں۔

"آپ کی ڈانٹ بہت مس کرتی ہوں میں۔" بولتے بولتے آنکھیں نمکین پانی سے جھلملانے لگیں۔

"پہلے تو غصہ ہوتی تھی کہ دادو ہمیشہ ڈانٹتی ہیں اور اب مس کر رہی؟" وہ مسکرانے لگیں۔

"جی بہت مس کر رہی آپ کو بھی اور بابا کو بھی۔ اپنی جاب کو بھی۔" آخری بات وہ نہایت مدھم آواز میں بولی۔
~~~~~~~~~~

"تھوڑا اور وقت صبر کر لو۔ روبینہ ویسے تو ٹھیک ہے لیکن پھر بھی اسے کسی اپنے کی توجہ کی ضرورت ہے۔ پھر بعد میں چاہے دوبارہ جوائن کر لینا۔" وہ بالوں پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ امل اٹھ بیٹھی۔ "دادو مجھے یہ گھر بہت یاد آتا ہے۔" اشک ٹوٹ کر رخسار پر آ گرے۔

"امل سب ٹھیک تو ہے نہ؟" وہ اسے سینے سے لگاتی فکر سے بولیں۔

"مجھے پریشان کر رہی ہو تم۔ کوئی بات ہوئی ہے تو بتاؤ؟" وہ بولے جا رہی تھیں مگر امل خاموش تھی۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا۔ بس آپ کو معلوم تو ہے مجھے اپنی جاب سے کتنی محبت تھی۔ چھوڑ دی ہے نہ اب تو بس اسی وجہ سے۔" وہ چہرہ صاف کرنے لگی۔

"اچھا اچھا۔ چلو کوئی بات نہیں۔ میں ذرا دیکھوں ناشتہ تیار ہوا کہ نہیں۔" وہ مطمئن دکھائی دے رہی تھیں۔ امل نے کوئی جواب نہ دیا۔ نفیسہ بی کمرے سے چلی گئیں۔

"کیسے بتاؤں گی دادو کو؟ کیسے سمجھاؤں کہ میرے اور صائم کے دل میں کبھی وہ محبت بیدار نہیں ہو سکتی۔ ہم دونوں کبھی خوش نہیں رہ سکتے ایک ساتھ۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"کچھ دن تک ہمت جمع کرتی ہوں۔ پھر سب بتا دوں گی آپ کو۔ اور یہ بھی کہ مجھے اب وہاں واپس نہیں جانا۔ خالہ کے لیئے میں نے کیا جتنا میرے بس میں تھا۔ مگر اب....." وہ آنکھیں رگڑتی سلیپر پہننے لگی۔

"مگر اب مزید نہیں کر سکتی۔ میری برداشت کی حد پار ہو چکی ہے۔" وہ دوپٹہ گلے میں ڈالتی چلنے لگی۔

~~~~~~~~~

"آج تو بہت تھکاوٹ ہو گئی۔" صائم پانی کی بوتل اٹھاتا ہوا بولا۔

"بیٹا تم اتنے دن غیر حاضر رہے ہو اس لیئے۔" زایان نے اسے گھورا۔

"کوشش کر رہا تھا۔ لیکن کوئی نہ کوئی کام آجاتا تھا۔" وہ بوتل منہ سے ہٹاتا ہوا بولا۔

"اسد دیکھو آج بھی نہیں آیا۔" وہ ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ بیوی کے کنٹرول میں ہے سمجھا کرو۔" وہ ہنستا ہوا بولا۔ "اور تم؟" وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"میری بیوی ایسی نہیں ہے۔" وہ نگاہیں پھیرتا ہوا بولا۔ "صائم ایک سوال پوچھوں تم سے؟" زایان پر سوچ دکھائی دے رہا تھا۔

"پوچھو۔" وہ ابھی بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔
~~~~~~~~~

"تم خوش نہیں ہو اس شادی سے؟ مجھے کچھ بھی نارمل نہیں لگتا تمہیں دیکھ کر۔" وہ اس کے تاثرات کا جائزہ لیتا ہوا بولا۔

وہ کچھ پل خاموش رہا۔ اس نے بھی مزید کچھ نہ کہا کہ وہ جواب کا منتظر تھا۔

"ٹھیک اندازہ ہے تمہارا۔" وہ لب بھینچ کر بائیں جانب لگی مشینوں کو دیکھنے لگا۔

"مگر ایسا کیوں؟ امل بھابھی کوئی بدتمیز یا بری قسم کی لڑکی تو نہیں معلوم ہوتی۔ شکل صورت کی بھی اچھی ہیں۔" وہ متجسس ہوا۔

"یار مجھے سمجھ نہیں آتا۔ پتہ نہیں کیوں مجھے شادی کے بعد سے وہ اتنی ناپسند ہو گئی ہے کہ میرا دل ہی نہیں کرتا اس سے بات کرنے کو۔ بات کرنا تو در کنار اسے دیکھنے کو بھی۔" وہ کڑواہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"اوہ..." اس کے چہرے پر تاسف پھیل گیا۔

"اور مجھے سمجھ نہیں آتا ایسا کیوں ہے؟ مگر یہی سچ ہے مجھے امل اچھی نہیں لگتی یا شاید بیوی کے روپ میں۔" وہ تھکے تھکے لہجے میں بولا۔

"مگر ساری زندگی ایسے تو نہیں گزرتی نہ؟ وہ کب تک تمہارا ساتھ نبھائیں گیں جب تم ہی ساتھ نہیں؟" وہ دکھ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"صحیح کہہ رہے ہو تم۔ اسی لئے آج صبح وہ چلی گئی اپنے گھر۔ شاید اس کی ہمت ختم ہو گئی۔

"تو تم چلے جاؤ انہیں لینے۔ صائم وہ دن رات تمہاری ماما کی خدمت میں لگی ہوتی ہیں کیا اس کا صلہ بھی نہیں دو گے تم انہیں؟" وہ بے چینی سے پہلو بدلتا ہوا بولا۔

"میں کیا کروں وہاں جا کر؟" وہ اب اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"معافی مانگو۔ اور میری بات سنو,ایک بار کوشش کرو دل سے انہیں قبول کرنے کی۔ کوشش تو کر کے دیکھو تم۔" وہ فکرمند تھا اس کے لیے۔

"ہممم؟" وہ استفسار کر رہا تھا۔

"اچھا۔ تم کہتے ہو تو....ایک بار کوشش کرنے میں.....کوئی حرج نہیں۔" وہ سوچ سوچ کر بول رہا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم کیسے سمجھایا جاتا ہے ان معاملوں میں مگر یار میں چاہتا ہوں ہم سب خوش رہیں۔ اور تم خوش نہیں ہو۔ جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے میں نوٹ کر رہا ہوں۔" وہ اپنا بیگ اٹھاتا کھڑا ہو گیا۔

"شاید اس لیے کہ تم حساس طبیعت رکھتے ہو۔" صائم بھی کھڑا ہو گیا۔

"معلوم نہیں۔ مگر تم جلد از جلد اس معاملے کو سلجھا لو مجھے خوشی ہو گی تمہیں خوش دیکھ کر۔" وہ اسے گلے لگاتا کمر پر تھپکی دینے لگا۔

"تھینکس یار۔" اسے زایان کی محبت پر رشک آ رہا تھا۔

"بس بس رولانے کا ارادہ نہیں میرا۔ رخصت نہیں ہو رہا میں۔" وہ اس کے بازو پر مکا مارتا ہوا ہنسا۔

جواباً صائم بھی ہنسنے لگا۔ زایان ہاتھ ہلاتا دروازے کی سمت بڑھ گیا اور صائم کو اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل گیا۔

"ماما کی خدمت تو وہ کرتی ہے۔ دن رات انہی کے ساتھ ہوتی ہے۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔" وہ زایان کی بات سے متفق تھا۔

~~~~~~~~~~

مشائم اپنے بیڈ پر تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا۔ شمع اور آسیہ کے بولنے کی آوازیں سنائی دینے لگی۔ وہ نیند میں تھی اس لئے کروٹ بدل لی تاکہ سو سکے۔

"دیکھو کیسے سکون سے سو رہی ہے۔ اب نہیں بھاگے گے تم دیکھنا۔" شمع کہتی ہوئی اندر آ گئی۔

"لیکن آپ اتنی صبح ہی اسے آزاد کرنے آ گئی ہیں۔" وہ گھبرا رہی تھی۔

"آدم خود لگتی ہے تمہیں یہ؟ جو اتنا ڈر رہی ہو بیوقوف کہیں کی۔" شمع نے اسے جھڑکا۔

"مشائم!" وہ اسے جگانے لگیں۔ وہ مندی مندی آنکھیں کھولے انہیں دیکھنے کی سعی کرنے لگی۔
~~~~~~~~~~

"بیٹا اٹھو صبح کے دس بج رہے ہیں۔" وہ نرم لہجے میں بول رہی تھیں۔

"تو میں کیا کروں اٹھ کر؟" وہ اکھڑ کر کہتی آنکھیں مسلنے لگی۔

"آج نکاح ہے تمہارا۔ بھول گئیں؟" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"یاد ہے۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ رات میں ہے پھر اتنی صبح صبح کیوں آگئیں ہیں آپ؟" وہ اپنی نیند میں خلل ڈالنے پر شدید خفا تھی۔

"میں نے سوچا تمہیں ناشتہ کروا کے پارلر بھیج دوں۔ حالت دیکھو اپنی۔ لوگ دیکھ کر ہی پریشان ہو جائیں گے۔" وہ اس کے بے رونق چہرے کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

"پارلر والی کے پاس کون سا جادو ہے جو یہ نشان ختم کر دے گی؟" وہ طنزیہ مسکرائی۔

"بیٹا فیشل وغیرہ کرے گی، چہرے پر رونق آئے گی اور میک اپ بھی اسی سے کروانا تاکہ یہ نشان وغیرہ چھپ جائیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے مزید بحث نہ کی۔

"اب تم شاور لے لو پھر ناشتہ کر کے آسیہ کے ساتھ پارلر چلی جانا۔" وہ اس کا چہرہ تھپتھپا کر بولیں۔

"ٹھیک ہے۔" وہ کمبل پرے کرتی سلیپر پہننے لگی۔

"دیکھا کہا تھا نہ میں نے تمہیں...." وہ آسیہ کو کہتی کمرے سے نکل گئیں۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ مشائم نے ایک نگاہ دروازے پر ڈالی اور واش روم کی جانب رخ کیا۔

"ہو سکتا ہے پھر سدھر گئی ہو۔" وہ عقب میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"نہیں نکلی نہ؟" شمع زینے اتر رہی تھی۔

"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"بس اب مجھے سکون ہے۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھتی ہوئی مسکرائی۔

"تم بھی اب فوراً سے اپنے کام کر لو اور چھوٹی کو بھی جگاؤ۔ اتنے کام پڑے ہیں کرنے کو۔" وہ کچن میں جاتی ہوئی اونچی آواز میں بولی۔

~~~~~~~~~~

"میں سوچ رہی ہوں جاب کر لوں۔" وہ ریموٹ ہاتھ میں پکڑے چینل آگے پیچھے کر رہی تھی۔ "ہاں اچھا خیال ہے۔ ایسے مصروف بھی ہو جاؤ گی۔" روبینہ نے سراہا۔

"میری طرف سے تو اجازت ہے ویسے بھی اس کے پاپا نے کہا تھا کہ رشتہ طے کر کے ہی واپس آئیں۔" نازیہ بولتی ہوئی روبینہ کی جانب گھوم گئی۔

"یہ رشتے والے کام جتنی جلدی ہو جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔ اگر کہتی ہو تو میں کسی کو بولوں؟" روبینہ ملازمہ سے دوائی لیتی ہوئی بولی۔
~~~~~~~~~~

"ہاں کسی کو کہہ دیں اگر کوئی اچھا رشتہ ہے تو بتائیں۔ بس اب ہم بھی اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔" وہ کپ اٹھاتی ہوئی بولیں۔

"ویسے اگر تم چاہو تو زایان کے آفس میں جاب کر سکتی ہو۔" صائم جو اپنی سوچ میں ڈوبا تھا بالآخر بول اٹھا۔

"یہ تو زبردست آئیڈیا ہے۔" وہ خوشی سے چہکی۔

"بھئی امل کو کب لاؤ گے؟ میرا تو دل ہی نہیں لگ رہا اس کے بغیر۔" روبینہ کی نگاہیں صائم پر تھیں۔

"جی ماما بس چائے ختم کر لوں پھر جاتا ہوں۔"

"ماما آپ نے سنا صائم ابھی کہہ رہا تھا کہ میں اس کے دوست کا آفس جوائن کر لوں۔" وہ اٹھ کر نازیہ کے ساتھ بڑے صوفے پر آ بیٹھی۔

"یہ تو بہت اچھا ہے۔ تم بھی مصروف ہو جاؤ گی۔" وہ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولیں۔

"بس پھر طے پا یا۔ صائم تم اپنے دوست سے آج ہی بات کرو میں کل سے آفس جاؤں گی۔" وہ گلا صاف کرتی بلند آواز میں بولی۔

"آج تو آف ہے۔ فارغ ہو گا وہ۔ میں امل کو لے آؤں پھر جاؤں گا اس کی طرف۔" وہ کپ رکھتا کھڑا ہو گیا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ آتے ہوئے میرے لئے کافی لیتے آنا پلیز۔" وہ اس کے سامنے آتی ہوئی بولی۔

"کافی۔" وہ سوچ میں پڑ گیا۔ "امل کے گھر سے کافی دور ہے وہ کیفے۔" وہ ٹالنا چاہ رہا تھا۔

"موسم دیکھو باہر۔ ایسے موسم میں کافی نہ ملے۔ زیادتی ہے یہ۔" وہ خفا خفا سی کہتی بیٹھ گئی۔

روبینہ اور نازیہ اپنی باتوں میں محو تھیں۔

"اچھا ٹھیک ہے ناراض مت ہو تم۔ میں دو کپ لے آؤں گا۔" وہ فون جیب میں ڈالتا ہوا مسکرایا۔

"تھینک یو۔ یہاں کے راستے مجھے ابھی بھی یاد نہیں ہوئے, تمہیں کہنے کی نوبت ہی نہیں آنی تھی۔ ورنہ وہاں تو میں خود ہی چلی جاتی تھی۔" وہ فون پر انگلی چلاتی ہوئی بولی۔

"جی سمجھ سکتا ہوں۔ یہاں تمہارے پاس اپنی گاڑی بھی تو نہیں۔" وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

"ہاں مجھے اپنی گاڑی بھی یاد آرہی ہے۔" وہ کہتی ہوئی نازیہ سے لپٹ گئی۔

"اچھا میں بات کروں گی تمہارے پاپا سے۔ شاید لے دیں گاڑی تمہیں۔" وہ اس کے سر پر بوسہ دیتی ہوئی بولی۔

"اب تو لے کر دینی پڑے گی کیونکہ کل سے میں نے آفس جانا ہے۔" اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

"دادو امل کہاں ہے؟" وہ کافی دیر بعد گویا ہوا۔

"وہ اوپر اپنے کمرے میں ہے۔ جاؤ وہیں چلے جاؤ۔" وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔

"جی اچھا۔" وہ کہہ کر ان کے کمرے سے نکل گیا۔

صائم نے دروازہ ناک کیا اور اندر آ گیا۔

"دادو آپ اوپر کیوں آئیں؟ کوئی کام...." وہ صائم کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

وہ لب کاٹتا قدم اٹھا رہا تھا۔ امل بازو سینے پر باندھے کھڑی تھی۔ شارٹ شرٹ پر سویٹر پہن رکھا تھا۔ دوپٹہ گلے میں تھا۔ صاف چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔

"میں لینے آیا ہوں تمہیں۔" اس کے بولنے پر امل نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی خاموشی صائم چبھ رہی تھی۔

"میں فیصلہ کر چکی ہوں اور تمہیں بتا بھی چکی ہوں۔" وہ کافی دیر بعد بولی اور کہہ کر رخ پھیر لیا۔
صائم کے سامنے اب اس کی پشت تھی۔

"آئم سوری امل۔ میں انجانے میں تمہارے ساتھ زیادتی کر گیا۔" وہ ندامت سے کہتا سر جھکا گیا۔

"صائم اب اس سب کی گنجائش نہیں رہی۔ میرا دل اکتا چکا ہے اس رشتے سے۔" وہ سرد مہری سے بولی۔

"میں جانتا ہوں مگر ایک موقع دے دو۔ مجھے اپنی غلطی سدھارنے کا موقع تو دو۔" وہ کہتا ہوا اس کے بائیں جانب آ کھڑا ہوا۔

"موقع دے کر کیا کروں؟ جب دل میں کوئی چاہ باقی ہی نہیں رہی۔" وہ زخمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہو سکتا ہے وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے۔" وہ پر امید تھا۔ "مگر اب میں نہیں چاہتی ایسا۔" وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

"میں اپنے حصے کی کوششیں کر کے دیکھ چکی ہوں۔" امل نے پھر سے چہرہ موڑ لیا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سب تصوراتی دنیا جیسا ہو جائے گا مگر میں بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک موقع اس رشتے کو دیں ہم۔ حالات جیسے بھی تھے شادی تو ہوئی ہے نہ۔" آواز مدھم سے مدھم ہوتی چلی گئی۔

"خالہ کیسی ہیں؟"

"ویسے تو ٹھیک ہیں مگر کل سے تمہیں یاد کر رہی ہیں۔" وہ سر جھکا کر واپس پلٹ گیا۔

"تم دادو کے پاس بیٹھو میں چینج کر کے آتی ہوں۔" وہ روبینہ کی خاطر پھر سے تیار ہو گئی۔

"تھینک یو۔" وہ اس کی جانب گھوما مگر وہ ابھی بھی پشت کیے کھڑی تھی۔

~~~~~~~~~

وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔ پارلر والی کی مہارت بخوبی دکھائی دے رہی تھی۔ سارے نشان چھپ گئے تھے۔

"مگر جو زخم میری روح پر لگے ہیں وہ؟" وہ خود کو دیکھتی سوال کرنے لگی۔ سکن کلر کا کامدار سوٹ پہنے، ماتھے پر بندیا سجائے، صراحی دار گردن میں چھوٹا سا سیٹ سجا ہوا تھا، لائٹ سا میک اپ کیے، بھورے بال آگے کو ڈالے، وہ دلکش معلوم ہو رہی تھی مگر چہرے پر خوشی کے کوئی آثار موجود نہ تھے۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~

وہ پلکیں جھکاتی اپنے ہاتھ دیکھنے لگی جو مہندی سے مزین تھے، بھوری آنکھیں بھر آئیں۔
ایسا اس کا دل نہیں چاہتا تھا۔ یہ نہ تو اس کی خوشی تھی نہ ہی مرضی۔
مشائم نے نگاہیں اٹھا کر ایک نظر پھر سے خود پر ڈالی۔ وہ حسین لگ رہی تھی اور ساتھ ساتھ قابل رحم بھی۔

~~~~~~~~~~~

"ایک کام ہے تم سے مجھے۔" وہ صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "حکم کرو تم۔ ویسے آج چھٹی کے دن بھی تم دوست کے پاس چلے آئے ہو؟" زایان نے دونوں آبرو اچکائے۔
"امل کو گھر چھوڑ کر آرہا ہوں۔ دراصل عشال جاب کرنا چاہتی ہے اور میں نے اسے کہہ دیا کہ تمہارے آفس میں کرلے۔" وہ بات ختم کر کے مسکرانے لگا۔
"تم جانتے ہو میں آفس کے معاملے میں اصولوں کا کتنا پابند ہوں۔" وہ اسے یاددہانی کرانے لگا۔
"ہاں مجھے یہ بات بعد میں یاد آئی۔" وہ سر کھجانے لگا۔
"خیر صبح تم بھیج دینا عشال کو آفس۔ جاب مل جائے گی اسے۔" وہ سر اوپر اٹھاتا مسکرانے لگا۔
"مجھے معلوم تھا تم انکار نہیں کرو گے۔"
~~~~~~~~~~~

"ویسے میں اس طرح کسی کو ہائیر نہیں کرتا۔ تم سفارش لے کر آئے ہو اس لئے اجازت دے رہا ہوں۔" وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتا ہوا بولا۔

"بہت شکریہ۔ اب وہ بھی مصروف ہو جائے گی۔"

"ویسے اگر میں کہوں کہ عشال کے لئے میں سیریس ہوں تو پھر؟" بظاہر زایان اپنے فون کو دیکھ رہا تھا۔

"کھل کر بات کرو۔" صائم اس کا مفہوم سمجھ چکا تھا۔ "صاف بات یہ کہ مجھے اچھی لگی ہے عشال۔ شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ فون سائیڈ پر رکھتا ہوا بولا۔

"آر یو شیور؟" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ ماضی میں وہ کسی کے ساتھ بھی سیرئس نہیں ہوا تھا۔

"یس آئی ایم۔ شادی کوئی مذاق تھوڑی ہے جو کسی سے بھی کر لو۔ میں سوچ سمجھ کر بات کر رہا ہوں تم سے۔" وہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"اچھا اگر ایسا ہے تو پھر میں پھوپھو سے بات کروں گا۔ دیکھو کیا کہتی وہ۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"میں منتظر ہوں جواب کا۔" وہ مسکرایا۔

"جلد ہی تمہیں خوشخبری سناؤں گا۔ ان شاءاللہ۔" وہ بھی جواباً مسکرایا۔

"ان شاءاللہ۔ "زایان کی آواز اتنی مدھم تھی کہ صائم کی سماعت تک پہنچ نہ سکی۔

مشائم تیار بیٹھی تھی۔ اس نے دائیں بائیں گردن گھمائی مگر آسیہ دکھائی نہ دی۔ اسی موقع کی تاک میں تھی وہ۔

لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

اس نے اپنا فون، کلچ اٹھایا اور لہنگا سنبھالتی کرسی سے اٹھ گئی۔ بیوٹیشن دوسرے کسٹمر کے ساتھ مصروف تھی۔

وہ محتاط انداز میں اردگرد نگاہ دوڑاتی پارلر سے باہر نکل آئی۔ اس نے سلیپر تبدیل نہیں کی تھی اس لئے باآسانی بھاگنے لگی۔

وہ سرپٹ دوڑ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد پیچھے مڑ کر دیکھ لیتی۔ وہ سانس لینے کو رکی۔ فون کو چیک کرنے لگی جس پر اس نے ابھی کیب بک کروائی تھی۔

"تین منٹ۔" وہ اسکرین دیکھتی زیر لب دہرائی۔

"جلدی کرو۔" وہ نگاہیں فون سے اٹھاتی دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ سڑک پر آتے جاتے لوگ دلہن بنی اس لڑکی کو تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ گاڑی کچھ فاصلے پر آرکی۔ وہ گاڑی کی نمبر پلیٹ دیکھتی اس کی جانب لپکی۔

"آپ نے رائڈ بک کروائی ہے ؟" وہ شیشہ نیچے کرتا ہوا بولا۔ "جی۔" وہ کہتی سرعت سے پچھلی نشست پر بیٹھ گئی۔ "کہاں جانا ہے میڈم ؟" وہ گاڑی سٹارٹ کرتا ہوا بولا۔

"مجھے بس سٹاپ پر چھوڑ دیں جو یہاں سے تھوڑا دور ہو۔" وہ فون کو دیکھ رہی تھی۔

"جی ٹھیک ہے۔" گاڑی اپنے سفر پر رواں دواں تھی۔

"ذرا جلدی۔" وہ لب کاٹتی ونڈ اسکرین سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس نے خاموشی سے سپیڈ بڑھا دی۔ مشائم کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔

"فائنلی۔ میں آزاد ہو گئی اس چنگل سے۔" وہ آنکھیں بند کرتی گہرا سانس اپنے اندر اتارنے لگی۔ بیس منٹ بعد گاڑی بس سٹاپ پر کھڑی تھی۔

وہ پیسے دیتی باہر آ گئی۔

وہ ویٹنگ ایریا میں بیٹھی ہاتھ میں پکڑا ٹکٹ دیکھ رہی تھی۔ لاہور کی بس آدھے گھنٹے بعد روانہ ہونی تھی۔

"یا اللہ مجھے جلد از جلد یہاں سے نکال دے۔" چہرے پر ابھی بھی خوف و ہراس پھیلا تھا۔

"گھر میں اب تک ایک ہنگامہ برپا ہو چکا ہو گا۔ اور شاید میری تلاش میں نکل دوڑیں ہوں وہ لوگ۔" وہ دیوار سے سر لگاتی آنکھیں بند کر کے بولی۔

"نہ میں کبھی تم لوگوں کو معاف کروں گی نہ ہی میرا اللہ۔" وہ اذیت ناک لہجے میں بولی۔

~~~~~~~~~

"ابھی تک ناراض ہو مجھ سے ؟" وہ دوسرے دن مخاطب کر رہا تھا اسے۔

"میں کیوں ناراض ہونے لگی تم سے ؟" وہ کمبل تہ لگا رہی تھی۔

"نہیں میرا مطلب کوئی بات ہی نہیں کی تم نے۔" وہ سٹڈ لگا تا آئینے میں اس کا عکس دیکھ رہا تھا۔

"کچھ تھا ہی نہیں بات کرنے کو۔" وہ اب تکیے درست کر رہی تھی۔

"میں چائنہ باڈر جانے کا سوچ رہا تھا۔ زایان اور اسد کے ساتھ۔" وہ کوٹ اٹھاتا ہوا بولا۔

"اچھا۔" وہ بس اتنا ہی بول پائی۔

"کچھ کہوگی نہیں ؟" وہ جیسے کسی اور بات کا منتظر تھا۔

"میرا کچھ کہنے کا کیا مطلب ؟ تمہاری مرضی ہے جہاں چاہے جاؤ۔" وہ بولتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" صائم کوٹ ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔ "ناشتہ دیکھوں جا کر بنا ہے یا نہیں۔ خالہ کو دوائی بھی دینی ہے اور پھوپھو کو کافی۔" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی مبادہ کسی بات کی منتظر ہو۔ صائم نے جواب میں کچھ نہ کہا تو وہ مزید رکے بغیر وہاں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ لب بھینچ کر کوٹ پہننے لگا۔
~~~~~~~~~

~~~~~~~~~

"مجھے اسپیشل ٹریٹمنٹ ملنا چاہئیے آفس میں۔" وہ نروٹھے پن سے کہتی اس کے سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"اور وہ کیوں؟" زایان منہ پر انگلیاں رکھے خود کو ہنسنے سے باز رکھ رہا تھا۔

"کیونکہ میں آپ کی منگیتر ہوں۔" وہ آگے کو ہوتی رازداری سے بولی۔

"مگر یہاں تو میری ایمپلوئی ہو۔" اس نے بھی ایک راز بتایا۔ "اب آپ کی منگیتر ہونے کا کچھ تو فائدہ ہو مجھے۔ جیسے آپ کو سب سر سر کرتے ہیں مجھے بھی پروٹوکول دیں ایسا ہی۔" وہ آگے گرے بال ایک ادا سے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔ زایان اس کی بات پر مزید خود کو ہنسنے سے روک نہ سکا۔ "آپ ہنس رہے ہیں؟" وہ منہ کھولے اسے دیکھے گئی۔

وہ ہنستے ہوئے زیادہ خوبصورت لگتا تھا یہ بات سے ابھی معلوم ہوئی۔

"تو اور کیا کروں؟" وہ منہ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"ویری بیڈ۔" وہ خفگی سے بولی۔

"آفس میں تم میری ایمپلوئی ہو۔ اور رولز سب کے لئے برابر ہیں میڈم۔" وہ چئیر سے ٹیک لگاتا پیچھے ہو گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" اسے زایان کی بات پسند نہ آئی۔
~~~~~~~~~

"ویسے بھی ابھی تک رنگ ایکسچینج تو ہوئی نہیں۔" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔

"جب ماما پاپا راضی ہیں تو رنگ بھی ایکسچینج ہو جائے گی اسی ہفتے۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔

"اچھا دیکھ لیں گے۔ خیر ابھی جاؤ تم اپنی جگہ پر۔" اس نے اپنا لہجہ ذرا سخت بنایا۔ عشال نے زایان کے سامنے پڑا کپ اٹھایا اور منہ سے لگا لیا۔

"یہ میری چائے تھی۔" وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہوتا ہوا بولا، انداز جتانے والا تھا۔

"سزا دیں گے کہ میں نے آپ کی چائے پی لی؟" وہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو اس کے سر پر آن کھڑا ہوا تھا۔

"اگر رولز توڑے تو پھر سزا بھی ملے گی۔ اس لئے جاؤ اب۔" وہ قدرے زور سے بولا۔

"اچھا اچھا۔" وہ دونوں ہاتھ کھڑے کرتی ہوئی بولی۔ وہ بظاہر غصہ کر رہا تھا مگر اصل میں اسے ہنسی آ رہی تھی عشال کی باتوں اور حرکتوں پر۔

"جب دوبارہ چائے پیو گے تو مجھے لئے بھی ویسی ہی چائے بھجوانا۔" وہ دروازہ کھولے کھڑا تھی۔

"دروازہ کھلا ہے خاموشی سے جاؤ اب۔" وہ اس کی بات نظر انداز کرتا آہستگی سے بولا۔

عشال ناک چڑھاتی چلی گئی۔

"بلکل پاگل ہے یہ۔" وہ مسکراتا ہوا خالی کپ کو دیکھنے لگا۔

~~~~~~~~~~

"آج جلدی آ گئے آفس سے؟" نازیہ فون ہاتھ میں پکڑے لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

"جی پھوپھو کچھ کام تھا اس لئے۔" وہ مسکرا کر کہتا آگے بڑھ گیا۔ روبینہ کے کمرے کا دروازہ ناک کر کے وہ اندر آ گیا۔ "آج روم سے نہیں نکلی آپ؟" وہ کرسی کھینچ کر بیڈ سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"باہر ہی بیٹھے تھے۔ کپڑے چینج کرنے تھے تو اس لئے۔"

امل ان کے بال بنا رہی تھی۔ لب خاموش تھے، چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔

"ہم چائنہ باڈر جانے کا سوچ رہے ہیں۔" صائم نے بولنا شروع کیا۔

"سال ہونے کو ہے کہیں باہر نہیں گئے ہم۔" وہ فون پر انگلی چلا رہا تھا۔

"یہ دیکھیں۔ بہت زبردست جگہ ہے۔ بہت کمال کی۔" وہ تصویریں آگے کرتا جا رہا تھا۔

"امل کے ساتھ؟" روبینہ خوشگوار حیرت میں مبتلا تھی۔ "نہیں۔" پل بھر کو امل اور صائم کی نگاہیں ملیں مگر امل نے فوراً چہرہ جھکا لیا۔

"اسد اور زایان کے ساتھ۔" وہ دھیرے سے بولا۔
~~~~~~~~~~

"بیٹا شادی ہوئی ہے تمہاری۔ امل کے ساتھ جاؤ جہاں جانا ہے۔ دوستوں کے ساتھ گھومتے ہی رہے ہو اب تک۔" وہ خفگی سے بولیں۔

"امل کو بھی لے جاؤں گا۔ لیکن ابھی ہم تینوں کا پلان ہے۔" اس نے کہتے ہوئے نگاہیں چرالیں۔

"میری طرف سے اجازت نہیں تمہیں۔ بیوی کو لے جانے کی بجائے تم دوستوں کو ترجیح دے رہے ہو۔ حیرت ہے مجھے۔ شادی کے بعد تو لوگ بھاگ کر جاتے ہیں اور ایک تم ہو۔ تمہارا دل نہیں کرتا امل کے ساتھ جانے کو؟" وہ اسے آڑے ہاتھوں لیتی ہوئی بولیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ نادم سا ہو گیا۔

"بس پھر جا کر بتا دو اپنے دوستوں کو۔ تم نہیں جا رہے۔ اگر جانا ہے تو امل کو لے جاؤ ورنہ نہیں۔" وہ سخت لہجے میں کہتی کھڑی ہو گئیں۔

صائم نے چہرہ جھکا لیا۔ روبینہ امل کو اشارہ کرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ امل نے ایک نگاہ اس پر ڈالی، اور سلیپر پہنتی وہ بھی چلی گئی۔

وہ آہ بھرتا دیوار کو گھورنے لگا۔ اسے غصہ آ رہا تھا مگر ضبط کر گیا۔

"میں باہر جا رہا ہوں تمہیں کچھ چاہئیے تو نہیں؟" وہ باہر آتا امل سے مخاطب تھا۔

"نہیں۔" وہ اسے دیکھنے بنا بولی۔

"اگر کچھ خریدنا ہے۔ میرا مطلب سردی بڑھ رہی ہے کوئی جیکٹ وغیرہ۔ تو آ جاؤ میرے ساتھ۔" وہ اس کا منتظر تھا۔ "نہیں میرے پاس ہے۔ تھینک یو۔" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔ وہ سر ہلانے لگا۔

"ٹھیک ہے پھر میں چلتا ہوں۔" وہ روبینہ کی جانب دیکھ کر کہتا چلنے لگا۔

~~~~~~~~~~

وہ واپس جانے کے لیے اپنے کیبن سے نکل آیا۔ جاتے جاتے سوچا ایک نظر عشال پر بھی ڈال لی جائے۔ زایان جونہی اس کی مخصوص جگہ پر پہنچا تو آنکھیں تحیر سے پھیل گئیں۔ وہ ڈیسک پر سر رکھے سو رہی تھی۔

"سیریسلی؟" وہ جتنا حیران ہوتا اتنا کم تھا۔ "آہم آہم۔" وہ آس پاس دیکھتا اسے جگانے لگا۔ مگر عشال اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔ اس نے دو تین بار ہاتھ زور سے ڈیسک پر مارا۔ عشال کی پیشانی پر لکریں ابھریں۔

"عشال۔" وہ نیچے جھکتا مدھم مگر سخت لہجے میں بولا۔ "ہمم۔" وہ سر اٹھاتی ہوئی بولی۔

"آئم سوری۔" وہ آنکھیں مسل رہی تھی۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟" وہ سخت خائف دکھائی دے رہا تھا۔
~~~~~~~~~~

"وہ دراصل کل ساری رات میں مووی دیکھتی رہی۔ اس لئے آنکھ لگ گئی۔" وہ جمائی روکتی چہرے سے بال ہٹانے لگی۔ "آنکھ نہیں لگی تھی۔ باقاعدہ سو رہی تھی تم۔" وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

"سوری کہہ تو رہی ہوں۔" وہ پونی اتارتی ہوئی بولی۔ "ایسی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں مجھے پسند نہیں عشال۔" وہ حتی الوسع لہجے کو نرم رکھتا ہوا بولا۔

"جان بوجھ کر نہیں کیا میں نے۔" وہ بال ٹیل پونی کی شکل میں مقید کر رہی تھی۔ ہونٹ باہر نکالے زایان کو اس لمحے کو کسی معصوم بچے کی مانند معلوم ہو رہی تھی۔ "آئی ڈونٹ نو تمہارا کیا بنے گا۔" وہ لب دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ دبا رہا تھا۔ گردن بائیں جانب موڑ رکھی تھی۔

"دیکھ لینا جو بنے گا۔" وہ مزے سے کہتی کھڑی ہو گئی۔ "کہاں؟" وہ جیسے اس کا ارادہ بھانپ گیا تھا۔

"میری گاڑی فلحال نہیں آئی تو مجھے گھر ڈراپ کر دیں سر۔" وہ چہرے پر معصومیت طاری کئے آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ کچھ کھانے کا بھی ارادہ ہے۔" اس نے دوالٹے قدم اٹھائے۔

"مجھے یہاں کا پاستہ بہت پسند آیا ہے۔" وہ فون پر اسے کیفے کا لوگو دکھا رہی تھی۔

"ہمم مطلب ساتھ چھوٹی سی ڈرائیو بھی ہو جائے گی۔ اپنا سامان اٹھاؤ اور میری گاڑی میں آ کر بیٹھ جانا۔" کہہ کر وہ رکا نہیں اور تیزی سے چلا گیا۔

عشال ہکا بکا سی رہ گئی۔ "بہت ہی عجیب انسان ہے۔ صبح اتنا سوئیٹ اور اب ایسے غصے سے بات کی۔" وہ اپنے ہینڈ بیگ میں فون رکھنے لگی۔

"شاید وقت کے ساتھ ساتھ نارمل ہو جائے۔" وہ بیگ کاندھے پر ڈالتی چلنے لگی۔

~~~~~~~~~

"پھوپھو۔" وہ پکارتی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔

"مشائم تم۔" وہ اسے اس حلیے میں دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔

"بچے تم ٹھیک ہو؟ اور اتنا تیار کیوں ہوئی ہو؟" وہ ششدر سی بولیں۔ مشائم سے الگ ہوتی وہ اسے سر تا پیر دیکھ رہی تھیں۔

"سب بتاؤں گی آپ کو۔ میرے ساتھ کیا کیا ہوا ہے۔" وہ کہتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"پانی پیٔو۔ اکیلی آئی ہو؟" وہ گلاس اس کی طرف بڑھا رہی تھیں۔

"جی اکیلی آئی ہوں بھاگ کر۔" وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس پی گئی۔

"بھاگ کر؟ کیا مطلب؟ اور تم کسی تقریب سے آ رہی ہو کیا؟" وہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔
~~~~~~~~~

"پھوپھو شمع میرا نکاح کروا رہی تھیں اویس سے زبردستی۔" وہ دونوں ہاتھوں سے تھامے گلاس کو دیکھ رہی تھی۔

"ایسا کیوں؟" وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگیں۔ مشائم نے گلاس میں پانی ڈالا اور دھیرے دھیرے ساری روداد بیان کر دی۔

"اوہو۔ یہ تو بہت غلط کیا شمع نے۔" وہ نفی میں سر ہلاتی تاسف سے بولیں۔

"مجھے ہر گز ایسی امید نہیں تھی اس سے۔"

"وہ اس حد تک گر جائیں گیں مجھے بھی امید نہیں تھی۔" مشائم نے اضافہ کیا۔

"اچھا جاؤ تم فریش ہو جاؤ۔ مہک کے کپڑے پہن لو۔ چینج کرو یہ۔ کیسے کملا کر رہ گئی ہو تم۔" وہ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتی متفکر سی بولیں۔

وہ سر ہلاتی کھڑی ہو گئی۔ "لوگوں کے خون ہی سفید ہو گئے ہیں۔" وہ خود کلامی کر رہی تھیں۔

"اگر آپ کی پھوپھو سے بات ہو یا ان کا فون آئے تو انہیں بلکہ نہیں بتانا کہ میں یہاں ہوں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ یہاں پہنچ جائیں مجھے لینے۔" وہ جاتی جاتی پلٹ کر بولی۔

"تم بلکل پریشان مت ہو۔ بلکل محفوظ ہو یہاں تم۔ میں دیکھتی ہوں وہ کیسے تمہیں ہاتھ لگاتی ہے۔" وہ غصے سے گویا ہوئیں۔

اس کے دل کو کچھ ڈھارس ملی۔

"تم جاکر آرام کرو اب۔ یہ سب مجھ پر چھوڑ دو۔ تمہاری مرضی کے بغیر کوئی تمہیں یہاں سے لے جا نہیں سکتا۔" وہ قریب آتی اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

"تھینک یو پھوپھو۔" اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"جاؤ بچے منہ ہاتھ دھو لو۔" وہ سر ہلاتی چلنے لگی۔

زندگی کے اس تپتے صحرا میں سایہ میسر آیا تھا۔ اس بے درد دنیا میں وہ اتنی بھی تنہا نہیں تھی۔ شاید رب نے اس کے لیے ایک سہارا چھوڑ رکھا تھا۔

وہ نہا دھو کر آئینے کے سامنے آگئی۔ میک اپ کے اترنے سے چہرے پر پڑے نشان پھر سے واضح ہو گئے۔ اور انہیں دیکھتے ہی وہ تکلیفیں بھی سر اٹھانے لگی۔

"اس سب سے گزر کر بھی مجھے یقین نہیں آرہا کہ یہ سب میرے ساتھ ہو چکا ہے۔" ہونٹ جو سوجھن کا شکار تھا مشائم اسے چھوتی ہوئی بولی۔

"اس قدر گھٹیا لوگوں سے دنیا بھری ہے مجھے اب اندازہ ہو رہا ہے۔" وہ افسوس سے کہتی بیڈ پر جا لیٹی۔ تھکاوٹ سے اس کا جسم چور تھا۔ اب وہ اطمینان سے سو سکتی تھی۔ مشائم نے آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ نیند اسے اپنی وادی میں لے اتری۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"کیا پلان ہے پھر؟" وہ ٹرے سے تکہ بوٹی اٹھاتا ہوا بولا۔ "میری طرف سے انکار ہے۔" صائم کی جانب سے جواب آیا۔

"وجہ؟" زایان بولتا ہوا سیدھا ہو گیا۔

"ماما کا کہنا ہے کہ اگر جانا ہے تو امل کے ساتھ جاؤ سو۔" اس نے شانے اچکاتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"اور تم؟"

زایان نے اسد کو جھنجھوڑا جو ٹائپنگ کرنے میں مصروف تھا۔

"میرا بھی ویسے مشکل ہے۔ مناہل ناراض ہو رہی ہے۔" وہ کہہ کر دانتوں کی نمائش کرنے لگا۔ زایان کا منہ بن گیا۔

"چلو تمہارا سمجھ میں آتا ہے مجھے۔" اس کا اشارہ صائم کی جانب تھا۔

"مگر تم اسد۔" زایان نے کشن اٹھا کر اسے مارا۔ "جورو کے غلام نکلے۔" وہ ناراض ہو گیا تھا۔

"سوری یار۔" صائم مدھم آواز میں بولا۔ "کوئی بات نہیں۔" وہ سیگرٹ کی تلاش میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب تم دیکھنا سیگرٹ کی خیر نہیں۔" اسد نے سرگوشی کی۔ "ہاں میں سن چکا ہوں۔ جتنی مرضی آہستہ بول لو تم۔" زایان نے سائیڈ ٹیبل سے سیگرٹ نکال کر اسے گھورا۔

"کیا کریں تمہارے کان ہی بہت تیز ہیں۔" وہ مظلومیت سے بولا۔

"عموماً بیویوں کے کان تیز ہوتے ہیں۔" صائم بھی اسے تنگ کرنے لگا۔

"تو کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ سیگرٹ جلانے میں مصروف تھا۔

"یار زایان ویسے چیک اپ کروانا چاہئیے تمہارا۔ بیچاری عشال کے ساتھ غلط نہ ہو جائے۔" اسد نے ہانک لگائی۔

"اس کو نہ دور کردے۔ زہر لگ رہے مجھے آج تم دونوں۔" وہ کش لیتا جل کر بولا۔

"ہاں جب منگنیاں ہوجائیں تو پھر دوست زہر ہی لگتے ہیں۔" وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

زایان کے ساتھ ساتھ صائم بھی

ہنسنے لگا۔

"اٹھ گئی؟" وہ تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھول رہی تھی جب لبنا کا مسکراتا ہوا چہرہ دکھائی دیا۔

"جی پھوپھو۔" وہ کہتی ہوئی بیٹھنے لگی۔

"اتنی دیر کیسے سوئی رہی میں سمجھ سکتی ہوں۔" وہ گھڑی کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولیں جہاں رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

"کافی دیر سوتی رہی میں۔ "اسے اب احساس ہو رہا تھا۔ "کوئی مسئلہ نہیں بیٹا۔ یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔ "وہ شفقت بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"تھینک یو۔ "وہ ان کی مشکور تھیں۔

"اٹھو کھانا تیار ہے۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ "وہ کھڑی ہو گئیں۔

"آپ نے خواہ مخواہ خود کو تکلیف کیوں دی انتظار کر کے؟ "وہ حیرت میں ڈوب گئی۔

"دراصل مہک بھی گھر پر نہیں ہے۔ تو مجھے تمہارے بغیر کھانا اچھا نہیں لگا۔ اور مجھے اکیلے کھانے کی عادت بھی نہیں۔ "وہ مسکرائیں تو مشائم بھی مسکرانے لگی۔

"میں بس منہ دھو کر آتی ہوں۔ "وہ بیڈ سے اتر گئی۔

"ٹھیک ہے بچے۔ "وہ نرم لہجے میں کہتی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

~~~~~~~~~~~

"تم مجھے دیکھ کر کمرے سے بھاگ کیوں جاتی ہو؟ "وہ جو جانے کو تیار تھی یوں اچانک اس کے سامنے آنے پر رک گئی۔ "ایسے ہی۔ "امل چہرہ موڑ کر دیوار کو دیکھ رہی تھی۔

"یار اب تو میں کوشش کر رہا ہوں۔ میں نے اپنا ٹرپ بھی کینسل کر دیا تمہارے لئے۔ " وہ جھنجھلا کر بولا۔

"میرے لئے نہیں۔ مجبوری میں اور خالہ کے کہنے پر۔ "وہ تصحیح کرنے لگی۔
~~~~~~~~~~~

"مگر میں کوشش تو کر رہا ہوں نہ۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا۔

"مجھے نہیں چاہئیے تمہاری کوشش صائم۔ کیونکہ میں واپس تمہارے لئے نہیں خالہ کے لئے آئی ہوں۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتی اسے باور کرانے لگی۔

"ہمارے رشتے میں نہ کل کچھ تھا نہ آج۔ نہ ہی کل ہوگا۔" وہ سفاکی سے کہتی سائیڈ پر ہوئی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ صائم چند لمحے اسی پوزیشن میں کھڑا رہا۔

"سمجھ نہیں آتا ایسا کیا کروں...." وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"دل میں تو میرے بھی تمہارے لئے کوئی جذبہ نہیں۔ اور کوشش کے باوجود میں تمہارے لئے کچھ محسوس نہیں کر پا رہا۔" وہ گھڑی اتار رہا تھا۔ اس بات سے انجان کہ امل دروازے کے پار کھڑی اسے سن رہی ہے۔

"میرے دل کا حال بھی تم سے موافق ہی ہے۔ اس لئے کوشش سے بھی کچھ نہیں ہونے والا۔" وہ امید بھی ختم ہو چکی تھی اب۔

"تم صائم کے ساتھ کہیں باہر چلی جاؤ۔ آج تو وہ جم بھی نہیں گیا۔" وہ الماری میں سر دئیے کھڑی تھی جب روبینہ کی آواز سنائی دی۔

"خالہ ضرورت نہیں اس کی۔" وہ بے دلی سے گویا ہوئی۔ "ضرورت کیوں نہیں؟ لڑکیوں کو تو اتنا شوق ہوتا۔ اور تمہیں بھی تو تھا۔ ایسی روکھی سی کب سے ہو گئی تم؟" انہیں یہ بات نجانے کب سے کھٹک رہی تھی۔

"پتہ نہیں خالہ۔" امل ان کی الماری سیٹ کر رہی تھی۔

"سارا دن کوئی نہ کوئی کام نکال کر لگی رہتی ہو۔ یہ کوئی بات ہوئی بھلا۔" وہ اس کے ہاتھ سے کپڑے لیتی ہوئی بولیں۔ "مجھے ہی کرنے ہیں کام اور کون کرے گا؟" وہ مسکراتی ہوئی استفسار کرنے لگی۔

"میں خود کو لوں گی۔ اس میں کوئی مشقت نہیں۔" وہ خفا تھیں۔

"مگر میں پھر بھی آپ کو نہیں کرنے دوں گی۔" وہ بضد ہوئی۔

"امل تم کیوں ایسی ہو گئی ہو؟ مجھے یاد ہے تم نے تو کبھی کوئی کام نہیں کیا تھا۔ صائم کے ساتھ خوش نہیں ہو تم؟" وہ جیسے اس کا چہرہ پڑھنے کی سعی کر رہی تھیں۔ "ایسا کچھ نہیں ہے۔ اور دادو کہتی ہیں سسرال جا کر لڑکیاں خود ہی کام کرنے لگ جاتی ہیں۔ بلکل ایسے ہی جیسے میں کر رہی ہوں۔" وہ پھیکا سا مسکرائی۔

"چلو تیار ہو جاؤ۔ شاباش۔ آئسکریم کھانے جاؤ صائم کے ساتھ۔" وہ الماری بند کرتی تحکم سے بولیں۔

"اس موسم میں آئسکریم کھائی تو بیمار ہو جاؤں گی۔" اس نے ٹالنا چاہا۔

"نہیں ہوتی بیمار۔ بس تم جا رہی ہو امل۔" وہ حتمی انداز میں کہتی اس کا ہاتھ پکڑے چلنے لگیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوتی ہوں۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی مان گئی۔ اسے روبینہ کا یہ شک بھی دور کرنا تھا۔

"کہیں جا رہی ہو؟" صائم ہینڈ فری اتارتا ہوا بولا۔

"خالہ کا کہنا ہے کہ میں تمہارے ساتھ آئسکریم کھانے جاؤں۔" وہ ہونٹوں پر پنک کلر کی لپ اسٹک لگاتی ہوئی بولی۔

"اچھا۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"مگر میرا موڈ نہیں۔" امل کی بات پر وہ رک گیا۔

"تم گاڑی نکالو میں آتی ہوں۔" وہ پرسوچ انداز میں بولی۔ صائم چابیاں اٹھاتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

امل فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہی تھی کہ عقبی نشست پر عشال آ بیٹھی۔

"تمہیں بھی کھانی ہے آئسکریم؟" وہ حیرت زدہ سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"اس موسم میں آئسکریم کھانے کا اپنا ہی لیول ہے۔" عشال سردی کے باعث دونوں ہاتھ مسلتی ہوئی بولی۔ ناک اور رخسار سردی کے باعث سرخ ہو رہے تھے۔ ہونٹوں پر لائٹ ریڈ سی لپ اسٹک لگائے وہ پیاری لگ رہی تھی۔ بالوں پر ہمیشہ کی مانند ہئیر بینڈ لگا رکھا تھا۔

"اچھا۔" وہ ایک نظر خاموش بیٹھی امل پر ڈالتا گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ امل سارا راستہ خاموش رہی۔

عشال مسلسل بول رہی تھی جبکہ اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔

"یہ تمہاری فیورٹ آئسکریم۔" وہ امل کے سامنے کپ رکھتا ہوا بولا۔

"تھینک یو۔" وہ کپ آگے کرتی ہوئی بولی۔

"میرا فیورٹ چاکلیٹ۔" عشال نے کہتے ہوئے خود ہی صائم کے ہاتھ سے اپنا کپ لے لیا۔

"ارے آرام سے۔ میری آئسکریم گرا دیتی ابھی۔" وہ مصنوعی خفگی سے کہتا اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔

"تو کیا ہوا؟ جا کر اور لے آتے..." وہ شانے اچکاتی کھانے لگی۔ وہ مسکراتا ہوا نفی میں سر ہلانے لگا۔

"کھا کیوں نہیں رہی؟" امل سر جھکائے کپ میں چمچ چلا رہی تھی۔

"کھاتی ہوں۔" وہ سر اٹھا کر بولی۔ اس نے لمحہ بھر کو اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا جہاں دکھ اور بے بسی کے سائے تھے۔ اسے اپنا آپ مجرم معلوم ہو رہا تھا۔ صائم نے چہرہ جھکا لیا۔ اس سے زیادہ وہ امل کی آنکھوں میں جھانک نہیں سکتا تھا۔

اس نے ایک چمچ منہ میں ڈالا اور پھر سے چمچ ہلانے لگی۔ شاید اس کا موڈ نہیں تھا۔

سچ کہتے ہیں اگر دل کی دنیا ویران ہو تو من پسند موسم، من پسند چیزیں بھی دل کو نہیں بھاتی، نہ ہی ان میں وہ کشش رہتی ہے۔ امل بھی اسی حالت بھی گزر رہی تھی جب دل ہی اداس تھا تو کیسے کچھ بھی اچھا لگتا۔

~~~~~~~~~~~~

مشائم بنا چاپ پیدا کیئے چل رہی تھی۔ اس کی عادت ہی ایسی تھی۔ لبنا کے کمرے کے پاس پہنچتے ہی اسے لبنا کی آواز سنائی دی جس پر اس نے اپنے قدم روک لیئے۔

"آخر فون آ ہی گیا تمہارا۔"

"مشائم تمہارے پاس ہے؟" شمع نے اندھیرے میں تیر چلایا۔ "میں منتظر تھی تمہاری۔ بڑی دیر کر دی تم نے فون کرنے میں۔" لبنا کی آواز اب کہ کچھ مدھم تھی۔
~~~~~~~~~~~~

وہ تھوڑا آگے ہوئی تو دیوار پر لگی پینٹنگ اپنی جگہ سے سرک گئی۔ وہ محتاط انداز میں اسے واپس لگانے لگی۔ اس کے بعد وہ وہیں رک کر باتیں سننے لگی۔

"تمہیں ذرا حیا نہ آئی شمع اپنے بھائی کی اولاد کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کرتے ہوئے؟ وہ ہمارا خون ہے ہمارے بھائی کی نشانی۔ بجائے کہ تم اسے پیار سے رکھتی تم نے اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے کہ وہ بچی بے سروسامانی یہاں آنے پر مجبور ہو گئی۔" وہ شدید غصے میں بول رہی تھیں۔

"تمہاری کوئی بھی بات اس سلوک کو جسٹیفائی نہیں کر سکتی۔ مجھے تو علم نہیں تھا کہ تمہارا ارادہ یہ ہے۔ اس سازش کے تحت تم مشائم کے پاس رہ رہی تھی ورنہ میں کبھی اسے تمہارے حوالے نہ کرتی۔ شمع کیا منہ دکھاؤ گی اپنے مرے ہوئے بھائی بھابھی کو؟" انہوں نے کچھ شرم دلانا چاہی۔

"مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔ اور ہاں اگر ہمت ہے تو اسے یہاں سے لے جا کر دکھاؤ۔ دیکھنا پھر میں کیا کرتی ہوں۔" وہ دھمکاتی ہوئی فون بند کر گئیں۔

مشائم کے چہرے پر سکوت طاری ہو گیا۔ لب مسکرانے لگے۔ وہ جو خوف تھا اب وہ بھی دور ہو گیا۔

وہ الٹے پیر واپس چلی گئی۔ جانا تو اسے آگے اپنے کمرے میں تھا مگر یوں سامنے سے گزرنا اسے مناسب نہ لگا سولان میں آ بیٹھی۔

"نجانے زندگی نے میرے لئے کیا سوچ رکھا ہے۔ کیا معلوم کہاں لے جائے گی؟" وہ آسمان کو دیکھتی ہوئی بولی جہاں کی سیاہی اسے گھور رہی تھی۔ وہ خود میں سمٹ گئی کہ سویٹر پہننے کے بعد بھی اسے سردی محسوس ہو رہی تھی۔

~~~~~~~~~~~~

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" زایان اپنے کیبن کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا۔

"کیوں میرا آنا ممنوع ہے؟" وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔ "بلکل ممنوع ہے۔ بنا میری اجازت کے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔" وہ کوٹ اتارتا اپنے کرسی کی جانب بڑھ گیا۔ "چائے کیوں نہیں بھجوائی آپ نے؟" وہ پیشانی پر بل ڈالے اسے دیکھ رہی تھی۔

"دھیان نہیں رہا مجھے۔" وہ کرسی پر بیٹھا اب لیپ ٹاپ کھول رہا تھا۔

"دھیان کہاں ہوتا آپ کا؟" وہ عقب میں لگے گلاس وال کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"کام میں۔ اور تم بھی اِدھر اُدھر دیکھنے کی بجائے کام پر دھیان دو۔" زایان نے کرسی اس کی طرف گھمائی۔ وہ ابھی بھی شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔
~~~~~~~~~~~~

"ورنہ کیا ہوگا؟" وہ لب دانتوں تلے دبائے گھومی۔

"ورنہ وہی ہوگا جو باقی سب کے ساتھ ہوتا۔" وہ اپنے کام میں فئیر تھا۔

"میں باقی سب کی لسٹ میں نہیں آتی۔" عشال منہ بناتی ہوئی بولی۔

"پاپا کب آئیں گے آپ کے؟" وہ کھڑا ہوتا ہوا موضوع تبدیل کر گیا۔

"پاپا شاید اگلے ہفتے آجائیں۔" وہ دماغ پر زور ڈال رہی تھی۔

"میں سوچ رہا تھا منگنی کی انگوٹھی تمہاری پسند کی لوں۔ کیا خیال ہے؟" وہ دونوں ہاتھ جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ "خیال تو بہت اچھا ہے۔ اگر اس پر عمل بھی کیا جائے تو۔" وہ اس کی ٹائی سیدھی کرتی ہوئی بولی۔ زایان کے لب دھیرے سے مسکرائے۔

"بس پھر جا کر کام ختم کروا اپنا۔ تاکہ ہم شام میں جا سکیں۔" وہ اس کے سر پر چپت لگاتا ہوا بولا۔ وہ اسے گھورتی ہوئی چلنے لگی۔

"اور ہاں اگر آج سوئی تو پلان کینسل سمجھنا۔" وہ واپس کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"آپ کتنے وہ ہیں...." وہ خفگی سے کہتی بات ادھوری چھوڑ گئی۔

"ابھی تو بہت لائٹ ہوں میں تمہارے ساتھ۔ چلو جاؤ اب اور دوبارہ ایسے میرے کیبن میں مت آنا۔" سخت لہجے میں تنبیہ کی گئی۔ وہ چند لمحے بت بنی اسی دیکھتی رہی پھر خاموشی سے چلی گئی۔

"کچھ عجیب ہے زایان۔" وہ خود کلامی کرتی چلنے لگی۔ "کبھی کبھی لگتا کہ غصہ کر رہا ہے۔" اسے سخت لہجوں کی عادت نہیں تھی۔

"خیر... دیکھا جائے گا۔" وہ جھرجھری لیتی اپنی جگہ پر آ بیٹھی۔

~~~~~~~~~~~

وہ آفس سے آ کر سیدھا کمرے میں چلا گیا۔ اتفاقاً امل بھی کمرے میں موجود تھی۔

"آج اتنی لیٹ؟" وہ گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"دو میٹنگس تھیں آج۔ بس اسی میں دیر ہو گئی۔ کھانا لے آؤ گی بہت بھوک لگی ہے۔" وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر رہا تھا۔

"لے آتی ہوں۔" وہ سر ہلاتی چلی گئی۔ امل واپس آئی تو وہ کپڑے چینج کر چکا تھا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھ دی۔

"تھینک یو۔" وہ کہتا ہوا صوفے پر آ بیٹھا۔

"میں خالہ کو دوائی دے کر آتی ہوں۔" وہ اس کا جواب کا انتظار کئے بغیر وہاں سے نکل گئی۔ وہ شانے اچکاتا کھانے لگا۔

امل واپس آئی اور برتن اٹھا کر لے گئی۔

"اِدھر آؤ۔" اب کہ وہ واپس آئی تو صائم نے اسے بھاگنے کا موقع فراہم نہ کیا۔
~~~~~~~~~~~

وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ امل خاموشی سی اس کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھو۔" اس نے امل کے لئے جگہ خالی چھوڑ رکھی تھی۔ وہ کنارے پر ٹک گئی۔

"کیا کام ہے؟" وہ تذبذب کا شکار تھی۔

"یہ دیکھو اور مجھے بتاؤ کون سی جگہ پسند ہے؟" وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین اس کی طرف کرتا خوشگوار لہجے میں بولا۔

"کیا کرنا ہے تم نے؟" وہ تصویریں آگے کرتی جا رہی تھی۔ "برف باری ہو رہی ہے ان سب جگہ پر۔ تم پسند کرو کہاں جائیں ہم۔" وہ پرجوش انداز میں کہتا خود تصویریں بدلنے لگا۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔" وہ سپاٹ انداز میں بولی۔

"میں نے اجازت نہیں لی تم سے۔" اس کی خوشی پر اوس پڑ گئی۔

"اور میری اجازت کے بغیر نہیں لے سکتے مجھے تم۔" وہ کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"امل ضد نہیں کرو۔" وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

"مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا صائم۔ اور خالہ کو کوئی بہانہ کر کے منع کر دو۔" وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ روبینہ نے اسے کہا ہوگا۔

"ایک منٹ۔ تمہیں لگ رہا ہے ماما نے مجھے کہا ہے؟ انہیں تو علم بھی نہیں اس بات کا۔" اسے افسوس ہو رہا تھا امل پر۔ "پھر زیادہ اچھا ہے۔ کوئی بہانہ نہیں کرنا پڑے گا تمہیں۔" وہ الماری سے کمبل نکال رہی تھی۔

"میں نے تم سے ایک موقع مانگا تھا ہمارے رشتے کو دینے کو۔" اس کا انداز جتانے والا تھا۔

"مجھے نہیں دینا موقع۔ معلوم ہو گیا ہے؟ خوش؟" وہ غصہ ہو رہی تھی۔

"میں تم سے اتنے پیار سے بات کر رہا ہوں اور تم ہو کے...." اسے بھی اب غصہ آنے لگا۔

"تو مت کرو ایسے بات۔ جیسے پہلے کرتے تھے ویسے ہی کرو۔ کم از کم تب تم اداکاری کا لبادہ تو اوڑھے ہوئے نہیں تھے۔" وہ تاسف سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم اتنی بدظن ہو چکی ہو مجھ سے؟" وہ متحیر سا رہ گیا۔

"اس سے بھی زیادہ۔ یہ رشتہ سوائے مجبوری اور سمجھوتے کے کچھ نہیں۔" وہ سخت لہجے میں کہتی صوفے پر لیٹ گئی۔ صائم لب بھینچ کر لیپ ٹاپ کی دیکھنے لگا۔

"ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔" اس نے برہمی سے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ کی اسکرین بند کر دی۔

"اب تمہیں میں گھر میں نظر آؤں تو کہنا۔" وہ تیوری چڑھا کر کہتا لائٹ بند کرنے لگا۔

~~~~~~~~~~~

"کہاں جانا ہے پھوپھو؟" وہ لبنا کے یوں اچانک کہنے پر متجسس ہوئی۔ ایک لمحہ لگا تھا ذہن میں ہزاروں خدشات کو جنم لینے میں۔

"مہک کے کپڑے تم پر سوٹ نہیں کر رہے۔ میں سوچ رہی تھی تم اپنے لیے کچھ کپڑے خرید لو۔ اور بھی ضرورت کی جو اشیاء ہوں۔" وہ بیگ ٹٹول رہی تھیں۔

"اچھا۔" وہ پر سکون سی ہو گئی۔

"چلو پھر چلیں۔" وہ بیگ اٹھاتی ہوئی بولیں۔

"جی میں اپنا فون لے آؤں۔" وہ کہہ کر راہداری میں مڑ گئی۔

"آج تمہارے انکل بھی آ جائیں گے۔" وہ مال میں داخل ہو رہی تھیں۔

"اور مہک؟" وہ آگے بڑھ گئی۔

"مہک کا ٹرپ ایک ہفتے کا ہے۔ ابھی تین دن باقی ہیں۔ آؤ یہاں دیکھتے ہیں۔" وہ دکان کی جانب اشارہ کرتی اندر داخل ہو گئی۔ مشائم پہلے ٹیگ دیکھ رہی تھی اور پھر کپڑے۔

"یہ تو بہت مہنگا ہے۔ پھوپھو کا اتنا خرچا نہیں کروا سکتی میں۔" وہ ہینگر واپس رکھتی آگے بڑھ گئی۔
~~~~~~~~~~~

"جوتے چاہئیے تو وہ بھی لے لوں۔" وہ دونوں ہاتھ میں بیگ پکڑے دکان سے باہر نکل رہی تھیں۔

"نہیں پھوپھو یہ سلیپر ٹھیک ہے مجھے۔ ایزی رہتی ہوں میں اس میں۔" وہ گھر سے جو جوتے پہن کر نکلی تھی اس وقت بھی وہی پہن رکھے تھے۔

"اچھا چلو پھر کچھ کھا لیتے ہیں مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے۔" وہ اردگرد نگاہ دوڑاتی ہوئی بولیں۔

"دیکھ لیں جیسے آپ کا دل کرے۔" وہ فون چیک کر رہی تھی۔

"ہاں یاد آیا تھرڈ فلور پر ہے۔" وہ سر پر ہاتھ مارتی لفٹ کی طرف بڑھ گئیں۔ مشائم نے بھی ان کی تقلید کی۔

وہ سب اسد کے گھر بیٹھے تھے۔ روبینہ پہلے ہی نازیہ اور عشال کے ساتھ آ گئی تھی۔ آفس کی وجہ سے امل تاخیر سے آئی صائم کے ساتھ۔

"آؤ بیٹا بیٹھو تم دونوں بھی۔" یہ اسد کی والدہ کی آواز تھی۔ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ امل سے کوئی سوال پوچھتا تو جواب دے دیتی مگر خود سے بات نہ کرتی۔ ان سب میں کبیر بھی موجود تھا جو اتفاقاً وہاں آ بیٹھا تھا۔

امل کا سپاٹ چہرہ آج پھر سے اس کے دل پر کاری ضرب لگا رہا تھا۔ اس کے دل نے پھر سے بغاوت کر دی۔ گاہے بگاہے نگاہ امل پر اٹھ رہی تھی۔

"دادو کی کال ہے۔" وہ روبینہ کو کہتی ڈرائینگ روم سے باہر نکل آئی۔

وہ پول کے پاس کھڑی تھی۔ صاف پانی دل کو بھا رہا تھا۔ دادو سے بات کر کے امل وہیں بیٹھ گئی۔

گرے کلر کا سادہ سا سوٹ پہنے اس پر براؤن کلر کا سویٹر پہنے، بال کھول کر پیچھے چھوڑ رکھے تھے، چہرے پر اداسی کے سائے تھے معمول کے مطابق۔

کبیر اسے ڈھونڈتا وہاں نمودار ہوا۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ اپنے دل پر قابو نہیں پا سکا آج اس لئے اسے مخاطب کر بیٹھا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟" وہ پھیکا سا مسکرائی۔ کبیر اس کی جھوٹی مسکراہٹ بخوبی سمجھ رہا تھا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ یہاں اکیلی بیٹھی ہیں آپ۔" وہ ارد گرد دیکھتا ہوا بولا۔

"بس ایسے ہی۔ تازہ ہوا پسند ہے مجھے۔" اس نے عذر پیش کیا۔

"آپ ہاؤس وائف ہیں؟" اسے جاننے کا تجسس تھا جس کے باعث وہ کرسی کچھ فاصلے پر رکھتا بیٹھ گیا۔

For more visit (exponovels.com)

"جی۔" اس نے سر ہلایا۔

"تو کوئی شوق وغیرہ نہیں آپ کو؟ آئی مین ہماری فیملی کی ساری لڑکیوں کو کسی نہ کسی جاب میں بزی دیکھا ہے میں نے۔" وہ حتی الوسع گفتگو کو آسان بنا رہا تھا۔

"میں شادی سے پہلے کالج میں لیکچرار تھی۔" ایک کرب سا پھیل گیا اس کے چہرے پر۔ وہ بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"واؤ۔ پھر چھوڑ کیوں دی آپ نے؟" وہ اس کی باتوں میں دلچسپی لے رہا تھا۔

"خالہ کی طبیعت کی وجہ سے۔ اگر میں کالج جاؤں تو آدھا دن گزر جائے گا۔"

"مگر اب تو آنٹی کی طبیعت بلکل ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے آپ لوگ آنٹی کو اتنا پیمپر کرنا چھوڑ دیں۔ اس طرح لوگ خود کو بیمار سمجھنے لگتے ہیں۔" اس نے مشورہ دیا۔

"آپ کی بات بھی ٹھیک ہے۔ بس سوچا ہی نہیں میں نے دوبارہ جوائن کرنے کا۔" وہ ابھی تک اپنی جاب پر رکی تھی۔ "میری بھابھی بھی کالج میں لیکچرار ہیں۔ کبھی وقت ہو تو ہمارے گھر آئیے گا۔ انہیں اچھا لگے گا آپ سے مل کر۔" وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"اچھا۔ کون سے کالج میں ہیں وہ؟" امل مبہم سا مسکرائی۔ مگر یہ مسکراہٹ جھوٹی نہیں تھی۔

"میں نے پہلے پنجاب کالج میں اپلائے کیا تھا مگر تب وہاں ویکینسی نہیں تھی پھر اس کے بعد مجھے سٹی کالج میں جاب مل گئی تو چینج کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ البتہ مجھے بہت شوق تھا پنجاب کالج میں پڑھانے کا۔" وہ حسرت سے بولی۔

"ایک بات میں ایڈ کرنا بھول گیا۔" وہ سر کھجاتا ہوا بولا۔ "وہ کیا؟" وہ تعجب سے اسے دیکھنے لگی۔

"وہ یہ کہ میری بھابھی وی پی ہیں اس برانچ کی۔ اگر آپ چاہئیں تو آپ کی یہ خواہش پوری ہو سکتی ہے۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"سئیریسلی؟ آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" وہ متحیر سی اسے دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر خوشی کی رمق ابھری۔

"جی بلکل۔ آپ صائم سے کہہ دینا کہ آپ کی سی وی مجھے ای میل کر دے۔ میں بھابھی کو دے دوں گا اور وہ آپ کو بتا دیں گی کس دن سے آپ جوائن کر سکتی ہیں۔" وہ کہہ کر مسکرانے لگا۔

امل کا چہرہ کھل اٹھا۔ "میں آج ہی صائم کو کہہ دوں گی۔ اور تھینک یو سو مچ۔ مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے۔" وہ بولتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ خوشی کے مارے آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔

"تھینکس کی ضرورت نہیں۔" وہ کہہ کر امل کی مخالف سمت میں قدم اٹھانے لگا۔

~~~~~~~~~~~

"میرا سر کیوں چکرا رہا ہے؟" وہ کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی دونوں ہاتھوں سے سر تھامنے لگی۔ مشائم کو دنیا گھومتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"چائے میں کچھ۔" اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتی وہ بے سدھ بیڈ پر گر گئی۔ یقیناً اس کی چائے میں نشہ آور چیز ملائی گئی تھی۔

"اسے اٹھاؤ اور گاڑی میں ڈالو۔" زنانہ آواز سنائی دی۔ نجانے مشائم کی قسمت اب اسے کس در پر لے جانے والی تھی۔

~~~~~~~~~~~

"سی وی بھیج دی تھی تم نے؟" وہ اس کے کپڑے نکال رہی تھی۔

"ہاں بھیج دی تھی۔ ماما کو بتایا تم نے؟" صائم اس سے کپڑے لیتا ہوا بولا۔

"نہیں۔ میں نے سوچا پہلے جاب کنفرم ہو جائے پھر خالہ کو بتاؤں گی۔" وہ الماری بند کرنے لگی۔ صائم نے بنا کچھ کہے واش روم کا رخ کیا۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا جب روبینہ نے اسے آواز دی۔

"جی ماما؟" وہ رک کر انہیں دیکھنے لگا۔

"مجھے کچھ بات کرنی تھی تھوڑی دیر رک سکتے ہو؟" چہرے پر سنجیدگی تھی۔

For more visit (exponovels.com)

"جی بتائیں۔ "اس نے کہتے ہوئے گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ "بیٹا امل خوش ہے تمہارے ساتھ؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"جی خوش ہے۔ "وہ مسکراتا ہوا جھوٹ بولنے لگا۔

"صائم مجھے سچ بتاؤ۔ میرا دل نہیں مانتا۔ امل خوش نہیں ہے وہ بس دکھاوا کر رہی ہے۔ مجھے دن رات یہی فکر کھائے جا رہی ہے۔ "وہ اپنی پریشانی بتانے لگیں۔

"ماما ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں۔ ہم دونوں بہت خوش ہیں۔ "وہ نگاہیں جھکاتا ان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہوا بولا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو مجھے معلوم ہے۔ "وہ اس کی نفی کرنے لگی۔

"میں نے امل کے بجائے تم سے اس لئے پوچھا کہ تم مجھ سے سچ بولو گے۔ مگر تم بھی جھوٹ ہی بول رہے۔ "وہ مایوس ہوئیں۔

"ماما مجھے نہیں سمجھ آ رہا کیسے قائل کروں آپ کو؟ مگر میں سچ بول رہا ہوں ہم دونوں خوش ہیں ایک ساتھ۔ "وہ آہ بھرتا ہوا بولا۔ روبینہ خاموشی سے اندر چلی گئیں۔ وہ انہیں جاتا دیکھ گاڑی کی جانب بڑھنے لگا۔

~~~~~~~~~~

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ اسے اپنے گھر کھڑا دیکھے قدرے حیرت سے بولا۔
~~~~~~~~~~

"آج آپ آفس ہی نہیں آئے۔ میں کال کر رہی تھی اٹینڈ بھی نہیں کی۔ تو میں نے سوچا گھر آ کر دیکھ لوں آپ کو۔" عشال کے چہرے پر جھجھک تھی۔

"دیکھ کر کیا کرنا تھا؟" اس کا شاید موڈ خراب تھا۔

"کیا میرا یہاں آنا برا لگا آپ کو؟" وہ اچنبھے سے بولی۔

"جی ہاں۔" وہ چبا چبا کر بولا۔ وہ لاجواب ہوگئی۔ لمحہ بھر وہ خاموش مناسب جواب سوچنے لگی۔

"ایسا کیا غلط ہے؟" زایان کو دیکھتی ہوئی وہ بولی۔

"میری اجازت کے بغیر آنا غلط ہے۔ بہتر ہو گا واپس چلی جاؤ تم۔" وہ دونوں گیراج میں کھڑے تھے۔

وہ آنکھوں میں حیرت سموئے اسے دیکھنے لگی۔ "آپ مجھے دروازے سے واپس بھیج رہے ہیں؟" اسے زایان کے منہ سے سن کر بھی یقین نہیں آیا تھا۔

"جی ہاں۔ میں تمہیں واپس گھر جانے کو بول رہا ہوں۔" وہ ٹھہرے مگر سرد لہجے میں بولا۔

"اچھا نہیں کیا آپ نے میرے ساتھ۔" وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"مجھے لڑکوں کے پیچھے بھاگنے والی لڑکیاں بلکل پسند نہیں۔ اس لئے بہتر ہو گا تم بھی ایسا کچھ مت کرو جو مجھے سخت ناپسند ہے۔" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک۔" وہ سر اثبات میں ہلاتی الٹے قدم اٹھانے لگی۔

زایان کو اس کا چہرہ دیکھ کر بھی ترس نہ آیا۔ وہ ایسا ہی انسان تھا ایک وقت میں خیال کرنے والا اور ایک وقت میں احساس سے عاری۔

عشال کو گیٹ سے باہر نکلتے دیکھ وہ اندر چلا آیا۔

"پتہ نہیں ساری لڑکیاں ایک جیسی کیوں ہوتی ہیں۔"

اسے شدید کوفت ہو رہی تھی۔

"انسان کی کوئی عزت نفس بھی ہوتی ہے۔ بندہ اسی کا خیال کر لیتا ہے۔ فوراً ہی پیچھے بھاگی آتی ہیں۔" اس نے ہنکار بھری اور میز پر سے سیگرٹ اٹھانے لگا۔

"ہر ایک کو الگ سے سمجھاؤ اِدھر۔" اس کا غصہ کم ہونے کی بجائے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔ اب یہ سیگرٹ ہی اس کا موڈ بہتر کرنے میں مؤثر ثابت ہو سکتی تھی۔

~~~~~~~~~~~~

سر کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی بھاری ہو رہی تھیں۔ اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنے کی سعی کی۔ آنکھوں میں تیز روشنی جانے لگی تو اس نے یہ کوشش ترک کر دی۔

حواس بحال ہوئے تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ سامنے کا نظر اس کے دل کو چیرنے کو بہت تھا۔
~~~~~~~~~~~~

"پھوپھو۔" وہ ہونق زدہ سی کہتی اٹھ بیٹھی۔

شمع کا چہرہ کسی بھیانک خواب کی مانند معلوم ہو رہا تھا۔

"مہ... میں یہاں کیسے آئی؟" وہ ابھی یہ سمجھنے کی کوشش ہی کر رہی تھی کہ نگاہ بائیں جانب کھڑی لبنا سے جا ٹکرائی۔

"آپ؟" اب کہ آواز قدرے مدھم تھی جس میں دکھ کا عنصر بھی شامل تھا۔

"تمہیں کیا لگا تھا کہ مجھ سے بچ کر آزاد مل جائے گی تمہیں؟" شمع نے اس کا منہ دبوچا۔

مشائم نے ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ پیچھے کر دیا۔

"خبردار مجھے ہاتھ لگایا آپ نے تو....." وہ کسی زخمی شیرنی کی مانند چلائی۔

"آرام سے۔ اپنی طاقت یوں ضائع مت کرو۔ ابھی تمہیں اس کی بہت ضرورت پڑنے والی ہے۔" لبنا اس کی جانب گھومتی ہوئی سکون سے بولی۔

"آپ بھی ان کے ساتھ ملی ہوئی ہیں؟ آپ ہی مجھے واپس یہاں لائی ہیں نہ؟" وہ رنج سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"بلکل۔ میں اپنی بہن کو تنہا کیسے چھوڑ دیتی؟" وہ شمع کے شانوں کے ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

"تھو ہے آپ دونوں پر۔ اور آپ دونوں کی گھٹیا سوچ پر۔" اسے اب گھن آ رہی تھی۔

"تمیز سے ۔ ورنہ دو منٹ لگیں گے تمہاری عقل ٹھکانے لگانے میں ۔ "شمع گرج دار آواز میں بولی ۔

"مجھے پرواہ نہیں ۔ اس سے بدتر اور ہو بھی کیا سکتا ہے ؟ "وہ خود پر ہنسی ۔

"رہنے دو تھوڑی دیر اسے ۔ ابھی تازہ تازہ صدمہ پہنچا ہے نہ اس لئے دماغ جگہ پر نہیں ۔ " لبنا اسے گھورتی ہوئی بولی ۔ "آپ سے اچھی تو یہ ہیں کم از کم جیسی بھی تھی سامنے تھیں ۔ آپ کی طرح منافقت نہیں کی انہوں کی ۔ پیٹ میں چھرا تو نہیں گھونپا میرے ۔ "اسے افسوس ہو رہا تھا ۔

"یہ ایموشنل باتیں بند کرو اب ۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔ "لبنا پر زرہ برابر بھی اثر نہ ہوا ۔

"دکھ مجھے آپ سے ملا ہے ۔ بلکہ خود پر افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے آپ پر کیوں اعتبار کر لیا ۔ "اس نے کہتے ہوئے بے رخی سے منہ پھیر لیا ۔ "کھانا رکھ دیا ہے نہ چلو اب ۔ "وہ شمع سے مخاطب تھیں ۔ "کیوں کیا آپ نے ایسا بتائیں ؟ "وہ پھر سے چلائی ۔ غم و غصے سے حالت غیر ہو رہی تھی اس کی ۔ وہ ضبط کی انتہا پر تھی ۔ چوٹ اتنی کھا چکی تھی کہ اب روح کا کوئی حصہ سلامت نہیں تھا جہاں پر نیا زخم لے سکتی وہ ۔ "اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو سن لو ۔ تم جب میری باتیں سن رہی تھی تو مجھے اس بات کا علم تھا ۔ پہلے تو میں حقیقت میں شمع سے غصہ تھی مگر تمہارے جانے کے بعد جب اس نے مجھے پراپرٹی میں آدھا حصہ

دینے کا کہا تو میرا ذہن بدل گیا۔" وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتی بتانے لگی۔ "آپ ان سے زیادہ گھٹیا ہیں۔" وہ حقارت سے بولی۔ آنکھوں سے نفرت چھلک رہی تھی مگر مقابل کو پرواہ نہ تھی۔

"تمہیں اپنے پاس رکھ کر مجھے کیا نفع ہوتا بتاؤ؟ تم پر خرچا بھی کرتی اور بدلے میں کچھ بھی نہ ملتا۔" وہ سر جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اس کے برعکس۔ تمہیں یہاں لانے کا فائدہ ہی فائدہ تھا۔

مجھے تمہارا خرچا بھی نہیں اٹھانا پڑے گا اب اور جائیداد میں آدھا حصہ بھی مل جائے گا بیٹھے بٹھائے۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

مشائم کو ان کی مسکراہٹ زہر لگ رہی تھی۔

"میرا بس چلتا تو اسی وقت آپ دونوں کو...." وہ بولتی بولتی خاموش ہو گئی۔

"نہیں بول لو۔ ہم برا نہیں مانتے۔" اب کہ شمع کی جانب سے جواب آیا۔ جواب میں دونوں بہنیں ہنستی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئیں۔

مشائم اپنے اس کمرے کو دیکھنے لگی۔ یہ کمرہ جو اسے بے حد پسند تھا اب جیل بننے پر انتہائی ناگوار لگ رہا تھا۔

"کہتے ہیں جیل کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو۔ جیل ہی ہوتی ہے۔" وہ اپنی حالت پر ہنسی۔

For more visit (exponovels.com)

"تو تمہاری قسمت تمہیں واپس یہیں لے آئی۔" وہ بیڈ سے اتر کر چلنے لگی۔

"شاید کچھ حساب باقی ہیں۔ کچھ اذیتیں ہیں جو پوری نہیں ہوئیں۔" وہ لب بھینچ کر کھڑکی کو گھورنے لگی۔ "میرے پاس وقت ہی وقت ہے۔ اور مجھے یہاں سے بھاگنے کا منصوبہ سوچنا ہے جو کہ آسان بلکل نہیں۔" وہ اپنے جذبات کو پس پشت ڈالتی ہمت سے بولی۔ "مگر میں حالات کے آگے ہار نہیں مانوں گی۔ اپنے آخری دم تک لڑوں کی ان لوگوں سے۔" وہ کہتی ہوئی کھڑکی کھولنے لگی۔

~~~~~~~~~~~~~

دیر سے آنا صائم کا معمول بن چکا تھا۔

امل اب اس کا انتظار نہیں کرتی تھی۔ صائم نے کمرے کا دروازہ کھولا تو توقع کے عین مطابق امل سو رہی تھی۔ وہ ہاتھ میں ڈبہ پکڑے ہوئے تھا۔ وہ بنا چاپ پیدا کئے چلتا ہوا سنگل صوفے پر آ بیٹھا۔ ڈبہ میز پر رکھا اور اسے کھولنے لگا۔ "میڈم ایسے سو رہی ہے جیسے دنیا سے فرق ہی نہیں پڑتا اسے۔" وہ ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالتا پھر سے اپنا کام کرنے لگا۔

موم بتیاں لگانے کے بعد وہ لائٹر نکالنے لگا۔ اس نے نگاہ اٹھا کر گھڑی کو دیکھا اور مسکرانے لگا۔ وقت ہو چکا تھا۔ اس نے اٹھ کر کمرے کی لائٹ بند کر دی۔ اس تاریکی میں
~~~~~~~~~~~~~

ان چھوٹی چھوٹی موم بتیوں کی مدھم سی روشنی بکھیر رہی تھی۔ وہ گھٹنے زمین پر رکھے اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔

"امل۔" اس نے دھیرے سے پکارا۔

امل کی پیشانی پر شکنیں ابھریں۔

"امل جلدی اٹھو۔ یہ دیکھو ذرا۔" وہ بلند آواز میں گھبراہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

"ہاں۔کیا ہوا؟" وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ چہرہ ہونق زدہ سا تھا۔ اندھیرے میں اس مدھم سی روشنی کو دیکھتی وہ متعجب سی ہو گئی۔

"یہ کیا ہے؟" وہ جیسے ابھی بھی نیند کے خمار میں تھی۔ "ہماری ٹیچر کا برتھ ڈے۔" وہ کہتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ "یہ کیک تم لائے ہو؟" وہ قدرے حیران ہوئی۔

"نہیں اوپر سے گرا ہے۔" وہ چڑ کر بولا۔ امل مبہم سا مسکرائی۔

"ظاہر ہے میں ہی لایا ہوں۔ بیکری والوں کو تو علم نہیں تھا کہ تمہارا برتھ ڈے ہے آج۔" وہ ناراضگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بال پیچھے کرتی کیک کو دیکھنے لگی۔

"تھینک یو۔" اس نے نگاہوں کا زاویہ صائم کی جانب موڑا۔ "اب تم اس انتظار میں ہو کہ موم بتیاں خود ہی بجھ جائیں؟" وہ چھری آگے کرتا ہوا بولا۔

"بلکل نہیں۔" وہ ایک عرصے بعد دل سے مسکرائی تھی۔ "کاٹو پھر۔" وہ بھی مسکرایا۔ امل نے پھونک ماری تو کمرے میں گھپ اندھیرا ہو گیا۔

"اب میں کاٹوں کیسے؟" وہ اندھیرے میں صائم کو دیکھنے کی ناکام سعی کر رہی تھی۔

"صبر رکھو ذرا۔" وہ موبائل کی ٹارچ آن کرتا ہوا بولا۔ وہ جھک کر کیک کاٹنے لگی۔

"ہیپی برتھ ڈے امل۔" وہ دھیرے سے بولا۔

"تھینک یو۔" وہ کیک کا ٹکڑا ہاتھ میں لیئے اس کے قریب لائی۔ صائم نے چھوٹی سی بائٹ لی اور دوسرا ٹکڑا اٹھا کر امل کو کھلایا۔

"اب تم چاہو تو سو سکتی ہو۔" وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "گفٹ نہیں لائے؟" اب وہ اصل حیران ہوئی۔

"دراصل۔" وہ سر کھجانے لگا۔

"کیا؟" اس کی پیشانی پر تین لکریں ابھریں۔

"مجھے جم سے نکلتے ہوئے یاد آیا۔ اور اس ٹائم میں کہاں گفٹ لینے جاتا۔ تو میں بس کیک لیتا آیا ریسٹورنٹ سے۔" وہ ندامت کے باعث نظریں نہیں ملا رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔ تم نے اتنا کیا۔ یہی بہت ہے۔" وہ کیک کو دیکھتی ہوئی بولی۔

اس نے مزید کچھ نہ کہا اور اپنی جگہ پر جا کر لیٹ گیا۔ امل دوپٹہ گلے میں ڈالتی کیک اٹھانے لگی۔ وہ کیک ہاتھ میں پکڑے باورچی خانے میں آ گئی۔

"جو رشتے سمجھوتے پر چل رہے ہوں وہاں مکمل جہاں مکمل خوشیاں میسر نہیں آتیں۔"

وہ کیک فریج میں رکھ چکی تھی۔

"خیر میں اس کے لئے بھی تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے اتنا سوچا میرے لئے۔" وہ معدوم سا مسکرائی اور ہاتھ دھونے لگی۔

"کیسے کہتا تمہیں کہ مجھے یاد نہیں تھی تمہاری سالگرہ۔" وہ چھت کو گھورتا خود کلامی کر رہا تھا۔

"وہ تو جم سے نکلتے ہوئے جب میں نے فیس بک چیک کی تو وہاں نوٹیفیکیشن آیا تھا تمہاری برتھ ڈے کا۔" اس نے آہ بھری۔

"ورنہ شاید یہ بھی نہ کر پاتا۔" اس نے کہتے ہوئے آنکھیں بند کیں اور کروٹ لے لی۔

~~~~~~~~~~~

دن گزرتے جا رہے تھے مگر مشائم کو بھاگنے کا کوئی مناسب منصوبہ نہیں ملا تھا۔

"ایسے تو ایک دن مجھے ان کی بات ماننی پڑے گی۔" وہ بے چینی سے یہاں وہاں ٹہل رہی تھی۔
~~~~~~~~~~~

"نہیں۔ مشائم سوچو۔ کچھ تو سوچو۔ کوئی طریقہ کوئی راستہ۔" وہ دماغ پر زور ڈالتی ہوئی بولی مگر بے سود۔

اب کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا نہ ہی وہ ظالم لوگ اسے کوئی موقع دینے کو تیار تھے۔

"میں اس اویس سے شادی نہیں کروں گی۔ نہ ہی اپنے بابا کی جائیداد ان لوگوں کے سپرد کروں گی۔" وہ آج بھی کسی پتھر کی مانند ٹس سے مس نہ ہوئی, وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھی۔ ہاں کچھ زخم بڑھ گئے تھے اس کے جسم پر مگر حوصلہ نہیں ٹوٹا تھا۔

شام کا کھانا دینے آسیہ آیا کرتی تھی۔ معمول کے مطابق آج بھی وہی آئی تھی۔

"مجھے پھوپھو سے بات کرنی ہے۔" وہ اسے دیکھتے ہی بول اٹھی۔ "پھوپھو لبنا باہر گئیں ہیں اویس اور چھوٹی کے ساتھ اور امی ابھی آ رہی ہیں اس لئے بعد میں کر لینا بات۔" وہ سرد مہری سے بولی۔

"تم میں ذرا انسانیت باقی نہیں بچی؟" وہ اسے دیکھتی آگے بڑھی۔

"مجھے تمہاری فضول باتیں نہیں سننی۔" چہرے پر بیزاری تھی۔

"سچی باتیں کس کا دل کرتا ہے سننے کو؟" مشائم نے اس کی بازو پکڑی اور پیچھے کمر سے لگا دی۔

"مجھے روز اذیت دیتے ہوئے تمہارے دل نہیں کانپتے۔" وہ بلند آواز میں بول رہی تھی۔

"مشائم چھوڑو مجھے۔" اس کی مضبوط گرفت پر وہ گھبرا گئی۔

"اتنی جلدی ڈر گئی؟ ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں؟" وہ ہنسی اور ہنستی چلی گئی۔

"سوچو اگر یہ بلیڈ میں پھیر دوں تم پر۔ یہاں گردن سے شروع کر کے۔" آسیہ کو اپنی گردن پر تیز بلیڈ کی دھار محسوس ہو رہی تھی۔ چہرہ پسینے سے نہا گیا۔

"مشائم ایسا کچھ مت کرنا۔ دیکھو میں تمہاری کزن ہوں۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"اور میں کون ہوں؟" کہہ کر اس نے گردن پر ایک کٹ لگا دیا۔

"امی جی۔" آسیہ کی ایک چیخ برآمد ہوئی۔ وہ ہنسنے لگی۔

"ارے اس سے زیادہ زخم ہیں میرے جسم پر اور اس سے بھی زیادہ گہرے۔ اب خاموشی سے چلو ورنہ اگلا کٹ تمہاری گردن پر لگے گا۔" وہ اسے دھکا دیتی چلنے لگی۔

خون کے قطرے گر رہے تھے سو آسیہ منہ پر تالا لگائے چلنے لگی۔

مشائم بالائی منزل کے کچن میں آ گئی۔ اپنی مطلوبہ شے سامنے دیکھ کر لب کھل کر مسکرائے۔ وہ اسے ساتھ لئے چلتی ہوئی آگے آئی اور چھری اٹھا لی۔

"یہ زیادہ بہتر ہے۔" جس ہاتھ میں اس نے چھری کو اٹھایا وہاں جا بجا نیل اور زخم تھے۔ یونہی بلیڈ سے روز اسے نیا زخم دیا جاتا تھا۔ جیسے کسی کو دھیرے دھیرے موت کے منہ میں دھکیلا جاتا ہے۔

For more visit (exponovels.com)

وہی ہتھیار جس سے مشائم نے زخم کھائے تھے آج اس کی آزادی کا سبب بننے والے تھے۔

"چلتی جاؤ اب۔ گھر سے باہر تک جانا ہے مجھے۔" وہ چھری آگے اس کی گردن پر رکھتی ہوئی بولی۔ آسیہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

اسے اب جان کے لالے پڑ گئے تھے۔

"چلو۔" مشائم نے اسے آگے دھکیلا تو فر سے چلنے لگی۔

~~~~~~~~~~~~

"خالہ میں بہت خوش ہوں آج۔" امل ان کے سینے سے لگتی ہوئی بولی۔

"مجھے بھی بتاؤ پھر ایسی کون سی خوشی ملی ہے تمہیں؟" وہ اسے خوش دیکھ کر خوش ہو گئی تھیں۔ "مجھے جاب مل گئی۔ اور گیس کریں کہاں؟" وہ آج بلکل پرانی امل لگ رہی تھی۔

"پنجاب کالج میں؟" وہ کچھ سوچ کر بولیں۔ امل مسکراتی ہوئی اثبات میں سر ہلانے لگی۔

"مجھے اتنی خوشی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔" وہ کہتی ہوئی پھر سے ان کے گلے لگ گئی۔

"یہ تو واقعی خوشی کی خبر ہے۔ کتنا روئی تھی تم جب پہلے تمہیں وہاں جاب نہیں ملی تھی۔" وہ گزشتہ پل یاد کرتی ہوئی بولیں۔

"ایک ہفتہ تو میں نے سوگ میں ہی گزار دیا تھا۔" وہ بھی اپنی حرکت پر ہنس رہی تھی۔
~~~~~~~~~~~~

"کتنی معصوم ہوتی تھی نہ تب تم۔" وہ یکدم سنجیدہ ہوگئیں۔

"اب نہیں ہوں؟" وہ کچن کی جانب چلنے لگی۔

"اب تو بہت سمجھدار ہوگئی ہو۔" ایک دکھ سا تھا ان کے چہرے پر۔

"دادو تو بہت خوش ہیں مجھے ایسے دیکھ کر۔" وہ کیبن کھول رہی تھی۔

"ہاں مجھے بھی خوشی ہے۔" وہ بولتی ہوئیں چہرہ موڑ گئیں۔

"میں سوچ رہی ہوں آج بریانی دوبارہ بناؤں؟ کیا خیال ہے آپ کا؟" وہ چاول نکال رہی تھی۔

"ہاں بنالو۔ اچھی بنائی تھی اس دن بھی۔ میں پیاز کاٹ دیتی ہوں تمہیں۔" وہ ٹوکری ڈھونڈنے لگیں۔ امل خاموش رہی جس کا مطلب تھا اسے کوئی اعتراض نہیں۔

"ماما کہاں ہیں؟" عشال وہاں نمودار ہوئی۔

"اپنے کمرے میں تھیں۔" روبینہ اس سے مخاطب تھی۔

"آج تم جلدی نہیں آگئی؟" امل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "ہاں آج میری گاڑی آگئی ہے۔ تو صائم کے ساتھ وہی لینے جا رہی ہوں۔ یہاں کے راستوں سے بہت تنگ ہوں میں۔" وہ فریج سے جوس نکالتی ہوئی بولی۔

"اس کے ساتھ ہی جایا کرو۔ ویسے بھی یہ پاکستان ہے یہاں اکیلی لڑکی محفوظ نہیں۔" روبینہ کے مشورے پر امل نے لب بھینچ لیے۔

"صائم بھی کچھ ایسا ہی کہتا ہے۔ اسی لئے تو اکیلے جانے نہیں دیتا مجھے ورنہ میری تو ضد تھی میں اکیلی جاؤں۔" وہ گلاس میں جوس ڈال رہی تھی۔

"بیٹا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ تمہارے بھلے کی بات کرتا ہے۔" وہ مسکرائیں۔

"اچھا میں واپسی پر آپ کے لئے کچھ لاؤں گی اس لئے آپ نے جلدی نہیں سونا۔ ٹھیک ہے نہ ممانی؟" وہ ان سے لپٹ گئی۔

"تم بے فکر رہو۔ تمہاری گاڑی دیکھ کر ہی سوؤں گی میں۔" وہ اس کے انداز پر ہنس دیں۔

"اور اپنا گفٹ بھی۔" وہ مدھم آواز میں کہتی ان سے الگ ہو گئی۔

"میں نہ ماما کو دیکھوں کہاں چھپی بیٹھی ہیں۔" وہ کہتی ہوئی چلی گئی۔ امل سر جھکائے اپنے کام میں مصروف تھی۔

~~~~~~~~~~~

وہ سیگرٹ لبوں میں دبائے بیٹھا تھا۔ آج بھی اس نے آفس سے چھٹی کی تھی۔ رف سی ٹی شرٹ پہنے، اسے نہ بالوں کا ہوش تھا نہ اپنا۔ وہ یونہی ویڈیو دیکھ رہا تھا جب اسے مشائم کا خیال آیا۔
~~~~~~~~~~~

"دوبارہ کبھی تم نے کال ہی نہیں کی کزن۔" وہ کہتا ہوا اس کا نمبر نکالنے لگا۔

"چلو آج میں کرلیتا ہوں جیسے اس دن تم نے کیا۔" وہ کہتا ہوا وڈیو کال کرنے لگا۔ مگر دوسری جانب سے کسی نے کال نہ اٹھائی۔

"شاید بزی ہوگی۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ اسی اثنا میں اسد آتا دکھائی دیا۔

"اکیلے اکیلے۔" اس نے ہانک لگائی۔ "تم اپنے گھروں میں مصروف ہوں تو ہم نے اکیلے ہی محفل سجانی ہے۔" زایان نے آہ بھری۔

"بس کردے۔ تجھے کال کررہے تھے جم میں۔ مگر تو نے اٹھائی ہی نہیں۔" وہ خفا سا بولا۔

"دراصل وہ مس نہیں ہوئی مجھ سے۔" وہ کہتا ہوا سیدھا ہوگیا۔

"تو پھر؟" وہ کہتا ہوا ڈبی سے سیگرٹ نکالنے لگا۔

"تم دونوں کا فون آرہا تھا اور میں اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔" وہ مبہم سا مسکرایا۔

"شادی کرلے۔ یہ تنہائی و یہ بیزاری ختم ہوجائے گی۔" اسد نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"شادی میں کیا رکھا ہے؟ صائم کو ہی دیکھ لے۔" اس نے ہنکار بھری۔

"صائم کا کیس تو ہے ہی کچھ الگ نوعیت کا۔ تم تو اپنی پسند سے کرسکتے ہو نہ۔" وہ ہونٹوں سے دھواں نکالتا ہوا بولا۔

"تمہاری بیوی کو معلوم ہوگیا نہ یہاں یہ نشے کرنے آتے ہو۔ دیکھنا کیسی کیسی پابندیاں لگاتی تم پر۔" وہ بھرے ہوئے ایش ٹرے کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"پہلی بات تو یہ نشہ نہیں ہے۔ اور دوسری بات اس کا تمہاری شادی سے کیا تعلق؟" وہ نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔ زایان سیگرٹ لبوں میں دبائے ہوئے تھا۔ چند ثانیے بعد اس نے سیگرٹ کو ہونٹوں سے آزاد کیا۔

"میری بیوی اگر کہے یہ سب یہاں نہیں چلے گا پھر؟" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔

جواب میں اسے اسد کا قہقہہ سنائی دیا۔

"تم؟ اور اپنی بیوی کو خود پر پابندی لگانے دوگے؟" سئیریسلی زایان؟" وہ ہنس ہنس کر دوہرا ہو رہا تھا۔ زایان بھی مسکرانے لگا۔

"ہاں ویسے ایسا ممکن تو نہیں۔ یہ میرا گھر ہے آنے والی مجھ پر پابندی نہیں لگا سکتی۔ تمہاری بات سے اختلاف نہیں مجھے۔" اس نے ہار مان لی۔

"تو بس پھر منگنی کرواور ساتھ ہی شادی بھی۔" زایان نے اس کے ہاتھ میں کوک کی بوتل تھما دی۔

"کھول اسے۔ اور صائم سے پوچھ کہاں غائب ہے آج؟" وہ گلاس میز پر رکھتا ہوا بولا۔

"آج نہیں آنا اس نے۔ عشال کو کچھ کام ہے شاید۔" وہ گلاس زایان کی جانب کرتا ہوا بولا۔

"اچھا۔" اس نے کہتے ہوئے اپنا گلاس اٹھا لیا۔

~~~~~~~~~~~~~~

"مشائم یہ کیا کر رہی ہو تم؟" شمع کمرے سے نکلی تو سامنے کا منظر دیکھتی ہکا بکا رہ گئی۔

"خبردار کوئی میرے راستے میں نہ آئے۔" وہ کسی حلق کے بل چلائی۔

"امی دور رہیں۔ "آسیہ کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ مشائم اسے ساتھ لئے باہر نکل آئی۔ شمع بھی باہر آ گئی۔

"گیٹ کھولو۔" وہ آسیہ کو ساتھ لیے الٹے قدم اٹھا رہی تھی۔

"کھو... کھول دیا ہے۔" شمع ہڑبڑا کر بولی۔

"اندر جاؤ۔ میں نے کہا اندر جائیں آپ۔" وہ شمع کو بت بنے دیکھ پھر سے چلائی۔

"امی وہ جیسے کہہ رہی ہیں چپ چاپ کرتی جائیں۔ "آسیہ تن فن کرتی ہوئی بولی۔

"اچھا اچھا۔" وہ ہاتھ کھڑے کرتی نا چاہتے ہوئے بھی اندر چلی گئی۔ باہر ٹیکسی کھڑی اس کی منتظر تھی۔ مشائم نے اسے دھکا دیا تو وہ لان میں جا گری۔ وہ چھری پھینک کر تیزی سے باہر نکلی اور ٹیکسی میں جا بیٹھی۔
~~~~~~~~~~~~~~

"بھیا جلدی چلائیں۔" وہ عقبی نشست پر آ بیٹھی۔ ساتھ ہی گاڑی چل پڑی۔ آج اس کے پاس پیسے نہیں تھے۔ وہ لب کاٹتی بار بار پیچھے دیکھ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے وہ پہلے اپنی بیٹی کو دیکھیں گی۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"اچھا ہوا باقی لوگ باہر گئے تھے ورنہ شاید یہ موقع بھی میرے ہاتھ سے نکل جاتا۔" وہ اب کسی صورت بھی وہاں واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔

"یہ سامنے والا گھر ہے۔" وہ اپنے مطلوبہ ایڈریس پر پہنچ چکی تھی۔

"میڈم پیسے؟" مشائم کو گیٹ کی جانب بڑھتے دیکھ ڈرائیور گاڑی سے باہر نکل آیا۔

"آپ بس دو منٹ یہاں رکیں میں پیسے لے کر آتی ہوں اندر سے۔" وہ دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی بولی۔

"ٹھیک ہے میڈم۔" وہ باہر نکل کر گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ پہلی بیل پر ہی گیٹ کھل گیا۔

"آنٹی فاطمہ گھر ہے؟" پریشانی کے سائے مشائم کے چہرے پر لہرا رہے تھے۔

"ہاں بیٹا اپنے کمرے میں ہے وہ۔" وہ اس کی یوں اچانک آمد پر کچھ حیران تھیں۔

"میں آجاؤں اندر؟" وہ ابھی تک باہر ہی کھڑی تھی۔ پکڑے جانے کا خوف ابھی بھی چہرے پر ڈول رہا تھا۔

"سوری بیٹا۔ بلکل آؤ اندر۔" وہ نادم سی کہتی پیچھے ہو گئیں۔

پانچ منٹ بعد ملازم باہر آیا اور ڈرائیور کو اس کا کرایہ دے گیا۔

"تم ایسے اچانک۔ اور یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟ تم تو کہہ رہی تھی فیملی کے ساتھ چھٹیوں پر گئی ہو؟" وہ جگہ جگہ سرخ اور نیلے دھبے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"امم۔مجھے فیصل آباد کی ٹکٹ کروا دو۔ میں پیسے تمہیں بھجوا دوں گی وہاں جا کر۔" اس کے پاس اب دوسرا کوئی آپشن نہیں تھا۔

"ٹکٹ تو ہو جائے گی مگر بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟ بھائی آئے گا تھوڑی دیر میں وہ کروا دے گا ٹکٹ بھی۔" وہ پانی سے بھرا گلاس اس کے سامنے کرتی ہوئی بولی۔ اس نے خاموشی سے گلاس پکڑ لیا۔

"بس تم یہ سمجھ لو میں یہاں محفوظ نہیں ہوں۔ میری دونوں پھوپھو میرے پیچھے پڑی ہیں مجھے جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے۔ تم پلیز میرا ایک کام کروا دو۔" وہ دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑتی منت سماجت کرنے لگی۔ "بیگانوں والی باتیں کر رہی ہو تم تو۔ ایک کیا تم سو کام کہو وہ بھی کر دوں گی۔ میں بھائی کو فون کرتی ہوں تمہارے سامنے ہی۔" وہ فون اٹھاتی ہوئی بولی۔

وہ لب کاٹتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"جو بھی ملے اسے کہو کروا دے۔ ایمرجنسی ہے۔" وہ اپنے بھائی سے بات کر رہی تھی جب امل نے مداخلت کی۔

"وہ کہہ رہا ہے میں ابھی چیک کر کے بتاتا ہوں۔ آن لائن کروا دے گا تم زیادہ فکر مت کرو۔ اور میں خود تمہیں چھوڑنے جاؤں گی۔" فاطمہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ "تھینکس یار۔" اس کی آنکھوں میں پانی آ گیا۔

"تم بیٹھو میں کھانے کا بول کر آتی ہوں ملازمہ کو۔" وہ مسکرا کر کہتی باہر چلی گئی۔

"آ رہی ہوں میں۔" وہ دل ہی دل میں زایان سے مخاطب تھی۔

~~~~~~~~~~~~

"واٹ اے سرپرائز؟" وہ صدیقی صاحب کو دیکھتی حیرت سے گویا ہوئی۔

"کیسی ہے میری بیٹی؟" وہ اسے سینے سے لگاتے ہوئے بولے۔ "بلکل ٹھیک۔ آپ کی فلائٹ تو دو دن بعد کی تھی نہ؟" وہ ان سے الگ ہوتی ہوئی بولی۔

"وہ میں نے اپنی بیٹی سے جھوٹ بولا تھا تاکہ یہ خوشی دیکھ سکوں اس کے چہرے پر۔" وہ اس کا رخسار تھپتھپاتے ہوئے بولے۔

"مطلب گاڑی آپ خود دینا چاہتے تھے مجھے۔" وہ شوروم کے باہر کھڑے تھے۔
~~~~~~~~~~~~

"بلکل۔ صائم نے ہی مجھے پک کیا ہے ائیر پورٹ سے۔" وہ صائم کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"بڑے تیز ہو تم۔ بتایا نہیں مجھے؟" اس نے صائم کو گھوری ڈالی۔ "اب میں باپ بیٹی کا سرپرائز کیسے خراب کر دیتا؟" اس نے شانے اچکائے۔

"چلو تمہاری گاڑی نکلوائیں۔" صدیقی صاحب عشال کے شانے پر ہاتھ رکھتے اندر چل دئیے۔

~~~~~~~~~~~~

وہ راہداری پار کرتی کمرے کا نمبر تلاشنے لگی۔ "26۔" اس نے زیر لب دہرایا اور ہاتھ میں پکڑی چابی تالے میں گھمائی۔ دروازہ کھل گیا۔ ہوٹل کا یہ حصہ زیادہ روشن نہیں تھا۔ مدھم مدھم سے بلب جل رہے تھے۔ مشائم نے دروازہ لاک کر لیا۔ ہاتھ سوئچ بورڈ پر مارا تو پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔

یہ ایک چھوٹے سائز کا کمرہ تھا۔ سامنے کھڑکی کے ساتھ دو کرسیاں پڑی تھیں۔ دروازے کے بائیں جانب کب بورڈ تھی اور دائیں جانب واش روم کا دروازہ۔ بائیں دیوار کے ساتھ بیڈ لگا تھا جس کے سامنے والی دیوار پر ایل ای ڈی نصب تھی۔ کمرے کی ساری
~~~~~~~~~~~~

دیواریں ہلکے گرے کلر سے مزین تھیں۔ جتنے پیسے اسے فاطمہ نے دئیے تھے اس میں وہ فلحال اتنے ہی سائز کا کمرہ افورڈ کر سکتی تھی۔

"یہ پانچ ہزار باقی بچے ہیں۔" اس نے وہ پرس کھولا جو فاطمہ نے اسے دیا تھا۔

"فلحال جتنے دن میں اس میں گزار سکتی ہوں گزارا کرتی ہوں۔ نجانے ایسے بنا کسی ڈاکومنٹ کے مجھے کوئی جاب پر رکھے گا بھی یا نہیں۔" وہ پرس کرسی پر اچھالتی بیڈ پر گر گئی۔

"نفرت کرتی ہوں میں تم سب لوگوں سے۔ آج تم لوگوں کی وجہ سے میں کوڑی کوڑی کی محتاج ہو گئی ہوں۔" اس نے کہتے ہوئے آنکھوں پر بازو رکھ لی۔

"نہیں۔ مجھے جلد از جلد خود کو سٹینڈ کرنا ہوگا۔" وہ فکرمندی سے بولی۔ وہ اٹھی اور بیگ دیکھنے لگی۔

"دو سوٹ ہیں۔" اس نے گہرا سانس لیا۔

"فاطمہ میں تمہاری احسان مند ہوں اس سب کے لیئے۔ نجانے تم میری مدد نہ کرتی تو میں کہاں خوار ہو رہی ہوتی۔" وہ فون نکالتی نمبر ملانے لگی۔

اسے فاطمہ کو آگاہ کرنا تھا کہ وہ خیریت سے پہنچ گئی ہے۔

~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~

"جلدی کرو بھئی مجھے دو بار فون آچکا ہے۔" صدیقی صاحب بلند آواز میں بولے۔ چہرے پر خفگی تھی۔

"بھائی صاحب ہم تو کب سے تیار بیٹھے ہیں۔" روبینہ صوفے پر بیٹھی تھیں۔

"مجھے تو حیرت ہے صائم بھی تیار نہیں ہوا ابھی تک؟" وہ ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھے ہوئے بولے۔

"وہ تو کب کا جا چکا۔ زایان کا فون سنتے ہی نکل گیا۔"

"اچھا مجھے لگا گھر پر ہے۔" وہ تعجب سے بولے۔

"میں تیار ہوں خالہ۔" امل وہاں نمودار ہوئی۔

"تمہاری پھوپھو بھی آجائیں پھر چلتے ہیں۔" روبینہ دوپٹہ سنبھالتی کھڑی ہو گئیں۔

"اور عشال کو پارلر سے کون پک کرے گا؟" وہ فون کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"صائم پک کرلے گا اسے۔ لو نازیہ بھی آگئی۔" روبینہ کہہ کر اپنا پرس اٹھانے لگی۔

"سوری سوری۔ بس مجھے دیر ہوگئی تھوڑی سی۔" نازیہ آتی نادم سی بولی۔

"چلو بھئی چلو اب۔ دس فون آچکے مجھے۔" صدیقی صاحب دروازے کی سمت بڑھ گئے۔

صائم زایان کے ساتھ کھڑا تھا۔ اسد بھی وہیں تھا۔ عشال کے ساتھ اس کی فیملی اور روبینہ کھڑی تھیں وہ غیروں کی مانند باقی مہمانوں کی بھیڑ میں کھڑی تھی۔

کبیر کو بھی اس تقریب میں مدعو کیا گیا تھا۔ امل واش روم جانے کے لیے وہاں سے اوجھل ہوئی تھی اور واپس آنے پر کسی کو اسے بلانے کا خیال ہی نہیں رہا۔ وہ بھی چھپ گئی تھی تاکہ کسی کا اس پر دھیان نہ جائے۔

"جاب کیسی جا رہی آپ کی؟" اس کی آواز عقب سے سنائی دی۔ کبیر نے اسے بھیڑ میں کھوئے بھی ڈھونڈ لیا تھا۔ وہ مڑی تو کبیر کو دیکھ کر مبہم سا مسکرائی۔

"بہت اچھی۔ ابھی تو ویسے دو دن ہی ہوئے ہیں۔ مگر آپ کی بھابھی اور سٹاف سب بہت اچھا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اتنی خوشی دی ہے کہ بس...."

"بس بس۔ آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں اب۔" وہ نادم سا ہو گیا۔

"کوہِ نور تو نہیں لا کے دیا میں نے آپ کو۔" وہ ایک نظر زایان اور عشال پر ڈالتا ہوا بولا جو ایک دوسرے کو اب انگوٹھی پہنا رہے تھے۔

"میرے لئے کوہِ نور کے برابر ہی ہے۔" وہ پھر سے مسکرائی۔ "آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ جبکہ ساری فیملی وہاں ہے۔" اس کا اشارہ ہال کے وسط میں کھڑے کپل کی جانب تھا۔

"ایسے ہی۔ جگہ فل ہو گئی تو میں یہاں کھڑی ہو گئی۔ منع تو نہیں یہاں کھڑے ہونا؟" وہ چہرہ اس کی طرف موڑتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"ارے نہیں نہیں۔ میں تو ایسے ہی پوچھ بیٹھا۔" وہ معدوم سا ہنسا۔

"آپ کی بھابھی بہت اچھی ہیں۔" کبیر خاموش رہا تو پھر سے بول اٹھی۔ دھیرے دھیرے سب منتشر ہو کر اپنی اپنی نشستوں پر جا رہے تھے۔

"وہ کہتی ہیں آپ بہت اچھی ہیں۔ اب یا تو وہ جھوٹ بولتی ہیں یا پھر آپ۔" امل ہنسنے لگی۔

"تو کیا ہم دونوں اچھی نہیں ہو سکتیں؟" وہ لب دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ دبا رہی تھی۔

"دو لڑکیاں ایک دوسرے کی یوں تعریف کریں۔ امم۔ کچھ ہضم نہیں ہوتا۔" وہ منہ بناتا ہوا بولا۔

"اچھا چلیں آپ بیٹھیں۔ مجھے خالہ بلا رہی ہیں۔" وہ روبینہ کو دیکھتی ہوئی بولی جو ہاتھ سے آنے کا اشارہ کر رہی تھیں۔

"جی جائیں آپ۔" وہ بولتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ وہ دوپٹہ سنبھالتی چلنے لگی۔ وہ رائل بلیو کلر کی فراک پہنے ہوئے تھی۔ چہرے پر لائٹ سا میک اپ تھا۔ بال کھول رکھے تھے، لب پنک لپ اسٹک سے پوشیدہ تھے۔ کبیر جب اسے دیکھتا اسے پھر سے امل سے محبت ہو جاتی۔

اتنے وقت میں بھی وہ امل کو دل ہی باہر نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اب تو شاید اس نے یہ کوشش بھی ترک کر دی تھی۔

نگاہیں امل کے تعاقب میں تھیں، وہ معصوم جہاں جاتی کبیر کی نگاہ اُدھر سرک جاتی۔

فوٹوگرافر ان خوبصورت لمحوں کے تصویروں میں قید کر رہا تھا۔ روبینہ کے کہنے پر صائم امل کے پاس آ کھڑا ہوا۔

کبیر کی پیشانی پر شکنیں ابھریں جب فوٹوگرافر نے انہیں قریب ہونے کو کہا اور امل کے چہرے پر جھجھک سی عود آئی۔ وہ دونوں اب بھی بلکل قریب نہ تھے، تھوڑا سا فاصلہ برقرار تھا۔

"میں نے تو کپلز کو اتنی خوشی سے تصویریں بناتے دیکھا ہے۔" وہ عشال کو دیکھتا بڑبڑایا جو زایان کے ساتھ کھڑی ہنستی مسکراتی تصویریں بنوا رہی تھیں۔

"اس کا کیا مطلب ہوا؟" وہ الجھا الجھا سا کرسی پر جا بیٹھا۔ نگاہیں ابھی بھی امل پر تھیں۔

"امل صائم کے ساتھ خوش نہیں ہے؟ مجھے ایسا کیوں گمان ہوتا ہے ہمیشہ کہ امل جیسا ظاہر کرنے کی کوشش کرتی ہے ویسا نہیں ہے۔"

"میں نے اسے صائم کے ساتھ کبھی ہنس کر بات کرتے نہیں دیکھا۔ اسد کی مہندی پر جب وہ واش روم میں بند ہوگئی تھی اس رات بھی صائم نے ایک لفظ نہیں کہا امل سے۔" وہ جتنا سوچتا اتنا الجھتا جاتا۔

"مجھے لگتا ہے میرا دماغ پھٹ جائے گا۔" وہ دو انگلیوں سے سر دباتا ہوا بولا۔

"کیوں سر پھٹنے کو ہے تمہارا؟" اسد کی آواز پر چونک اٹھا۔ "تم؟" وہ گھبرا سا گیا۔

"ہاں میں۔ اور تمہارے سر کو کیا ہوا ہے؟" وہ میز سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"وہ ایک کیس تھا۔ مجرم منہ کھولنے کا نام نہیں لے رہا تھا بس اسی کو سوچ رہا تھا۔" وہ کہہ کر ہنسنے لگا۔

"جب کسی تقریب میں آتے ہو تو اپنے مجرموں کو جیل میں ہی چھوڑ کے آیا کرو۔ آؤ مناہل پوچھ رہی ہے تمہارا۔" وہ سیدھا ہوتا ہوا بولا۔

"چلو۔" کبیر فوراً کھڑا ہو گیا۔

~~~~~~~~~~~

آج تیسرا روز تھا اور وہ گزشتہ دو دنوں کی مانند آج بھی ناکام لوٹی تھی۔

"ایسے کون سا پاگل مجھے جاب دے گا۔" وہ پرس بیڈ پر پھینکتی ہوئی غرائی۔
~~~~~~~~~~~

"پھوپھو کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ یہاں بھی پہنچ جائیں گیں مجھے ڈھونڈنے۔ اور یہ پیسے۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے ایک ہزار کے نوٹ کو دیکھا۔

"اس کو میں کب تک استعمال کروں گی۔" وہ جھنجھلا کر کہتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"مجھے میرے ڈاکومنٹس چاہیے۔ ہر حال میں۔" وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بول رہی تھی۔

"سردی بھی اتنی ہو گئی ہے میرے پاس کچھ ہے بھی نہیں پہننے کو۔" یکدم اس کی بھوری آنکھیں بھر آئیں۔

"آج احساس ہو رہا ہے یہ جو لوگ سڑکوں پر سوتے ہیں یا جن کے گھر میں پیسے نہیں ہوتے ان کے بچے کیسی زندگی گزارتے ہوں گے۔" وہ بے بس سی بولی۔

"مجھے کچھ کرنا ہو گا۔ میں خود تو وہاں جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔ وہاں کوئی....." وہ ہونٹوں پر انگلی رکھے سوچنے لگی۔

"وہاں بھی میرا کوئی محسن نہیں جو مجھے میرے ڈاکومنٹس دے جائے۔" وہ پیر پٹختی چلنے لگی۔

"نہیں فاطمہ کو میں مزید اس سب کا حصہ نہیں بنا سکتی۔ اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچا دی انہوں نے پھر؟" وہ سوچ کر ہی جھرجھری لینے لگی۔

"نہیں نہیں۔مجھے کچھ اور سوچنا ہوگا۔" وہ کرسی پر آ بیٹھی۔

سر مسلسل نفی میں حرکت کر رہا تھا۔

"کیسی مشکل ہے یہ۔" وہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔

"مجھے کیسے جاب ملے گی؟" یہی ایک سوال اس کے دماغ میں بارہاں سر اٹھا رہا تھا۔ اور اس کے جواب کی تلاش میں وہ ہلکان ہو رہی تھی۔

~~~~~~~~~~

وہ کالج سے واپس آتی سیدھا اپنے کمرے میں آگئی۔ بیگ صوفے پر پھینکا اور خود بیڈ پر گر گئی۔

"آج اتنی دیر لگا دی۔" روبینہ دستک دیتی اندر آئی۔

"جی خالہ۔ آج میٹنگ تھی بس اسی وجہ سے دیر ہوگئی۔" وہ انہیں دیکھتی سیدھی ہوگئی۔

"کیسا تجربہ رہا پھر اپنے فیورٹ کالج کا؟" وہ گلاس میں پانی ڈال رہی تھیں۔

"بہت اچھا۔ ان فیکٹ مجھے بہت مزا آرہا وہاں کام کرنے میں۔" بولی تو چہرہ دم بخود مسکرانے لگا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" وہ اسے مسکراتے دیکھ گلاس آگے بڑھانے لگیں۔
~~~~~~~~~~

"اگلے ہفتے ویلکم پارٹی ہے اور مجھے یقین ہے بہت آؤٹ کلاس ہوگی۔" وہ ایک سپ لیتی ہوئی بولی۔

"تو پھر مصروفیت زیادہ ہو جائے گی اگلے ہفتے؟" وہ استفسار کرتی صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"جی شاید۔" اس نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"نفیسہ بی کا فون آیا تھا شکوہ کر رہی تھیں کہ امل کو آنے نہیں دیتی ہیں۔" وہ معمول سے زیادہ سنجیدہ دکھائی دے رہی تھیں۔

"دادو کا پتہ ہی ہے آپ کو۔ بس ایسے ہی بول دیتی ہیں۔ میں سنڈے کو جاؤں گی پھر پورا دن رہوں گی ان کے ساتھ۔" وہ چادر اتار کر تہ لگانے لگی۔

"امل تم خوش ہو نہ؟" یہ ایک سوال روبینہ کو چین نہیں لینے دے رہا تھا۔

"جی خالہ۔" توقع کے عین مطابق اس نے جھوٹ ہی بولا۔ روبینہ نے گہرا سانس لیا۔

"اچھا۔ تم فریش ہو کر آجاؤ کھانا ساتھ کھاتے ہیں۔ تمہاری پھوپھو بھی منتظر ہیں۔" وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھ گئیں۔ امل نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"خالہ آج ایسے کیوں پوچھ رہی ہیں؟" وہ اس بات کو نظرانداز نہ کر سکی۔

"صائم تو کبھی کچھ نہیں کہے گا۔ دادو کو بھی کچھ نہیں بتایا میں نے۔ پھر؟" وہ الجھن میں پڑ گئی۔

"انہیں کیوں لگا میں خوش نہیں؟" وہ الماری بند کرتی ہوئی بڑبڑائی۔

"خدا جانے۔" جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔

"کھانا کھا کے میں ٹیسٹ بنا لوں گی۔" وہ دوسری الماری سے اپنے کپڑے نکالتی ہوئی بولی۔

~~~~~~~~~~~~~

"آج پھر میرے آفس میں ہو تم؟" وہ اندر آتا آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگا۔

"پاپا آج واپس جا رہے ہیں۔" وہ اسی انداز میں بیٹھی تھی۔ زایان کی جانب پشت کیے۔ وہ آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "تو پھر؟" وہ جیسے سمجھ نہ سکا۔

"شادی کی ڈیٹ فکس کرنا چاہتے ہیں وہ۔" وہ خود بھی کسی گہری سوچ میں تھی۔

"اچھا۔ تو تم کیا کہتی ہو؟" وہ سامنے پڑی فائل کھولتا ہوا بولا۔

"اتنی جلدی نہیں۔ ابھی تو ہماری منگنی ہوئی ہے۔" وہ بھی آمادہ نہ تھی۔ زایان کو تسلی ہوئی۔

"تو پھر انہیں کہہ دو کہ جب دوبارہ آئیں تب یہ ڈیٹ کا مسئلہ دیکھ لیں۔ اگر ایمرجنسی میں بھی کرنی پڑی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں آسانی سے مینیج کر لوں گا۔" عشال کے برعکس وہ مطمئن تھا۔
~~~~~~~~~~~~~

"میرا ابھی یہی ارادہ ہے۔ مگر وہ میری بات نہیں سن رہے۔ آپ انہیں خود کہہ دینا۔" وہ سر اٹھا کر اب اسے دیکھنے لگی۔ جیسے اس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ اگر وہ خود مجھ سے اس سلسلے میں کوئی بات کریں گے تو میں کہہ دوں گا۔"

اس کی نگاہیں ابھی بھی فائل پر تھیں۔

"اسے تو بند کر دیں۔ میں آپ سے اتنی ضروری بات کر رہی ہوں۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر فائل بند کر دی۔

"آج تو یہ غلطی کر دی۔ آئندہ مت کرنا۔" سخت لہجے میں باور کرایا گیا۔ آنکھوں میں ناپسندیدگی تھی۔ چہرے پر سختی۔

وہ لمحہ بھر کو اس کا چہرہ تکتی رہی۔

"میں اپنے کام کے معاملے میں بہت سخت ہوں اور ایسی حرکت دوبارہ برداشت نہیں کروں گا۔" اس نے کہتے ہوئے فائل دوبارہ کھول لی۔

"مجھے لگا شاید میری بات...."

"میں تمہاری بات سن بھی رہا تھا اور جواب بھی دے رہا تھا۔" انداز کچھ جتانے والا تھا۔ وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

"اور میرے کیبن میں بنا اجازت مت آیا کرو عشال۔" وہ اب اسی کو دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"یہ میرا آفس ہے گھر نہیں۔" وہ سر جھٹک کر دیوار کو دیکھنے لگا۔

"اچھا۔" وہ کہہ کر کھڑی ہو گئی۔ زایان نے اسے روکنے کی زحمت نہیں کی۔ نہ ہی یہ بات سوچنے کی، کہ اسے شاید برا لگا۔ وہ خاموشی سے چلی گئی۔ وہ ہنکار بھرتا پھر سے فائل کو پڑھنے لگا۔

~~~~~~~~~~~~

"بزی ہو تم؟" وہ جو میز پر جھکی بیٹھی تھی صائم کی آواز پر چونک اٹھی۔

"ہاں میں یہ ٹیسٹ بنا رہی تھی۔" وہ کہہ کر پھر سے جھک گئی۔

"میں سوچ رہا تھا آئسکریم کھانے چلیں۔ کیا خیال ہے تمہارا؟" وہ کہتا ہوا سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔

"خیال اچھا ہے مگر ابھی میرے پاس ٹائم نہیں۔" وہ محو سی بولی۔

"یہ تم واپس آکر بھی کر سکتی ہو۔ موسم اچھا ہے باہر ڈرائیو بھی ہو جائے گی۔" وہ خفا سا بولا۔
~~~~~~~~~~~~

"نہیں واپس آ کر میں تھک جاؤں گی پھر میرا دل نہیں کرے گا اور ٹائم بھی زیادہ لگے گا۔"

وہ قائل نہیں ہوئی۔ "میں کہہ رہا ہوں موسم تو دیکھو باہر کا کتنا اچھا ہے۔" وہ جب سے آفس سے آیا تھا امل کمرے میں تھی۔

"اچھا ہے؟ میں نے کیا کرنا موسم کا؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ صائم لمحہ بھر کو خاموش ہو گیا۔ "باہر چلتے ہیں۔"

"خالہ کو میں منع کر دوں گی۔ ٹینشن مت لو تم۔" وہ جیسے اس کا مفہوم سمجھ چکی تھی۔

"ماما نے نہیں کہا مجھے۔" وہ فوراً سے بول اٹھا۔

"پلیز صائم جھوٹ مت بولو۔ مجھے معلوم ہے۔" وہ بیزار سی بولی۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ ہر کام ماما مجھے کہتی ہیں کرنے کو؟" وہ اچنبھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیونکہ میں واقف ہوں ہمارے رشتے کی نوعیت سے۔ اور اس بات سے بھی کہ ہم دونوں کے بیچ کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ تمہارے دل میں نہ میرے دل میں۔" وہ چہرہ اٹھا کر سرد لہجے میں بولی۔

"مانتا ہوں میں اس بات کو۔ مگر میں کوشش کر رہا ہوں۔" وہ ہارے ہوئے انداز میں بولا۔

"مت کرو کوشش۔ کیونکہ اب کوئی فائدہ نہیں۔ ابتدا میں ہی میرا دل اچاٹ ہو گیا تھا اس رشتے سے۔ شادی کے شروع کے دن ہی تو سب سے خوبصورت ہوتے ہیں۔ وہی جب یوں گزر گئے تو آگے کیا کرنا؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی جتا رہی تھی۔

"تو میں کیا کروں تم بتا دو؟" اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔

"جو جیسے چل رہا ہے چلنے دو۔ مجھے اب اعتراض نہیں۔ میرے پاس میری خوشی کا ذریعہ میری جاب ہے۔ یہی کافی ہے مجھے۔" وہ کہہ کر پھر سے نیچے دیکھنے لگی۔

امل کا ہاتھ ساکت تھا۔ جس کا مطلب تھا وہ اس کے جانے کی منتظر ہے۔

"ٹھیک ہے۔ "کہہ کر وہ رکا نہیں۔ اس کی توقع کے مطابق وہاں سے چلا گیا۔

"سارا موڈ خراب کر دیا۔ اچھی بھلی دل لگا کر کام کر رہی تھی۔" وہ تاسف سے کہتی کتاب کے صفحے پلٹنے لگی۔

~~~~~~~~~~~

"آج واپس جانے کا ارادہ نہیں؟" جم میں اس وقت اکا دکا لوگ دکھائی دے رہے تھے۔

"دل تو نہیں کر رہا۔" وہ تولیے سے پسینہ صاف کرتا بیٹھ گیا۔

"کیوں دل کہاں لگا لیا؟" وہ شریر لہجے میں گویا ہوا۔ صائم نے جواب میں کچھ نہ کہا۔
~~~~~~~~~~~

"اچھا کس وجہ سے پریشان ہے بتا؟" وہ گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا جو رات کے بارہ بجا چکی تھی۔

"یار تو نے مجھے کہا تھا نہ کہ میں اپنے رشتے کو ایک موقع دوں؟ کوشش کروں؟" وہ آنکھوں میں سوال لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں بلکل میں نے کہا تھا۔ تو پھر؟" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔

"میرا نہیں خیال ہمارے رشتے میں بہتری کی گنجائش نکلتی ہے۔" وہ ناامید ہو چکا تھا۔

"تو کیا تم اب بھی پہلے کی طرح رہتے ہو؟ انجان لوگوں کی طرح؟" وہ غیر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں۔ جتنی میرے بس میں ہے۔ مگر امل کی بات مجھے بلکل درست لگی۔" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولا۔

"کون سی بات؟" زایان کی پیشانی پر شکنیں ابھریں۔

"یہی کہ ہم دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لئے کوئی جذبہ نہیں۔ اور اتنا وقت بہت ہوتا ہے یار۔ لیکن آج بھی ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں سے آغاز ہوا تھا۔" وہ دو انگلیوں سے پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

"تو پھر کیا سوچا ہے تم نے؟" وہ اس کی بات سمجھ چکا تھا اور خود دیکھ بھی چکا تھا اس لئے اب کی بار مجبور نہیں کیا۔

"میں سوچ رہا ہوں ہم دونوں کو اس مجبوری سے آزاد کر دوں۔ مجھے کوئی حق نہیں اسے خود سے باندھ کر رکھوں۔ اس کی زندگی خراب کروں۔" وہ نفی میں سر ہلاتا بول رہا تھا۔

"اور آنٹی؟ ان کو قائل کر لے گا؟" وہ تشویش سے بولا۔

"ماما کو بھی اب یہ بات کھٹکنے لگی ہے۔ میرا خیال ہے وہ ذہنی طور پر تیار ہیں۔" اس نے سر اٹھا کر زایان کو دیکھا۔ "اگر ایسا ہے تو پھر تم دیکھ لو۔ بھابھی کے لحاظ سے تو یہ بات بلکل ٹھیک ہے کہ انہیں بھی حق ہے خوش رہنے کا۔ مگر میں پھر بھی تمہیں کہوں گا کہ ایک بار دوبارہ سوچ لو۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"یہ شادی کھیل تو نہیں ہوتا کہ جس کے ساتھ دل چاہا کھیل لیا۔" زایان زخمی سا مسکرایا۔

صائم نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"چل اٹھ اب گھر چل۔ یہ کیا لڑکیوں کی طرح روگ پال کر بیٹھا ہے تو۔" اس نے صائم کی بازو پر مکا مارا۔

وہ مسکراتا ہوا اپنا بیگ اٹھانے لگا۔

"صبح میری میٹنگ ہے۔ اور مجھے نیند بھی آرہی ہے۔" وہ ہاتھ منہ پر رکھے جمائی روکتا ہوا بولا۔

"چل چلیں۔" وہ بیگ اٹھائے ہوئے تھا۔ زایان نے اپنا بیگ اٹھایا اور اس کے ہمراہ باہر نکل گیا۔

~~~~~~~~~~~

دو دن بعد بالآخر وہ وہاں کھڑی تھی جہاں اس کا جانے کا ارادہ نہیں تھا۔

آنکھوں میں الجھن لئے وہ لب کاٹتی گیٹ کو دیکھ رہی تھی۔ چوکیدار اس سے اندر جانے کا پوچھ چکا تھا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"اب باہر ہی کھڑی رہو گی یا اندر بھی آؤ گی۔" اسے اپنے عقب سے رایان کی آواز سنائی دی۔

"ہاں؟" وہ چونک کر پیچھے مڑی۔

"باہر ہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے کیا؟" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔

"ہاں۔ نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~~

"چلو اندر چل کر بات کرتے ہیں۔" وہ چوکیدار کو اشارہ کرتا ہوا بولا۔ مشائم سر جھکائے اس کے عقب میں چلنے لگی۔ شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ بادلوں کے باعث آج اندھیرا جلد ہی ہو گیا تھا۔

"آج میں اتفاقاً کالونی میں واک کرنے چلا گیا۔ میں اگر واک پر نہ گیا ہوتا تو تم تو اندر ہی نہ آتی؟" وہ صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"نہیں اب ایسی بھی بات نہیں۔" وہ بال کان کے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔

"آج بھی پیٹ بھر کر آئی ہو؟" وہ مبہم سا مسکرایا۔

"آج رات کا کھانا تمہاری طرف سے کھاؤں گی میں۔" وہ جن حالات میں تھی بڑی مشکل معدوم سا مسکرا سکی۔

"ضرور کھاؤ۔ یہ تمہاری بازو پر زخم کیسے ہیں؟ پہلے تو نہیں دیکھے۔" زایان کی نگاہ اس کی بازو پر پڑی تو آنکھوں میں حیرت سمٹ آئی۔

وہ بلیڈ سے لگائے گئے کٹ کے نشان تھے, زخم تو بھر گیا تھا مگر نشان اتنی جلدی جانے والے نہیں تھے۔

"نئے زخم ہیں۔" وہ بازو اوپر کر کے دیکھتی مسکرائی۔

"کیا مطلب؟ اور یہ کیسے چوٹ لگی ہے تمہیں کچھ عجیب ہے۔" وہ نا سمجھی کے عالم میں کہتا آگے ہوا۔

"مجھے نہیں سمجھ آرہا کہاں سے شروع کروں؟" وہ لبوں پر زبان پھیرتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"صاف صاف بات کرو۔ پہیلیاں کیوں بوجھوا رہی ہو؟ اور تم اس وقت اکیلی آئی ہو؟"

اسے وقت کا اب احساس ہو رہا تھا۔ مشائم خاموش رہی۔ کیا بتاتی اور کیا نہ؟

"مجھے تمہاری مدد چاہیے۔" وہ نظریں ملانے سے گریز کر رہی تھی۔

"کیسی مدد؟" وہ مزید الجھ گیا۔

"میرے روم سے میرے ڈاکومنٹس لا دو کسی طرح۔" بولتی تو آواز قدرے کمزور تھی۔

"مجھے اب غصہ آرہا ہے تم پر۔مجھے پہلے بتاؤ ہوا کیا ہے؟ کیا چل رہا ہے؟ ڈاکومنٹس کیوں چاہیے تمہیں؟ یہاں کیا کر رہی ہو تم؟" وہ درشتی سے کہتا سنگل صوفے سے اٹھ کر بڑے صوفے پر آبیٹھا۔ دونوں کے بیچ فاصلہ ہنوز برقرار تھا۔ "میں بھاگ کر آئی ہوں وہاں سے۔ پھوپھو جائیداد کے لئے میری جان کی دشمن بن گئی تھیں۔" اس نے کہہ کر لب بھینچ لیے۔ نگاہیں سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ پر تھیں۔ زایان کو ان زخموں کا سبب اب بخوبی سمجھ آگیا۔

"آج ہی آئی ہو وہاں سے؟" وہ تشویش سے بولا۔ آواز مدھم ہو گئی۔

"نہیں۔ چار پانچ دن ہو گئے شاید۔" اس نے حساب نہیں لگایا۔

"اور تم آج آرہی ہو یہاں؟ اتنے دن سے کہاں تھی؟" اسے حیرت ہوئی۔

"ہوٹل میں تھی۔" مختصر سا جواب آیا۔

"اسی دن کیوں نہیں آئی میرے پاس؟" اس نے مشائم کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

"ایسے ہی۔" وہ اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"ایسے ہی تو نہیں۔" وہ تنقیدی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مت مانو۔ تمہاری مرضی۔" اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

"انا آڑے آ گئی نہ تمہاری؟" زایان نے اس کی بازو پکڑ کر چہرہ اپنی جانب موڑا۔ مشائم چند لمحے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر دھیرے سے مسکرائی۔

"ہو سکتا ہے۔" اس نے کہہ کر اپنی بازو آزاد کروائی۔

"تمہاری انا نے تمہیں یہاں آنے نہیں دیا۔ آئی لائک اٹ۔" وہ کہتا ہوا سیدھا ہو گیا۔ لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ تھی۔

"تو کیا کرتی؟ روتی ہوئی تمہارے پاس آجاتی؟" وہ تنک کر بولی۔ نگاہیں زایان کے چہرے پر تھیں۔

"اچھا کیا روتی ہوئی نہیں آئی۔ ورنہ دروازے سے باہر کر دیتا۔" اتنا سرد لہجہ تھا کہ مشائم کے اندر تک یہ سرد مہری سرایت کر گئی۔ وہ بے حس تھا تو چٹان کی مانند۔ اس نے جواب میں کچھ نہ کہا۔

"اگر میں وہاں گیا تو یقیناً وہ مجھے تمہاری کمرے تک رسائی حاصل نہیں کرنے دیں گے۔ اس کے بارے میں ہم کل سوچیں گے۔ تم فلحال اوپر والا گیسٹ روم استعمال کرو۔" خانساماں کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔ زایان نے گرم گرم چائے کا کپ اس کے سامنے رکھ دیا۔

"مجھے ہوٹل واپس جانا ہے۔" وہ احتجاجاً بولی۔

"کھانے کے بعد؟ وہ بھی اکیلے؟" وہ بے ساختہ ہنسا۔

"کافی وقت سے اکیلے ہی سفر کر رہی ہوں میں۔ مجھے فکر نہیں۔" وہ کپ اٹھاتی مضبوط لہجے میں بولی۔

"مانتا ہوں مگر مجھے بھی تو مہمان نوازی کا موقع دو۔ آخر کو میری کزن ہو تم۔" اس نے کسی بھی طرح قائل کرنا چاہا۔ "میں یہاں نہیں ٹھہر سکتی۔" اس کے بعد اب ایک بھی روپیہ نہیں تھا مگر پھر بھی دل آمادہ نہیں تھا۔

"نہیں تمہاری انا کو ٹھیس نہیں پہنچے گی۔ اور بہت سوچ سمجھ کر کوئی بھی قدم اٹھانا ہوگا ایسے جلد بازی میں نہیں۔" وہ اپنا کپ اٹھاتا ہوا بولا۔

"مجھے جاب چاہئیے جلد از جلد۔" وہ بے چینی سے کہتی پھر سے نگاہوں کا رخ پھیر گئی۔

"مجھے معلوم ہے تمہیں اتنی جلدی میں جاب کیوں چاہئیے؟ اسی لئے کہہ رہا ہوں ہوٹل واپس نہیں جانا تم نے۔ اور جاب سمجھو تمہیں مل گئی۔ صبح میرے ساتھ میرے آفس چلنا۔" اس نے مسکرا کر ٹینشن کم کرنا چاہی۔

"تمہارے آفس...." اس نے زیر لب دہرایا۔

"میں کیسے وہاں جاب کر سکتی؟ مجھے کوئی تجربہ نہیں میڈیسن کا۔" وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم پرانے آفس میں کس ڈیپارٹمنٹ میں تھی؟" وہ داڑھی کھجاتا ہوا پوچھنے لگا۔

"اکاؤنٹس۔" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی جیسی اس کے سوال کا مطلب نہ سمجھ سکی ہو۔

"میرے آفس میں بھی تم اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں کام کروگی۔ سمپل۔" وہ ایسے بولا مانو سارے مسئلے ہی ختم۔ "اچھا۔" وہ پر سوچ انداز میں کہتی سینڈوچ اٹھانے لگی۔ "اگر تم چاہو تو روم میں جا کر فریش ہو سکتی ہو۔" وہ گھڑی دیکھتا کھڑا ہو گیا۔

وہ سر ہلاتی کھڑی ہوگئی۔ سینڈوچ ہاتھ میں لئے، دوسرے بازو میں پرس ڈالے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی۔ زایان نے پھر سے گھڑی کو دیکھا۔ وہ صائم اور اسد کا منتظر تھا۔ "بس آتے ہی ہوگے تم دونوں۔ " وہ سپ لیتا ہوا بولا۔

~~~~~~~~~~~~

آج وہ خود کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ وجہ شاید صائم تھا جس سے اس کا سامنا نہیں ہوا تھا پورے دن میں۔

"دادو آپ کیا ڈھونڈ رہی ہیں؟" وہ بولتی ہوئی ان کے کمرے میں آگئی۔

"تمہاری ماں کی چادر تھی ایک۔ نجانے کہاں رکھ بیٹھی ہوں؟" وہ سر تھام کر بیڈ کر کنارے پر بیٹھ گئیں۔

"تو رہنے دیں۔ مل جائے گی۔ ابھی کیا کرنی آپ کو؟" وہ دونوں آبرو اچکا کر کہتی ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"میں سوچ رہی تھی سردی آگئی ہے تو تمہیں دے دوں۔ تمہاری ماں کی نشانی ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔

"اچھا چلیں کوئی بات نہیں۔ جب ملے تب بھیجوا دینا۔" وہ کپڑے اٹھا کر تہ لگانے لگی۔

"صائم گھر پر نہیں تھا؟ جو تم نے ڈرائیور کو بلایا۔"
~~~~~~~~~~~~

"نہیں تھا۔ میں نے پیپرز چیک کر لئے تھے۔ فارغ تھی اس لئے سوچا آپ سے مل لوں۔" وہ فرش سے دوپٹہ اٹھاتی ہوئی بولی۔

"اب تو زیادہ مصروف ہو گئی ہو گی جاب کی وجہ سے؟" وہ تشویش سے بولیں۔

"جی اب تو پتہ ہی نہیں چلتا دن شروع کہاں اور ختم کہاں؟" وہ ہنستی ہوئی ان کے پاس آ بیٹھی۔

"تھک تو نہیں جاتی؟" وہ اس کے لئے فکر مند تھیں۔

"نہیں۔" وہ عجیب نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

"اتنی جلدی تم پر اتنی ذمہ داریاں آن پڑیں۔ تم تو اپنا ناشتہ تک نہیں بناتی تھی۔" وہ سر جھکا گئیں تاکہ آنکھوں کی نمی چھپا سکیں۔

"دادو اب ان سب باتوں کا کیا فائدہ۔" وہ ویران آنکھوں سے دوسری سمت دیکھنے لگی۔

"تم سالگرہ پر بھی مجھ سے ملنے نہیں آئی؟ میں تو سوچ رہی تھی بات نہیں کروں گی تم سے اب جب آؤ گی۔" وہ سہولت سے موضوع تبدیل کر گئیں۔

"اچھا تو پھر میں واپس جاؤں؟" وہ سنجیدگی سے کہتی کھڑی ہو گئی۔

"تم کب سے اتنی سنجیدہ ہو گئی امل؟" نجانے انہیں اس کے یہ انداز اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

"میں کچن میں دیکھ کر آتی ہوں گوشت گلنے میں اتنا وقت کیوں لے رہا ہے۔ یہ میڈم جان بوجھ کر دیر سے کام کرتی ہے سارے۔" وہ خفگی چہرے پر سجائے کمرے سے باہر نکل گئی۔

امل اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی نفیسہ اس کے جانے سے یہ بات سمجھ گئی تھیں۔

"کیا امل خوش نہیں؟" بے ساختہ ان کے لبوں سے یہ الفاظ پھسلے۔

وہ کچن سے باہر نکلی تو لاؤنج میں نفیسہ کے ساتھ ایک خاتون بیٹھی تھی۔

وہ آگے بڑھتی گئی تو چہرے پر شناسائی کی رمق ابھری۔ "آنٹی شیریں کیسی ہیں آپ؟" وہ خوشی سے بولی۔

"میں بلکل ٹھیک تم بتاؤ؟" وہ اٹھ کے اس سے گلے ملیں۔ "میں بھی ٹھیک۔" وہ ان سے الگ ہوتی ہوئی بولی۔

"نفیسہ باجی اب تو انکار نہیں کرنا آپ نے امل بھی آئی ہوئی ہے اسی بہانے ہمارے گھر آجائے گی۔" وہ نفیسہ بی کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

"کس بہانے؟" امل کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"ایک منٹ گھر سے فون آرہا ہے۔ آپ لوگ اب دیر مت کریں اور جلدی سے آجائیں ورنہ میں ناراض ہوں گی۔" وہ خفا خفا سی کہتی چلی گئیں۔

"دادو یہ کیا کہہ رہی تھیں؟" وہ پوچھتی ہوئی ان کے مقابل آ بیٹھی۔

"ان کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی یاد ہے نہ تمہیں؟ اس کی آج شادی کی سالگرہ ہے۔ مجھے مدعو کیا تھا مگر ذہن سے نکل گیا۔ اب دوبارہ بلانے آئی تھی۔ ذہن ہی ایسا ہو گیا ہے میرا کچھ یاد ہی نہیں رہتا کیا سوچتی ہو گی کہ میں نخرے کر رہی ہوں۔" وہ بھولنے پر افسوس کر رہی تھیں۔

"ارے نہیں دادو۔ انہیں بھی اچھے سے پتہ ہے آپ کا۔" اس نے نفی کی۔

"پھر تم تیار ہو جاؤ جلدی سے۔ آٹھ بجے کا پیغام ہے۔" وہ آنکھیں چھوٹی کیئے سامنے دیوار پر لگے کلاک کو دیکھنے کی سعی کرتی ہوئی بولیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں آپ کا بھی کوئی اچھا سا سوٹ نکال دیتی ہوں۔" وہ بولتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"جاؤ جو مرضی نکال دو میں نے فیشن شو میں تھوڑی جانا۔" انہوں نے ہاتھ لہرایا۔

امل جامنی رنگ کی فراک زیب تن کیئے ہوئے تھی جس کے کنارے فرش کو چھو رہے تھے۔ بالوں کو ٹیل پونی میں مقید کیئے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیا گیا تھا۔ وہ نفیسہ کے ساتھ والی کرسی پر براجمان تھی۔

لان میں بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کرسیوں کے سامنے ٹیبل تھے اور سامنے دیوار پر ہیپی اینیورسی والے غبارے لگے تھے۔ پورا لان روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ ان کے عقب میں لگے درختوں پر بھی لائٹیں لگائی گئیں تھیں۔ امل نے تنقیدی نگاہوں سے آس پاس کا جائزہ لیا۔ ہر چیز خوبصورت تھی اور سب سے خوبصورت اس کپل کی مسکراہٹ تھی جس نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

وہ کیک سامنے رکھے کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ امل نے محسوس کیا کہ دل خوش ہو تو مسکراہٹ میں کیسا فرق آتا ہے۔

"لگتا ہے اس کا شوہر بہت محبت کرنے والا ہے۔" اس نے دادی کے کان میں سرگوشی کی۔

"ہاں ماشاءاللہ بہت ہی نیک بچہ ہے۔ اور محبت بھی بہت کرتا ہے نادیہ سے۔" وہ ان دونوں کو دیکھتی مسرت سے بولیں اس بات سے انجان کہ امل کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔

"کاش مجھے بھی ایسا ہی شوہر ملتا۔ مجھ سے محبت کرنے والا۔ میرا خیال رکھنے والا۔" وہ ان دونوں کو نظروں کے سامنے رکھتی دل ہی دل میں گویا ہوئی۔ چھری اٹھاتے ہوئے ہلکا سا

کٹ نادیہ کی انگلی پر لگ گیا جس پر اس کا شوہر بوکھلا گیا۔ اس کے چہرے پر کتنی فکر تھی امل بس حسرت زدہ سی انہیں دیکھے گئی۔

"زیادہ نہیں لگی۔" وہ مسلسل بول رہی تھی مگر اس کا شوہر اس کا ہاتھ پکڑے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ فسٹ ایڈ باکس آیا تو وہ خود اس کی انگلی پر بینڈ لگانے لگا۔

"دادو کتنا وقت لگے گا؟" وہ مزید یہ سب دیکھنے کی روداد نہ تھی۔ بولتے بولتے چہرے پر بیزاری عود آئی۔

"تمہیں کس بات کی جلدی ہے؟" وہ چہرہ موڑتی ہوئی اسے گھورنے لگیں۔

"نہیں ایسے ہی۔" وہ خجل سی ہو گئی۔

"چپ کر کے بیٹھی رہو۔" اسے جھڑک کر خاموش کروا دیا نفیسہ نے۔

~~~~~~~~~~~~~

"ایسے ہر کسی کو جاب دیتے ہو تم؟" وہ اس کے سامنے والی کرسی سنبھالتی ہوئی بولی۔

"نہیں یہ خاص رعایت کسی کسی کو دیتا ہوں میں۔" وہ تفاخر سے کہتا کرسی آگے کرنے لگا۔
~~~~~~~~~~~~~

"مجھے احسان نہیں چاہئیے کوئی۔ اچھا۔ اب مجھے بتادو جو بھی ٹرمز اور کنڈیشنز ہیں یہاں کام کرنے کی۔" وہ مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ تھی جب نگاہ زایان کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی پر کا ٹھہری۔

"سیلری تمہاری پچاس ہزار ہوگی۔ اور رولز وغیرہ تمہیں مہدی سمجھا دے گا۔ یہاں سے سیدھا جا کر لیفٹ پر اس کا کیبن ہے جا کر مل لو۔" وہ اپنی ہی رو میں بولتا جا رہا تھا۔

"کیا تم سب کو سٹارٹنگ سیلری اتنی ہی دیتے ہو؟" وہ خاموش ہوا تو ششدر سی بولی۔

"تمہارے پاس شاید دو تین سال کا تجربہ ہے اور..." وہ بول رہا تھا کہ دروازہ ناک ہوا۔

"یس۔" زایان بلند آواز میں بولا تو عشال دروازہ کھولتی اندر آگئی۔

"جی مس عشال؟" اس نے دائیں آبرو اچکائی۔

"مجھے نہیں پتہ تھا آپ بزی ہیں۔" وہ مشائم کی پشت دیکھتی ہوئی بولی۔

"اب علم ہو گیا تو جائیں۔" وہ ہاتھ سے اشارہ کرتا ہوا بولا۔ "اچھا۔" وہ ایک نظر زایان کو دیکھتی پھر ایک نظر مشائم کی پشت پر ڈالتی باہر نکل گئی۔

"اچھا۔مجھے ایڈوانس میں چاہئیے پہلی سیلری۔" وہ لب کاٹتی اسے دیکھ رہی تھی جو خاموش تھا۔

"اوکے مل جائے گی۔ اور ایک بات۔ "اسے کھڑا ہوتے دیکھ وہ سرعت سے بولا۔

مشائم ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے اسے سن رہی تھی۔

"ہوٹل تمہیں میں ڈراپ کروں گا۔ اور اپنے گھر سے کچھ بھی منگوانے کا ارادہ ترک کر دو۔ بلکہ یہ خیال بھی اپنے دماغ سے نکال دو۔ جتنا کام کرنا ہے میری کمپنی میں کرو۔ "وہ بہت سوچ سمجھ کر بول رہا تھا۔

"فلحال کیلیئے تو ٹھیک ہے۔ مگر مجھے اپنے بل بوتے پر اپنا نام بنانا ہے۔ مراعات نہیں چاہیئے اس لیئے ایک دن اس کمپنی کو چھوڑنا ہے مجھے۔ "وہ اپنا بیگ اٹھاتی ہوئی بولی۔

زایان کو اس کی خودسری یا خوداری کہہ لیں، بہت پسند تھی۔

"اچھا خیر وہ بعد کی باتیں ہیں۔ "وہ بس مسکرا ہی سکتا تھا اس کی بات پر۔

"تم مہدی سے جا کر مل لو سارا کام سمجھا دے گا وہ۔ "وہ ٹیک لگا تا ایزی ہو گیا۔

"ٹھیک ہے سر۔ "وہ مسکرا کر بولی تو زایان بھی مسکرانے لگا۔

~~~~~~~~~~~~

"مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ "وہ کہتا ہوا اس کے عقب میں آ کھڑا ہوا۔

"کون سی ضروری بات؟ "امل کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی۔
~~~~~~~~~~~~

"بیٹھو یہاں۔" اس کا اشارہ صوفے کی سمت تھا۔ وہ بالوں کو کیچر لگاتی صوفے پر آ بیٹھی۔

"میں سوچ رہا ہوں تمہیں اس بوجھ سے آزاد کر دوں۔" سر جھکا ہوا تھا۔

"مطلب؟" وہ جان بوجھ کر انجان بنی۔

"مطلب یہ ہے تمہیں پورا حق ہے خوش رہنے کا۔ ایک اچھی زندگی گزارنے کا۔ اس رشتے میں باندھ کر میں تم سے تمہارا یہ وقت چھیننا نہیں چاہتا۔" سر نفی میں حرکت کر رہا تھا۔

"اور خالہ؟ ان کو کیسے قائل کرو گے؟" اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ کیونکہ وہ واقف تھی ایک نہ ایک دن یہ وقوع پذیر ہونا ہی تھا۔

"ماما کو میں سمجھا لوں گا۔ تم بتاؤ اپنی مرضی؟" وہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے میرے بارے میں سوچا مجھے اچھا لگا۔ اور یقین مانو تو مجھے بھی اس رشتے سے آزادی چاہئیے۔" اس نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"ٹھیک ہے پھر ہم سب کو سچ ہی بتائیں گے۔ اس رشتے کو ختم کرنے کے لیے جھوٹ کو بنیاد نہیں بنائیں گے۔" اسے ایسا لگے جیسے کوئی بوجھ کندھوں سے ڈھلک گیا ہو۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں اس بات پر۔ میں دادو کو سمجھا لوں گی۔ خالہ سے بات کرنا تمہارا کام ہے۔" وہ کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"ٹھیک ہے تم تیار رہو۔ مزید وقت نہیں لوں گا تمہارا۔" اسے علم تھا کہ وہ لیٹ ہو جائے گی اگر مزید بات کی تو۔

"تھینک یو صائم۔" وہ پھیکا سا مسکرا کر کہتی ڈریسنگ کے جانب بڑھ گئی۔ صائم گہرا سانس لیتا کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا جہاں دن نکلا ہوا تھا۔ آج کڑک دھوپ کے باعث سردی کم تھی۔

"شاید اس بے رنگ رشتے سے نجات مل جائے اب مجھے. جس نے میری زندگی کے بھی سبھی رنگ چھین لیئے۔" وہ کرب سے کہتی زینے اترنے لگی۔

"ویسے بھی جہاں دل بھر جائیں وہاں کسی بھی نوعیت کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔" وہ سرگوشیاں کرتی گاڑی میں آ بیٹھی۔ "چلیں؟ میڈم؟"

ڈرائیور کی آواز پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا اور ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگی۔

~~~~~~~~~~~

"تم فری نہیں ہوئے؟" مشائم نے دروازہ کھولا تو سامنے زایان فائل میں سر دیئے بیٹھا تھا۔

"بس فری ہی ہوں۔ دو منٹ بیٹھ جاؤ۔" وہ پیشانی پر بل ڈالے نظریں جھکائے ہوئے تھا۔

دروازہ ابھی بند ہی ہوا تھا کہ عشال کھول کر اندر آ گئی۔
~~~~~~~~~~~

مشائم کے بھورے بال دیکھ کر وہ اسے پہچان گئی۔ وہ آنکھیں سکیڑے آگے آتی اسے دیکھنے لگی۔ گندمی رنگت, باریک گلابی ہونٹ, بھورے بال۔ وہ تسلی سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

"آپ کون ؟" عشال کی آواز پر زایان نے سر اٹھایا۔

"امم میں۔" مشائم الجھ کر زایان کو دیکھنے لگی۔

"عشال کوئی کام تھا ؟" زایان اس سے مخاطب ہوا۔

"جی۔ میں گھر جا رہی تھی تو سوچا۔"

"تو پھر گئی نہیں گھر ؟" وہ اس کی بات مکمل ہونے سے قبل بول اٹھا۔

"میں سوچ رہی تھی کافی پینے چلیں۔" اس نے ناگواری سے مشائم کو دیکھا۔

"آج تو ٹائم نہیں ہے میرے پاس۔" اس کے صاف انکار پر اسے غصہ آنے لگا۔

"کیوں ؟" وہ آگے آتی ہوئی بولی۔

"کچھ ضروری کام ہے۔ اب میں ہر کام تمہیں بتانے کا پابند تو نہیں ہوں۔" کھردرے لہجے میں باور کرایا گیا۔

"بلکل۔" وہ سر ہلاتی ہوئی بولی۔

"میں بھول گئی تھی۔" وہ چبا چبا کر کہتی پلٹ گئی۔ ایک نظر مشائم پر ڈالتی وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

"تمہاری فیانسی تھی یہ؟" وہ جھجھک کر کہتی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"امم۔ ہاں۔" مختصر سا جواب آیا۔

"تم نے بتایا ہی نہیں۔" وہ دل مسوس کر رہ گئی۔

"کیا بتاتا؟ منگنی ہی ہے۔" وہی لاپرواہ سا انداز۔ مشائم نے مزید کوئی سوال نہ کیا۔

"چلیں؟" وہ فائل بند کرتا کھڑا ہو گیا۔

"ہاں۔" وہ بیگ کاندھے پر ڈالتی ہوئی بولی۔

"تمہاری فیورٹ ڈش کون سی ہے؟" وہ ریک میں فائل رکھ رہا تھا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" وہ اسے سمجھنے سے قاصر تھی۔ "مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ سوچ رہا ہوں آج تمہاری فیورٹ ڈش ٹرائی کروں۔" وہ ٹیبل سے فون اور چابیاں اٹھاتا ہوا بولا۔

"چکن اچاری کڑاہی۔" وہ کہتی ہوئی چلنے لگی۔

"چلو پھر میں تمہاری ڈش ٹرائے کروں گا تم مغلائی ہانڈی ٹرائے کرنا۔ میری فیورٹ۔" وہ جیب میں فون ڈالتا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ مشائم نے جواب میں کچھ نہ کہا۔

~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~

"تم اتنی چپ چپ کیوں رہتی ہو؟ پہلے تو ایسی نہیں تھی؟" روبینہ اسے کب سے دیکھ رہی تھی۔

"ایسے ہی خالہ۔" وہ جواباً مسکرائی۔

"ایسے تو نہیں۔ صائم بھی اتنا لیٹ گھر آنے لگا ہے۔ کوئی مسئلہ چل رہا ہے؟" وہ کھیرا اٹھا کر کاٹنے لگیں۔

"نہیں خالہ کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے۔ کالج سے آکر تھک جاتی ہوں نہ بس اسی لئے۔" وہ کہہ کر برتن نکالنے لگی۔ "میں نے تمہیں اور صائم کو کبھی ایک دوسرے سے بات کرتے نہیں دیکھا۔ نہ ہی تم اس کے ساتھ کہیں جاتی ہو۔ ایسا کیوں؟" وہ کھیرے کا چھلکا اتارتے اتارتے رک گئیں۔

نگاہیں امل پر تھیں۔

"آپ بلاوجہ کچھ بھی سوچتی رہتی ہیں۔ پھوپھو کل سے مجھے کہہ رہی ہیں کہ آپ کے ساتھ انہیں مارکیٹ جانا ہے۔ کیوں نہیں جا رہیں آپ؟" وہ پلیٹیں سلیب پر رکھتی خفگی سے بولی۔

"ہاں مجھے بھی کہا تھا نازیہ نے۔ مجھے دراصل ڈاکٹر کے پاس جانا تھا جمعرات کو۔ تو میں سوچ رہی تھی تبھی مارکیٹ بھی چلے جائیں۔" وہ گاجر کاٹنے لگیں۔

"تو پھر انہیں بتایا کیوں نہیں آپ نے؟ وہ سمجھ رہی ہیں شاید آپ جانا نہیں چاہتی۔" وہ دراز کھول کر اندر ہاتھ مار رہی تھی۔

"نہیں نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں ابھی کہہ دوں گی اسے۔" وہ سنک کے پاس آتی ہوئی بولی۔

"ہو گیا سلاد؟" امل پلیٹ اٹھاتی ہوئی بولی۔

"ہاں ہو گیا۔" وہ ہاتھ دھو رہی تھیں۔

~~~~~~~~~~~

"اسے برا لگا ہوگا۔" وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کسے؟" وہ الجھا۔

"تمہاری فیانسی کو۔ اور کسے۔" وہ سیٹ بیلٹ باندھ رہی تھی۔

"اسے عادت ہو گئی ہوگی۔" وہ بے نیازی سے کہتا گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

"تمہاری پسند کی منگنی ہے؟" وہ بظاہر فون کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

"ہمم..." زایان سامنے سڑک کو دیکھ رہا تھا۔

"جاب مل گئی تمہیں۔ اب بتاؤ اور کیا ٹینشن ہے؟" وہ پلیٹ میں چاول ڈال رہا تھا۔

"اور تو کوئی ٹینشن نہیں۔" وہ سوچتی ہوئی نفی میں سر ہلانے لگی۔
~~~~~~~~~~~

"ویسے میرا خیال ہے تمہیں ہوٹل میں نہیں رہنا چائیے۔ جب میرا گھر ہے تو کیا ضرورت ہے تمہیں وہاں رہنے کی؟" زایان نے اسے گھورا اور پھر رائتہ اٹھانے لگا۔

"میں کیسے رہ سکتی ہوں تمہارے گھر میں؟ جہاں تم اکیلے رہتے ہو۔" وہ آواز کو آہستہ رکھتی ہوئی بولی۔ آنکھوں میں شکایت تھی۔

"ہاں۔ معیوب تو ہے ایسے تنہا میرے ساتھ رہنا۔" وہ سر ہلاتا ہوا بولا۔

"لیکن تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجھک مجھ سے کہہ دینا۔" وہ سالن اٹھا رہا تھا۔

"بہت شکریہ تمہارا۔ تم پہلے ہی بہت کر چکے ہو میرے لئے۔" وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی بولی۔

"غیروں والی بات مت کرو۔ تم ماما کی فیورٹ تھی۔ مجھے ابھی بھی یاد ہے۔" بولا تو آنکھوں میں اک چمک سی تھی۔ "تمہیں یاد ہے؟" مشائم کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

"ہاں۔ سب یاد ہے مجھے۔" لب دھیرے سے مسکرائے۔

"یاد ہے جب تائی امی مجھے پیار کرتی تھی تو تم کتنا جیلیس ہوتے تھے؟" وہ پرانے وقت یاد کرتی ہنسنے لگی۔

"ہاں اسی وجہ سے مجھے تب تم بری بھی لگتی تھی۔" وہ بھی ہنس رہا تھا۔

"بری لگتی تھی تو پھر اب اتنی مدد کیوں کر رہے ہو؟" وہ دونوں آبرو اچکاتی ہوئی بولی۔

"بری لگتی تھی۔ ویسے بھی یہ سب میں اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ تم میری ماں کی فیورٹ تھی۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔ نرم اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں وہ اپنا ارادہ اور سبب بیان کر چکا تھا۔

"اچھا جی۔" وہ سر ہلاتی بوتل پینے لگی۔

"کچھ میٹھا منگواؤں؟" وہ ہاتھ صاف کرتا پوچھنے لگا۔ "نہیں بلکل نہیں۔ میرا پیٹ بھر گیا ہے۔" وہ تیزی سے بولی۔ "اچھا ٹھیک ہے۔" وہ ویٹر کو اشارہ کرتا ہوا بولا۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ مشائم لمحہ بھر کو بنا پلک جھپکے اسے دیکھے گئی۔ زایان نے چہرہ اس کی جانب کیا تو فوراً نگاہ جھکا گئی۔ وہ اس کی چوری پکڑ چکا تھا۔ مشائم کی اس حرکت پر بے ساختہ زایان کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"یہ ہوٹل ہے؟" اس کے چہرے پر ناپسندیدگی تھی۔

"تم ٹھہرے بڑے لوگ۔" وہ کہتی ہوئی چلنے لگی۔ زایان تنقیدی نگاہیں ارد گرد ڈالتا چل رہا تھا۔

"مشائم سئیر ئسلی تم اس کمرے میں رہتی ہو؟" وہ ہکا بکا سا رہ گیا۔

"ہاں۔ اسی کمرے میں۔" اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ "اتنا چھوٹا کمرہ۔ تم جانتی ہو نہ تمہارے باپ کی کمائی کتنی ہے؟ تمہیں تو خود کام کرنے کی بھی ضرورت نہیں اور تم یہاں اس حال میں رہ رہی ہو؟" وہ ششدر سا بولا۔

"میں سب جانتی ہوں۔ اور تم کیا کہنا چاہتے ہو میں وہاں واپس چلی جاؤں؟ جانتے ہو پھوپھو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟" وہ غم اور غصہ آنکھوں میں لئے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ خاموش رہا۔

"یہ بازو تو تم دیکھ ہی چکے ہو۔ یہ بھی دیکھو۔" اس نے دوسری بازو آگے کی۔ جہاں زخموں کے نشان دکھائی دے رہے تھے۔

"میں اتنی کمزور نہیں تھی کہ خود کو مرنے کے لیے وہاں چھوڑ دیتی۔" وہ ہنکار بھر کر کہتی بیگ رکھنے لگی۔ "سوری۔" وہ نادم سا ہو گیا۔

"اٹس اوکے۔" وہ مبہم سا مسکرائی۔

"چلو اب کم از کم مجھے یہ تو معلوم ہے کہ تم ہو کہاں۔" وہ جیب میں دونوں ہاتھ ڈالتا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ مشائم جواباً مسکرائی۔

"اب چلتا ہوں میں۔ تم بھی آرام کرو۔" وہ دروازے کے وسط میں رک گیا۔ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر گڈ نائٹ۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "گڈ نائٹ۔" وہ دروازہ بند کرتا باہر نکل گیا۔

مشائم نے ایک نظر کمرے پر ڈالی۔ "تمہیں عادت ہے محل میں رہنے کی۔ تم کہہ سکتے ہو۔" وہ کہتی ہوئی دوپٹہ اتارنے لگی۔

"کل اس چیک کو کیش کروا کے دو تین سوٹ لوں گی۔ اور فاطمہ کو بھی اس کے پیسے بھیج دوں گی۔" وہ بیگ سے چیک نکالتی ہوئی بولی جو اسے مہدی نے دیا تھا۔

"اللہ کوئی نہ کوئی سبب بنا ہی دیتا ہے۔ وہ تنہا نہیں چھوڑتا اپنے بندے کو۔" وہ مطمئن سی ہو گئی تھی۔

"ایک بار میں سٹینڈ ہو جاؤں بس۔ اپنی ہر چیز ان لوگوں سے واپس لوں گی۔ وہ گھر بھی اور وہ کرایہ بھی جو دکانوں سے آتا ہے۔" اس نے پختہ لہجے میں کہتے ہوئے چیک واپس رکھ دیا۔

~~~~~~~~~~~~~

"سامان پیک کر لیا تم نے اپنا؟" وہ کمرے میں آتا ہوا بولا۔ "ہاں کر لیا ہے۔ تمہیں لگتا ہے یہ طریقہ ٹھیک ہے؟" وہ بیگ کی زپ بند کر رہی تھی۔

"ہاں یہی بہتر ہے۔ میں اس سے زیادہ وقت برباد نہیں کر سکتا۔ پہلے ہی بہت نقصان کر چکا ہوں تمہارا۔" وہ تاسف سے کہتا چابیاں اٹھانے لگا۔
~~~~~~~~~~~~~

"خالہ سے کب بات کرو گے؟" وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

"صبح میں شاید۔ یا پھر آفس سے آ کر۔" وہ اس کا بیگ لئے چل رہا تھا۔

"اور اگر کسی نے ہمیں جاتے دیکھ لیا پھر؟" وہ مدھم آواز میں بولتی زینے اترنے لگی۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ میاں بیوی ہیں ہم۔" وہ دائیں بائیں گردن گھماتا ہوا بولا۔

"ایسے چوروں کی طرح جانا۔مجھے پھر بھی ٹھیک نہیں لگ رہا۔" وہ گاڑی کے پاس پہنچ چکے تھے۔

"اگر دن میں جاؤ گی ماما کے سامنے تو وہ تمہیں جانے نہیں دیں گیں۔ کسی نہ کسی طریقے سے روک لیں گیں اور اب میں ایسا نہیں چاہتا۔ وہ میری ماں ہیں۔ میں سنبھال لوں گا انہیں۔ تمہیں مزید استعمال نہیں کر سکتا۔" وہ سامان رکھ کر اس کے سامنے آ گیا۔

امل کے پاس کوئی مناسب جواب نہیں تھا کیونکہ وہ درست کہہ رہا تھا۔

"جب دل ہی نہ ملتے ہوں تو ساتھ رہنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے اب سوچو مت زیادہ اور بیٹھو اندر۔" وہ کہہ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اس نے دروازہ کھولا اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو میری ماما کا اتنا خیال رکھنے کے لیئے۔ تم نے جتنی ان کی خدمت کی ہے جتنا ساتھ دیا ہے یہ الفاظ اس کا حق تو ادا نہیں کر سکتے۔ مگر پھر بھی۔" وہ ایک نظر اس پر ڈالتا پھر سے سڑک کو دیکھنے لگا۔

"اٹس اوکے۔ وہ صرف تمہاری ماما نہیں ہیں۔" وہ جتا رہی تھی۔

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو۔" اس نے تائید کرتے ہوئے سر ہلایا۔

باقی کا سفر خاموشی کی نذر ہوا۔

"مجھے امید ہے آگے ایک خوشگوار زندگی تمہاری منتظر ہے۔" وہ گاڑی امل کے گھر کے سامنے روکتا ہوا بولا۔

"خدا حافظ۔" وہ کہہ کر گاڑی سے اتر گئی۔

صائم اس کا سوٹ کیس نکالنے لگا۔ اتنی دیر میں گارڈ نے اسے دیکھ کر گیٹ کھول دیا۔ وہ سوٹ کیس لے کر اندر چلی گئی۔

صائم دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے گیٹ بند ہوتا دیکھنے لگا۔ "آئم سوری امل مگر میں نہیں جانتا کیوں مجھے تم اچھی نہیں لگتی تھی۔ میں نے جانے انجانے میں تمہیں بہت دکھ دیا ہے۔ امید کرتا ہوں ایک دن تم مجھے دل سے معاف کر دو گی۔" وہ کہتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا۔

"جو چیزیں خراب ہوئی ہیں انہیں مجھے ہی ٹھیک کرنا ہے۔" وہ سٹیرنگ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"ماما کو بھی دیکھ لیں گے۔ "وہ بولتا ہوا گاڑی زناٹے سے بھگا لے گیا۔

~~~~~~~~~~~

"چیک کیش کروا لیا تم نے؟" وہ جاتا جاتا اس کے پاس آرکا۔ "ہاں لنچ بریک جب ہوا تھا تب کروا لیا میں نے۔ "وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

بالوں کو کیچر لگا کر باندھ رکھا تھا۔ دو شرارتی لٹیں آگے چہرے پر جھول رہی تھیں۔ ہونٹ لائٹ کلر کی لپ اسٹک سے پوشیدہ تھے، بھوری گہری آنکھوں میں اطمینان دکھائی دے رہا تھا۔

"گڈ۔ "وہ مسکرا کر کہتا آگے بڑھ گیا۔

"کون ہے وہ؟" عشال اسے دیکھ کر اس کے پیچھے لپکی۔ "کون؟"

"وہی جو گزشتہ دو روز سے آپ کے ساتھ نظر آرہی ہے۔ جس کے لئے آپ مجھے نظر انداز کر رہے ہیں۔ "وہ چبا چبا کر کہتی اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔

"اندر چل کر بات کرتے ہیں۔ "وہ مسکرا کر کہتا سائیڈ سے ہو کر اپنے کیبن میں آگیا۔

"کیا چل رہا ہے؟" وہ بازو سینے پر باندھتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"کیا مطلب کیا چل رہا ہے؟" وہ بگڑ کر بولا۔
~~~~~~~~~~~

"آپ دونوں کے بیچ؟ میرے لئے تو ٹائم نہیں ہے آپ کے پاس مگر اس کے ساتھ گھومنے کے لئے۔"

"شٹ اپ عشال۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"سوچ سمجھ کر بولا کرو۔" وہ وارن کرنے والے انداز میں بولا۔

"کزن ہے وہ میری۔ جیسا تم سوچ رہی ہو ایسا کچھ نہیں۔" وہ سخت لہجے میں کہتا اسے گھورنے لگا۔

"کزن ہے تو آپ کے ساتھ کیا کر رہی ہے؟ آپ کی ذمہ داری ہے وہ؟" وہ بولتی ہوئی میز کے دوسرے کنارے آ کھڑی ہوئی۔ آنکھوں سے شعلے اٹھ رہے تھے۔

"میں تمہیں جوابدہ نہیں ہوں۔" وہ کہتا ہوا پیچھے ہو گیا۔ "ایسے کیسے جوابدہ نہیں ہو؟ مجھے جاننا ہے کیوں اس کے آگے پیچھے گھوم رہے ہو؟" وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔ "عشال اپنے دماغ کا علاج کرواؤ اور کوئی مسئلہ نہیں۔" وہ تحمل سے بولا۔

"میرا دماغ بلکل ٹھیک ہے۔ اگر آپ اپنی حرکات پر غور کر لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔" وہ کہتی ہوئی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"تو کیا میں تم سے اجازت لوں گا کچھ بھی کرنے سے پہلے؟ ہمم؟" وہ پیشانی پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔

For more visit (exponovels.com)

"میں نے ایسا نہیں کہا۔ مگر میرے علم میں تو ہو۔"

"او پلیز۔مجھے دن میں ہزاروں کام ہوتے ہیں۔ دس جگہوں پر جانا پڑتا ہے میں تمہیں ہر چیز بتاتا پھروں۔ ہونہہ۔" اس نے ہنکار بھر کر چہرہ پھیر لیا۔ عشال نے لب بھینچ لیے۔

"اگر تمہیں اتنا مسئلہ ہے تو جا سکتی ہو یہاں سے۔ مگر مجھے مزید بحث نہیں کرنی۔ اور ان فضول سی باتوں کے پیچھے تمہیں منانے کا تردُد نہیں کروں گا میں۔" اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتی وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرنے لگا۔ وہ کھڑی ہو گئی۔ چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی۔ زایان اٹھا اور ریک سے اپنی مطلوبہ فائل ڈھونڈنے لگا۔

~~~~~~~~~~~

"تم کس وقت آئی؟ مجھے تو چوکیدار نے صبح بتایا۔" وہ اس کے پاس آتی ہوئی بولیں۔ آنکھوں میں تشویش اور حیرت لئے۔

"میں رات کافی دیر سے آئی۔ آپ سو رہی تھیں۔ بابا سے ملی تھی میں۔" وہ بال سمیٹتی اٹھنے لگی۔

"ہاں مگر یوں آدھی رات آنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں؟" وہ مزید الجھ گئیں۔

"پہلے ناشتہ کر لیں؟ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ پھر تسلی سے بتاؤں گی۔" وہ جمائی روکتی سلیپر پہننے لگی۔
~~~~~~~~~~~

"امل تم اب مجھے ڈرا رہی ہو۔" وہ اس کی بازو پکڑتی ہونق زدہ سی بولیں۔

"اوہو دادو۔ آپ ایسے ہی پریشان ہو رہی ہیں کچھ بھی نہیں ہوا۔ اب جا کر دیکھیں ناشتہ کب تک تیار ہو گا میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" وہ ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتی ہوئی بولی۔

"اچھا۔" وہ متفکر سی کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اب زیادہ دیر مت کرنا۔ جلدی سے آؤ باہر۔" وہ بلند آواز میں کہتی باہر نکل گئیں۔

"امل بتاؤ مجھے اب۔" وہ ہاتھ صاف کرتی ہوئی بولیں۔ "تحمل سے میری بات سننی ہو گی آپ کو۔" وہ دونوں پاؤں اوپر کرتی ان کی جانب گھوم کر بیٹھ گئی۔

"اچھا۔" انہوں نے سر ہلایا۔

"میں اور صائم ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ علیحدگی چاہتے ہیں ہم۔" اس نے گویا بم پھوڑا۔ نفیسہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"اور وجہ یہ ہے کہ ہم دونوں کے دل میں نہ محبت ہے نہ ہی کوئی جذبہ۔ ہم دونوں صرف خالہ کی خاطر اس رشتے کو نبھا رہے تھے دادو۔ میں خوش نہیں تھی, میری زندگی اتنی عجیب اور بے رنگ ہو گئی تھی کہ مجھے اپنا دل زندہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا۔" بولتے بولتے آواز مدھم ہو گئی۔ "مگر اچانک یہ سب کیسے؟ بیٹا طلاق مذاق تو نہیں ہے۔" وہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔

"میں نے کبھی ظاہر ہی نہیں کیا آپ لوگوں پر۔ مگر ہمارا رشتہ اول روز سے ایسا ہی ہے۔ دادو ہم دونوں ایک دوسرے سے بیزار ہو چکے ہیں۔ ہمارے دل مل نہیں سکتے۔" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے نفیسہ کی گود میں سر رکھ دیا۔ "امل تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا یہ سب؟" وہ متحیر سی بولیں۔

"خالہ کے لیئے۔ مگر اس سے زیادہ ہمت نہیں تھی مجھ میں۔ میں تھک گئی ہوں دادو اس رشتے کو بوجھ کی مانند اٹھاتے اٹھاتے۔" اس نے کہہ کر آنکھیں موند لیں۔

"تم نے مجھے ایک بار بھی نہیں بتایا؟ اکیلی سہتی رہی۔" وہ غم زدہ سی کہتی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

"مجھے لگا شاید کچھ گنجائش نکل آئے۔ مگر میں غلط تھی۔" ایک اشک ٹوٹ کر چہرے سے ہوتا بالوں میں جذب ہو گیا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں ان میں سے نہیں جو بیٹیوں کو سسرال میں جینے مرنے کا فیصلہ سنا دیتے ہیں۔ جیسے تمہاری خوشی ہو گی ویسے ہی ہو گا۔ اگر تم خوش ہو نہیں تو پھر کوئی تمہیں مجبور نہیں کرے گا۔" وہ اس کے بالوں پر بوسہ دیتی ہوئی محبت سے بولیں۔ امل کو ان سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔ لب دھیرے سے مسکرائے۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"پیسے مل گئے تمہیں؟" وہ فون کان سے لگاتی مال کی حدود میں داخل ہوئی۔

"ہاں مل گئے۔ مگر میں نے واپس کرنے سے منع کیا تھا۔" وہ خفا تھی۔

"یار اتنا بہت نہیں کہ اس نازک صورتحال میں تم نے مجھے سہارا دیا۔ میری اتنی مدد کی۔ پھر میں کیسے احسان فراموش بن جاتی۔" وہ دکان میں داخل ہو گئی۔

"یار تم دوست ہو میری احسان نہیں کیا کوئی میں نے۔ میرا اتنا تو حق بنتا ہی ہے۔" وہ اس کے یوں کہنے پر نادم سی ہو گئی۔

"تو بس پھر بھول جاؤ کہ تمہیں پیسے ملے ہیں۔ موج کرو۔" وہ ایک ہاتھ سے فون پکڑے دوسرے ہاتھ سے سوٹ پکڑے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا یہ بتاؤ جاب وغیرہ کا کیا بنا؟" فاطمہ فکرمند تھی اس کے لئے۔

"زایان نے اپنے آفس میں جاب دی ہے۔ کافی مسئلے تو حل ہو گئے ہیں ایسے۔" یہ والا پیک کر دیں۔" وہ اسپیکر پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "چلو یہ تو اچھا ہو گیا۔ زایان کا سہارا ہو گا تو تم بلکل تنہا محسوس نہیں کرو گی خود کو۔" وہ مطمئن سی ہو گئی۔

"ہاں یہ فائدہ تو ہے۔" وہ شاپر پکڑتی آگے بڑھنے لگی۔

"تم کہیں باہر ہو؟ عجیب سی آوازیں آ رہی ہیں۔" فاطمہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"ہاں میں کچھ چیزیں لینے آئی ہوں۔" وہ اب جوتے دیکھ رہی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے تم آرام سے شاپنگ کرواپنی۔ میں رات میں کال کروں گی تمہیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" مشائم نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

"یہ سنیکر ٹھیک ہیں۔ کسی بھی سوٹ کے ساتھ چل جائیں گے۔" ابھی اس کے بجٹ میں ایک سے زیادہ کی گنجائش نہیں تھی۔

"دو سوٹ اور لے لیتی ہوں ورنہ زایان اس دن کی طرح پھر سے پوچھنے بیٹھ جائے گا کہ تمہارے پاس ایک ہی سوٹ ہے؟" وہ منہ بنا کر کہتی دوسری دکان میں آگئی۔

وہ دکان سے نکل رہی تھی جب زایان کی کال آنے لگی۔

"یس؟" وہ فون کان سے لگاتی ہوئی بولی۔

"یس کی بچی کہاں گھوم رہی ہو؟" خفگی سے بھری آواز اسپیکر پر ابھری۔

"کیوں؟" اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"اکیلے کیا ضرورت تھی شاپنگ پر آنے کی؟" اسے اپنے عقب سے زایان کی آواز سنائی دی تو چونک اٹھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ تیکھے تیور لئے بولی۔

"تم اکیلی کیوں آئی ہو؟" وہ آگے کو ہوتا گھورنے لگا۔

"اکیلے ہی جانے کی عادت ہے مجھے۔" وہ کہہ کر اس کے آگے پیچھے دیکھنے لگی۔

"فلحال اکیلے گھومنے پر پابندی ہے ۔مجھے کہہ دیتی میں ڈرائیور بھیج دیتا دوست کا۔" وہ دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے ابھی بھی خفا معلوم ہو رہا تھا۔

"میں کب تک تمہارے احسان لیتی رہوں؟" وہ سینے پر بازو باندھتی پوچھنے لگی۔

"احسان نہیں کر رہا۔ اور نخرے نہیں دکھانے مجھے۔ سمجھی۔" اس کی ایگو ہرٹ ہوئی تھی۔

"پھر میری فکر کرنا چھوڑ دو۔ میں خود اپنا خیال رکھ سکتی ہوں۔" عشال کو دیکھ کر اس کی زبان کڑواہٹ سے لبریز ہو گئی۔

"فلحال کچھ وقت کے لئے۔ جب تک مجھے تسلی نہیں ہو جاتی کہ تم محفوظ ہو یہاں۔ تب تک تم اکیلی باہر نہیں جاؤ گی۔ اور میں اپنی بات بار بار دہرانے کا روادار نہیں۔" وہ نیچے کو جھکتا اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔

"ورنہ کیا کرو گے تم؟" وہ برہمی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "اپنے گھر لے آؤں گا۔ اور واپس ہوٹل نہیں جانے دوں گا۔مجھے جانتی بھی ہو تم۔ نہیں تو مطلب نہیں۔" وہ ہٹ دھرمی سے گویا ہوا۔

"بہتر ہو گا اپنی منگیتر کو سنبھالو تم۔" وہ جل کر کہتی پلٹ گئی۔

زایان کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"منگیتر سے تمہیں کیا؟" وہ اس کی پشت کو دیکھتا الجھ کر بولا۔

"یہ یہاں بھی؟" عشال کے چہرے پر ناگواری عود آئی۔

"ہاں واپس ساتھ جائے گی ہمارے۔" وہ سانس خارج کرتا ہوا بولا۔

"کیوں؟" وہ تڑپ کر بولی۔ اسے مشائم سے جلن ہو رہی تھی اور اس کا چہرہ بخوبی بتا رہا تھا۔

"عشال میں ہر بات کی تفصیل بتانا مناسب نہیں سمجھتا۔" وہ گاگلز آنکھوں پر لگاتا ہوا بولا۔

"ہاں اپنی مرضی کے جواب ہی دیتے ہو۔" وہ کلس کر کہتی اس کے ہمراہ چلنے لگی۔

زایان کا اندازہ غلط تھا کہ مشائم ان کے ساتھ واپس جائے گی۔ نجانے مشائم کو زایان پر غصہ کیوں آ رہا تھا عشال کے ساتھ دیکھ کر۔

زایان کے پکارنے کے باوجود وہ سرعت سے باہر نکلی اور کیب میں جا بیٹھی۔

"مجھے نہیں جانا تم دونوں کے ساتھ کہیں۔" وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔

"بہت ڈھیٹ ہو....." وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

عشال کے لب مسکرانے لگے۔

"اچھا ہوا جو خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔" وہ مشائم کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ لئے سرگوشی کرنے لگی۔

"اب ہم بھی چلیں؟ جس کا آپ انتظار کر رہے تھے وہ تو اکیلی ہی چلی گئی۔" وہ زایان کی جانب چہرہ موڑتی ہوئی بولی۔

For more visit (exponovels.com)

"پارکنگ میں آجاؤ۔" اسے مشائم کی اس حرکت پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا۔

~~~~~~~~~~~~~

"امل یوں آدھی رات میں کیوں گئی صائم؟ میں صبح بھی تم سے پوچھ رہی تھی۔" ان کے دل میں صبح سے ہول اٹھ رہے تھے۔

"وہ میرے ساتھ خوش نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ میں اسے خوش نہیں رکھ پایا۔" وہ لیپ ٹاپ سامنے رکھے اس پر انگلیاں چلا رہا تھا۔

"کیا مطلب تمہارا؟" وہ آنکھوں میں حیرت لئے اسے دیکھنے لگیں۔

"ماما آپ پوچھتی تھی نہ مجھ سے کہ ہم خوش ہیں یا نہیں؟" وہ ہاتھ روک کر انہیں دیکھنے لگا۔

"ہاں۔" وہ تشویش سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"نہیں خوش ہم۔ اور میں امل کی زندگی کا مزید حصہ خراب نہیں کرنا چاہتا۔" وہ گہری سانس لیتا پھر سے اسکرین کو دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا صائم؟" وہ کہتی ہوئی اس کے بائیں جانب آ بیٹھیں۔

"ماما ہم اب ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ضروری نہیں کہ بڑوں کے لئے فیصلے ہمیشہ درست ثابت ہوں۔" وہ تحمل سے سمجھانے لگا۔
~~~~~~~~~~~~~

"ہم دونوں نے کوشش کی اس رشتے کو نبھانے کی۔ مگر ماما جب دل ہی راضی نہیں تو پھر کیسے دل سے کوشش کی جائے؟" وہ چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔

روبینہ خاموش دکھ سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"کوشش بھی کر کے دیکھ لی ہم نے۔ کوئی فائدہ نہیں۔ جب دل میں ایک دوسرے کے لئے محبت ہی نہیں ہے۔ محبت کے بغیر کوئی بھی رشتہ سانس نہیں لے سکتا ماما۔" وہ ان کے ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔

"لیکن بیٹا یہ بہت بڑا فیصلہ ہے۔ اور نفیسہ بی! شاکر بھائی،، وہ لوگ کیا سوچیں گے؟ کہیں میل جول ختم نہ کر دیں ہم سے ہمیشہ کے لئے۔" انہیں نئی پریشانی نے آن گھیرا۔ "ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ ہم دونوں کی باہمی رضامندی سے علیحدگی ہو رہی ہے۔ شادی تو باہمی رضامندی سے نہ ہو سکی لیکن یہی سہی۔" ایک خلش سی تھی اس کے لہجے میں۔

روبینہ کا جو شک تھا وہ درست ثابت ہوگا مگر نوبت طلاق تک آجائے گی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"میں امل سے بات کرتی ہوں۔" انہیں کچھ سمجھ نہ آیا تو کہتی ہوئی کھڑی ہو گئیں۔

"آپ اسے مجبور نہیں کریں گیں۔ نہ ہی یہاں واپس بلائیں گیں۔ ماما اسے بھی حق ہے اپنی زندگی اپنی مرضی سے جینے کا۔ ہمارے لئے وہ کب تک اپنی خوشیوں کی قربانی دیتی

رہے ہے؟" وہ جانے لگی تھیں مگر صائم کا ان کا ہاتھ پکڑنے پر رک گئیں۔ وہ اس کی بات پر سوچ میں پڑ گئیں۔ "وہ پہلے ہی بن مانگے ہمارے لیئے بہت کچھ کر چکی ہے ماما۔ اس سے مزید امتحان مت لیں۔ جانے دیں اسے۔" وہ یاس سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"اچھا میں ایسا ویسا کچھ نہیں کہتی۔" وہ نا چاہتے ہوئے مان گئیں۔

"میرے لیئے بھی امل کی خوشی عزیز ہے۔" وہ مدھم آواز میں بولیں۔

"بس اب اسی کی خوشی کو مد نظر رکھنا ہے آپ کو۔" اس نے کہتے ہوئے روبینہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے چلی گئیں۔ صائم لب دانتوں تلے دبائے کمرے کو دیکھنے لگا۔

"تمہاری کمی محسوس ہو رہی ہے شاید مجھے۔" وہ معدوم سا مسکرایا۔

"میری دعا ہے امل۔ تمہیں ایسا انسان ملے جو میرے دیئے ہوئے زخموں کو ایسے بھر دے جیسے وہ کبھی ملے ہی نہیں تھے۔" وہ دعا کرتا کی پیڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔

~~~~~~~~~~~~

"بیٹا تمہارا آخری فیصلہ ہے یہ؟" شاکر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"جی بابا۔ میں مزید صائم کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔" وہ سر ہلاتی ہوئی بولی۔
~~~~~~~~~~~~

"اگر چاہو تو کچھ وقت لے لو۔ ایک بار پھر سوچ لو۔ یوں ایک دم سے رشتہ ختم کرنا بھی کوئی عقلمندی نہیں۔" نفیسہ نے اسے ٹوکا۔

"نہیں امی۔ اگر وہ ایسا نہیں چاہتی تو سوچنا کیوں؟ کوئی زبردستی نہیں ہوگی۔ شادی کے وقت امل نے ہمارے فیصلے کے آگے سر جھکایا تھا۔ اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے فیصلے کو ترجیح دیں۔" وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔ "روبینہ کیا کہہ رہی تھی؟" انہوں نے بات بدل دی۔

"یہی سب پوچھ رہی تھیں۔" وہ سپاٹ چہرہ لئے ان کی جانب دیکھنے لگی۔

"تو تم نے کیا کہا پھر؟" وہ سر ہلاتی ہوئی بولیں۔

"میں نے اپنا فیصلہ بتا دیا انہیں۔ کوئی اعتراض نہیں کیا خالہ نے۔ کہتی جس میں تمہاری خوشی اسی میں میری خوشی۔" وہ شاکر سے الگ ہوتی ہوئی بولی۔

"آپ دونوں باتیں کریں میں یہ کال سن کر آیا۔" وہ فون ٹیبل سے اٹھا کر کہتے چلے گئے۔

"اچھا۔ پھر اگر تمہارا فیصلہ اٹل ہے تو میں بھی تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔" وہ اٹھ کر اس کے پاس آگئیں۔

"دادو بس جلد از جلد اس معاملے کو ختم کروا دیں۔ میں مزید ڈپریشن میں نہیں رہنا چاہتی۔ وہی پرانی نارمل زندگی چاہتی ہوں میں۔" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔ "فکر مت

کرو۔ میں فون کرتی ہوں روبینہ کو۔ اور کل تم کالج بھی جاؤ،ایسے سارا دن وہی سب دماغ میں چلتا رہتا۔ جاؤ گی تو فریش ہو جائے گا ذہن بھی۔" وہ نرم لہجے میں کہتی اس کے بال دہلانے لگیں۔

"تھینک یو دادو۔" وہ ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتی ہوئی بولی۔ نفیسہ نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

~~~~~~~~~~~~

"آپ کو سر بلا رہے ہیں۔" مہدی اس کے سامنے آتا ہوا بولا۔ "مجھے؟" مشائم نے اپنی جانب اشارہ کیا۔

"جی آپ کو۔" وہ زور دے کر کہتا چل دیا۔ وہ جھنپ سی گئی اپنی اس حرکت پر۔

"جی سر؟" وہ دروازہ ناک کر کے اندر آ گئی۔

"کس بات کا گھمنڈ ہے تمہیں؟" وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آن رکا۔ دونوں ہاتھ جیب میں ڈال رکھے تھے۔ چہرے پر غصہ نمایاں تھا۔

"میں نے کیا کیا؟" وہ انجان بنی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے مجھے شوق ہے تمہارے پیچھے آنے کا؟ یا تمہارا محافظ بننے کا؟" وہ نیچے کو ہوتا دانت پیسنے لگا۔ مشائم کا قد کچھ چھوٹا ہونے کے باعث اسے جھکنا پڑتا تھا۔

اس نے دو قدم الٹے اٹھائے اور فاصلہ بڑھا دیا۔
~~~~~~~~~~~~

"مجھے کسی بات کا گھمنڈ نہیں۔ میں جیسے پہلے اپنے سارے کام خود کرتی تھی ویسے ہی اب بھی کر رہی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی ہوئی بولی۔ اس کے غصے سے مرعوب ہونے والی نہیں تھی وہ۔

"حالات اب پہلے جیسے نہیں ہیں۔ ویسے تو بہت سمجھدار بنتی ہو۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تمہیں؟ یہاں اگر آ گئے وہ لوگ تمہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے پھر؟" گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ مشائم کی ڈھٹائی اسے مزید طیش دلا رہی تھی یا شاید اس کی ہٹ دھرمی زایان کی ایگو کو ہرٹ کر رہی تھی۔

"تو کیا کروں؟ ڈر کر چھپ کر بیٹھ جاؤں؟ یا تمہیں اپنا باڈی گارڈ بنا لوں؟ میرا نہیں خیال اتنا فضول وقت ہے تمہارے پاس۔" وہ سینے پر بازو باندھتی بے رخی سے منہ پھیر گئی۔

"مگر احتیاط تو کر سکتی ہو نہ۔ اور تمہیں کیا ضرورت ہے روز روز مارکیٹ جانے کی؟ جو چاہئیے ایک ہی بار جا کر لے آؤ۔" وہ اس کی بازو پکڑ کر سیدھا کرتا ہوا بولا۔ دروازہ بنا دستک کے کھلا اور عشال کا چہرہ دکھائی دیا۔

"مس عشال آپ نے نظر رکھی ہوئی ہے کہ جب مشائم میرے آفس میں آئے گی آپ پیچھے پیچھے چلی آئیں گیں؟" وہ حتی الوسع غصے کو ضبط کرتا ہوا بولا۔ مگر سرخ ہوتا چہرہ سب بیاں کر رہا تھا۔ عشال کی نگاہ مشائم کی بازو پر تھی جو کہ زایان کی گرفت میں تھی۔

"سوری۔" وہ کہہ کر چلی گئی۔ یہ سچ تھا کہ وہ جان بوجھ کر آئی تھی, کیونکہ اس نے مشائم کو جاتے دیکھ لیا تھا۔ مشائم نے جھٹکے سے اپنی بازو آزاد کروائی۔

"جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اسے دو۔مجھے نہیں۔" وہ سرد لہجے میں کہتی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ زایان بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے تنے ہوئے اعصاب پر قابو پانے کی سعی کرنے لگا۔

"اس کے علاوہ کوئی کام تھا تو بتا دو؟" وہ رکی اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

"آف ہونے کے بعد آفس سے نکلنے والی تم آخری ایمپلوئی ہونی چاہئیے۔" وہ اپنا غصہ اس طرح نکال رہا تھا۔

"کیا مطلب اس بات کا؟" وہ سمجھ نہ سکی۔

"مطلب یہ کہ جب تک پورا آفس خالی نہیں ہو جاتا۔ تم تب تک جا نہیں سکتی۔ اینڈ پر تم جاؤ گی۔" وہ چبا چبا کر کہتا اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اس طرح مجھے باہر کہیں جانے کا موقع نہیں ملے گا؟" وہ اس کی حماقت پر ہنسی۔ زایان خاموش رہا۔

"ایک بات تمہیں بتا دوں میں زایان حیدر۔ کہ مارکیٹ اور ریسٹورنٹ رات دیر تک کھلے رہتے ہیں۔ جو ایک گھنٹے کا ریلیف تم نے مجھے دیا تھا وہ واپس بھی لے لو تب بھی رات کے

بارہ نہیں بج سکتے۔ اور میں اس کے بعد بھی آرام سے جا سکتی ہوں جہاں مجھے جانا ہو۔" وہ جلانے والی مسکراہٹ لئے بولی۔

"جاؤ جہاں جانا ہے تمہیں۔" وہ جل کر بولا۔

"تھینک یو سر۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئی۔

"میری نرمی تمہیں راس نہیں آرہی۔" وہ سر اثبات میں ہلاتا ہوا بولا۔

"تم اسی بے حس زایان کی عادی ہو اور شاید وہی سوٹ کرتا ہے تمہیں۔" وہ فائل زور سے بند کرتا ہوا بولا۔ مشائم اس کا موڈ مزید خراب کر چکی تھی۔

~~~~~~~~~~~~~

"بیٹا تمہارا فیصلہ بلکل درست ہے۔" روبینہ اس کے ہمراہ بڑے صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"دکھ تو ہمیں بھی بہت ہے مگر جب دونوں بچے ہی خوش نہیں تو پھر ساتھ رہنے کا مطلب؟" نازیہ نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا۔

"جی پھوپھو۔ میں نے بھی بس اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ تنہا لیا ہے۔" وہ خاصا پرسکون نظر آرہا تھا۔
~~~~~~~~~~~~~

"ہو سکتا ہے اللہ نے امل کے حصے کی خوشیاں کہیں اور لکھی ہوں۔" نازیہ نے روبینہ کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"جی بلکل۔ امل مجھے بیٹیوں کی مانند عزیز ہے۔ اگر میری بیٹی خوش نہیں تو میں کیسے اسے یہاں رہنے پر مجبور کرتی۔ اس لئے میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا اس سے۔" وہ نازیہ کو دیکھتی صائم کو دیکھنے لگی۔ مبادہ صفائی پیش کر رہی ہوں۔

"بہت اچھا کیا آپ نے۔ ورنہ وہ یہی سوچتی کہ ہم کتنے خود غرض ہیں۔ اپنے مفاد کے لئے اس کا استعمال کر رہے ہیں۔" وہ جیکٹ کی جیب سے ہاتھ نکال کر کپ اٹھانے لگا۔ "لیکن کچھ بھی کہیں امل ہے بہت اچھی۔ جس بھی گھر میں جائے گی اسے جنت بنا دے گی۔ میرا کوئی بیٹا ہوتا تو میں ہی لے جاتی اسے اپنے گھر میں۔" وہ مسکرائیں تو روبینہ بھی مسکرانے لگی۔

"بات تو کھری ہے۔ ہماری امل ہیرا ہے۔" روبینہ تائیدی انداز میں سر ہلانے لگی۔

"اور ہیرے کی پہچان اصل جوہری کو ہی ہو سکتی ہے۔" نازیہ مڑ کر وال کلاک دیکھتی ہوئی بولی۔

"بس نصیب کی بات ہے۔ انسان قسمت کے آگے بے بس ہے۔ جتنا ان کا ساتھ لکھا تھا وہ وقت ختم ہوگیا۔ اللہ اس کے نصیب اچھے کرے۔ بس یہی دعا ہے میری۔" روبینہ نرم لہجے میں کہنے لگیں۔

"عشال نہیں آئی آفس سے؟ دیر نہیں ہوگئی کافی؟" نازیہ کا سوال صائم سے تھا۔

"ٹائم تو اوپر ہوگیا ہے۔ رکیں میں فون کر کے پوچھتا ہوں۔" وہ کہتا ہوا پینٹ کی جیب سے فون نکالنے لگا۔

"ہاں پوچھو تو۔ اگر کہیں جانا ہو تو مجھے بتا دیتی ہے۔ آج تو کوئی فون ہی نہیں آیا اس کا۔" وہ فکر سے کہتی اپنا فون چیک کرنے لگی۔

"کوئی بات نہیں آپ پریشان نہ ہوں۔" روبینہ نے انہیں تسلی دی۔

"ہاں بھئی کدھر ہو؟" فون اٹھاتے ہی صائم بول اٹھا۔

"یار وہ ٹریفک بہت ہے۔ بس راستے میں ہوں میں۔" وہ ارد گرد نگاہ دوڑاتی ہوئی بولی جہاں ٹریفک کا نام و نشان تک نہ تھا۔

"اچھا آجاؤ۔ پھوپھو پریشان ہو رہی تھیں۔"

"ماما سے کہو پریشان مت ہوں۔ میں آرہی ہوں بس۔" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"آرہی ہے ٹریفک میں پھنس گئی۔" وہ فون بند کرتا نازیہ کو دیکھنے لگا۔

"چلواب مجھے فکر نہیں۔ بات ہو جائے تو دل پر سکون رہتا ہے۔" وہ اپنا کپ اٹھاتی ہوئی بولیں۔

"طلاق کے پیپرز کے لئے میں نے وکیل کو کہہ دیا ہے۔ میں اب ذرا جم کے لئے جا رہا ہوں۔ شاید دیر ہو جائے آپ سو جانا۔" وہ کپ رکھ کر روبینہ کے سر پر بوسہ دینے لگا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" انھوں نے سر ہلا دیا۔ وہ ایک مسکراہٹ نازیہ کی جانب اچھالتا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

عشال ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرنے لگی۔

"مجھے نہیں پسند یہ مشائم۔ اتنی بری لگتی ہے کہ میرا دل کرتا ہے اسے کہیں دور چھوڑ آؤں۔" وہ کہتی ہوئی بے چینی سے ٹہلنے لگی۔

"اور ویسا زایان۔ نجانے کیوں اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

کچھ دیر بعد کوئی اکا دکا گاڑی وہاں سے گزر جاتی۔

"مجھے زایان سے بات کرنی ہوگی۔ وہ اسے آفس سے نکالے یا کچھ بھی کرے۔ مگر میں اسے دیکھنے کی متحمل نہیں ہوں۔" وہ حتمی انداز میں کہتی رک گئی۔

"یہی بیسٹ ہے۔ بات کرنی ہوگی مجھے۔ آخر میرا بھی حق ہے اس پر۔" وہ واپس گاڑی کی سمت قدم اٹھانے لگی۔ "تمہیں جانا ہوگا ہماری زندگی سے۔ جب سے تم آئی ہو ایک پل

سکون کا نہیں ملا مجھے۔" وہ کوفت سے کہتی گاڑی میں آ بیٹھی۔ سردی کے باعث ہاتھ پیر ڈھنڈے ہو چکے تھے۔ مگر اس وقت اسے ڈھنڈ کا احساس نہیں تھا۔ جلن کا احساس باقی ہر احساس پر قابض ہو چکا تھا۔ اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور زناٹے سے بھگا لے گئی۔

~~~~~~~~~~~~

وہ پھر آفس کے بعد مارکیٹ میں آ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہوٹل میں کون کون سی چیز رکھوں گی میں؟ کمرہ بھی اتنا چھوٹا ہے۔" وہ اپنی سوچوں میں گم وہیں رک گئی۔

"میڈم راستہ دیں۔" اس مردانہ آواز پر وہ گھبرا کر سائیڈ پر ہو گئی۔

"کوئی نہیں تھا۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھتی خود کو تسلی دینے لگی۔ وہ آواز اویس کی آواز سے مماثلت رکھتی تھی۔

"واشنگ مشین لینے سے پہلے مجھے کوئی فلیٹ دیکھنا ہو گا۔" وہ لب کاٹتی واپس دروازے پلٹ گئی۔

"فلیٹ کے لئے مجھے کسی ڈیلر سے ملنا ہو گا۔" وہ فون نکالتی ہوئی بولی۔

"فیس بک پر دیکھتی ہوں کسی ڈیلر کا نمبر یا ایڈ وغیرہ۔" وہ اسکرین پر انگلی چلاتی ہوئی بولی۔

"ہوٹل جا کر دیکھتی ہوں۔" وہ فون بیگ میں ڈالتی ٹیکسی دیکھنے لگی۔
~~~~~~~~~~~~

"کتنی مشکل ہو رہی ہے مجھے۔ وہ آدھے گھنٹے سے فیسبک کو دیکھ رہی تھی۔ اب کل جا کر ان دونوں ڈیلرز سے ملنا ہو گا۔ اف۔ "اس نے جھرجھری لی۔

"اتنی سکون سے زندگی گزر رہی تھی اگر پھوپھو لوگ یہ سب نہ کرتے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود میں کوڑی کوڑی کی محتاج ہو گئی ہوں۔ "وہ روہانسی ہو گئی۔

"فلیٹ کا ایڈوانس، فرنیچر....ابھی تو میں کچھ بھی نہیں لے سکتی۔ "وہ کہتی ہوئی لیٹ گئی۔ نگاہیں اوپر چھت پر تھیں۔

"مجھے کپڑے خود ہی ہاتھ سے ہی دھونے ہوں گے فلحال۔ "وہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر کرتی انہیں دیکھنے لگی۔

"چائے تک نہیں بنائی تھی میں نے۔ اور اب؟ "اس نے سانس خارج کرتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"کپڑے دھونے پڑ رہے ہیں پھر پریس بھی کرو۔ "اس نے کہتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔ بے ساختہ زایان کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔

"نجانے مجھے تم اتنے برے کیوں لگنے لگ گئے ہو؟ "آواز اتنی مدھم تھی کہ بمشکل اس کی اپنی سماعت تک پہنچ سکی۔ "شاید مجھے تمہاری منگنی ہونے پر غصہ ہے۔ شاید کچھ ٹوٹا ہے اندر۔ جسے فلحال میں دیکھنا نہیں چاہ رہی۔ "وہ کہتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"فلحال میرے پاس لینے کو اور بہت ساری ٹینشن ہے۔ زایان نامی ٹینشن مجھے ابھی نہیں لینی۔" وہ بکھرے بال ٹھیک کرنے لگی۔ "ہیٹر بھی نہیں ہے یہاں۔" وہ خفگی سے کہتی الماری سے کمبل نکالنے لگی۔

~~~~~~~~~~~

"جب سے آئی ہو اپنے کمرے میں قید ہو۔ کر کیا رہی ہو تم؟" وہ دروازہ کھول کر اندر آتی ہوئی بولیں۔

"اوہو دادو۔ ڈرا دیا مجھے۔" وہ ہونق زدہ سی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"دادی کا کوئی خیال ہے تمہیں؟" وہ تیکھے تیور لیئے آگے بڑھیں۔

"کیوں اب میں نے کیا کر دیا؟" وہ منہ کھولے انہیں دیکھے گئی۔

"دوپہر سے اپنے کمرے میں بند ہو۔ باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہیں۔" وہ سخت خائف دکھائی دے رہی تھیں۔

"وہ دراصل میری کولیگ نے اپنے کچھ پیپرز مجھے دے دئیے چیک کرنے اور رزلٹ بنانے کے لیے۔ بس وہی کر رہی ہوں۔"

وہ پیپر اٹھا کر انہیں دکھانے لگی۔

"تم کیوں دوسروں کا کام کرتی پھر رہی ہو؟" انہوں نے گھورا۔
~~~~~~~~~~~

"دادو اس کی شادی ہے۔ اس لئے ٹائم نہیں مل رہا اسے۔ اور رزلٹ میں تاخیر ہونے پر باتیں سننی پڑتی اسے ایڈمنسٹریشن سے۔ اس لئے میں نے یہ ذمہ داری لے لی۔" بولتے بولتے امل کے چہرے سے وہ نارمل تاثر غائب ہو گیا جو کچھ دیر قبل دکھائی دے رہا تھا۔

"اچھا۔ لاؤ پھر میں چیک کرتی ہوں۔" وہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کو بولیں۔

"آپ کیسے؟" وہ ہنس دی۔

"میں کیوں نہیں؟ اب اتنی بھی جاہل نہیں تمہاری دادی۔ میڑک تو کی ہے اپنے زمانے کی۔" وہ تفاخر سے بولیں۔ امل پھر ہنسنے لگی۔

"دادو میں ایف ایس سی کے سٹوڈنٹس کے پیپر چیک کر رہی ہوں۔ آپ رہنے دیں۔" وہ خود کو ہنسنے سے باز رکھ رہی تھی۔

"شرم نہیں آتی دادی پر ہنس رہی ہو؟" وہ اسے آڑے ہاتھوں لیتی ہوئی بولیں۔

"نہیں۔ میں آپ پر تو نہیں ہنس رہی۔ وہ مجھے نہ ایک بات یاد آ گئی تھی۔" اس نے بہانہ بنایا۔

"اب اٹھو۔ کھانا لاؤ کب سے بھوک لگی ہے مجھے۔ تمہیں تو کوئی خیال ہی نہیں۔" وہ نروٹھے پن سے کہتی رخ پھیر کر بیٹھ گئیں۔

"ایسے خیال نہیں۔ میری پیاری دادو۔ میں خود گرم کر کے لاؤں گی۔" وہ اٹھی اور ان سے لپٹ گئی۔ نفیسہ مسکرانے لگی۔ وہ اسے پہلے کی طرح نارمل دیکھنا چاہتی تھیں، زندگی سے بھرپور۔

"بس مجھے دو منٹ دیں۔ ایسے گئی اور ایسے آئی میں۔" وہ چٹکی بجا کر کہتی سلیپر پہننے لگی۔

"دھیان سے جانا۔ اب گر کر کوئی اور مسئلہ نہ بنا دینا۔" وہ اس کی تیزی پر ہمیشہ ایسے ہی تبصرہ کرتیں۔ امل ہنستی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"بس میری بچی کی مسکراہٹ ہمیشہ ایسے ہی رہے۔" وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگیں۔

~~~~~~~~~~~~

"آج تمہاری شادی تو نہیں؟" اسد اسپیکر پر لگے گانے سنتا ہوا بولا۔ اتنی تیز آواز کے باعث اسے چیخنا پڑ رہا تھا۔ "اسپیکر پر گانے لگے ہوں تو مطلب شادی ہے؟ واہ کیا لاجک ہے تم پاگلوں کی۔" زایان سر پیٹ کر رہ گیا۔

"پہلے تو تم نے کبھی نہیں لگائے۔ آج کیوں مجنوں بنے بیٹھے ہو؟" زایان نے ابھی گانا بدل کر نصرت کی غزل چلائی ہی کی تھی کہ اسد نے ہانک لگائی۔

"محفل سجانے والے بنو۔ بگاڑنے والے نہیں۔" وہ جل کر بولا۔ ہاتھ میں پکڑا سیگرٹ ایش ٹرے میں مسل دیا۔
~~~~~~~~~~~~

"یار یہاں کیا طوفان آیا ہے؟" صائم دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"لو تیسرا ایڈیٹ بھی آگیا ہمارا...." زایان اسے دیکھتا ہنسا۔ "یہ کس ڈاکٹر نے تمہیں مشورہ دیا ہے؟" وہ زایان کو گھورتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ڈاکٹر نے؟" وہ نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھنے لگا۔ "یہی کہ ہمارے کان خراب کرو۔ تاکہ پھر ہم علاج کے لیے جائیں اس ڈاکٹر کے پاس۔" وہ ناپسندیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ زایان اس کی بات پر کھل کر ہنس دیا۔ اسد کو سمجھ نہیں آئی جس کے باعث وہ دونوں کو دیکھنے لگا۔ "اچھا یار یہ لو۔ بند کر دیا۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن بند کر دیا۔

"شکر ہے۔" اسد سانس خارج کرتا ہوا بولا۔

"آج تم نصرت کیوں بنے ہوئے ہو؟" صائم سیگرٹ کی ڈبی اٹھاتا ہوا بولا۔

"جب میں جم سے واپس آ رہا تھا تو راستے میں سنا تھا۔ تم لوگ آ نہیں رہے تھے تو بوریت سے بچنے کے لیے لگا لیا۔" وہ کش لیتا شانے اچکانے لگا۔

"اچھا میں تو جا رہا ہوں چھٹیوں پر۔" اسد سیگرٹ جلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کہاں؟" دونوں کی جانب سے بیک وقت جواب آیا۔

"مناہل کے ساتھ۔ گرمی تھی جب شادی ہوئی۔ اب ہنی مون سکپ تو نہیں کر سکتے نہ؟" وہ دانتوں کی نمائش کرتا ہوا بولا۔

"صحیح ہے باس۔ موج کرو۔" صائم نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تمہارا کیا بنا؟ آج بڑے دنوں بعد شکل دکھا رہے ہو؟" زایان کہتا ہوا سیدھا ہو گیا۔

"امل کو گھر چھوڑ آیا تھا میں۔ یہ تو بتایا تھا نہ تمہیں؟" وہ باری باری دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

دونوں نے سر ہلایا۔ "وکیل کو کہہ دیا ہے طلاق کے لیے۔ جس دن پیپر تیار ہو جائیں گے مل جائیں گے۔" اس نے کہہ کر سیگرٹ ہونٹوں میں دبا لی۔

"اور بھابھی کے گھر والے یا تمہارے گھر والے؟ آسانی سے مان گئے؟" اسد کی جانب سے سوال آیا۔

"ہاں۔ جب انہیں ساری بات معلوم ہوئی تو کسی نے اعتراض نہیں کیا۔" صائم کی بات پر زایان سر ہلانے لگا۔

"چلو جو ہوا۔ تمہاری قسمت۔" زایان دوسری سیگرٹ نکال رہا تھا۔

"کچھ کھانے کو منگواؤ مجھے بھوک لگی ہے بہت۔" صائم نے سیگرٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔

"باہر سے آڈر کرتے ہیں۔" اسد نے کہتے ہوئے اپنا فون نکال لیا۔

"گڈ آئیڈیا۔" زایان نے اسکی تائید کی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"مجھے جلدی چھٹی چاہیئے آج۔" وہ اس کے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔

"تو میں کیا کروں؟" وہ اکھڑ کر بولا۔

"زایان!" مشائم نے اسے گھورا۔

"باس ہوں تمہارا میں۔" انداز جتانے والا تھا۔

"ہاں تو میں کہہ رہی ہوں مجھے جلدی جانا ہے۔" وہ خفگی سے اپنی بات دہرانے لگی۔

"کہاں جانا ہے؟" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔

"تمہیں اس سے کیا؟" اس نے الٹا سوال داغا۔

"جاؤ لے لو چھٹی جس سے لے سکتی ہو۔" وہ کہہ کر فائل اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"امم....مجھے ایک فلیٹ دیکھنے جانا ہے۔" وہ سوچتی ہوئی بولی۔

"کیوں؟ ہوٹل میں کیا مسئلہ ہے؟" اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"وہاں ضرورت کی ہر چیز موجود نہیں۔ گھر والا حساب تو نہیں ہوتا۔ اور ویسے بھی میں باہر کا کھانا کھا کے تھک چکی ہوں۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"اچھا جاؤ۔" اس نے سر ہلا دیا۔

"آج تو ٹھیک ہے۔ اور باقی دن؟" وہ کھڑی ہو گئی۔

"باقی دن کیا؟" وہ بظاہر فائل کو پڑھ رہا تھا۔

"جو سزا سنائی ہے تم نے مجھے دیر سے جانے کی۔" وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"وہ جوں کی توں برقرار ہے۔ اب تم جا سکتی ہو۔" سرد مہری سے جواب آیا۔ مشائم کا منہ کھل گیا۔

"کتنے بے مروت ہو تم۔" وہ کہے بنا رہ نہ سکی۔

"کیونکہ تمہیں نرمی راس نہیں آتی۔" وہ مسکرایا۔ وہ ناک چڑھاتی وہاں سے چلی گئی۔

"فلیٹ چاہیئے میڈم کو!" وہ فائل بند کرتا پر سوچ انداز میں بولا۔ "کچھ کرنا پڑے گا۔ ایسے لاوارث نہیں چھوڑا جا سکتا تمہیں۔" وہ فون اٹھاتا ہوا بولا۔

"ہاں اسد۔ ایک کام تھا۔" وہ چیئر گھما کر گلاس وال سے باہر دیکھنے لگا۔

"تمہارا وہ جو گھر فارغ ہے۔ شاید رینٹ پر دیا ہے تم نے۔" وہ دو انگلیوں سے پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

"ہاں رینٹ پر دیا ہے کیوں؟" وہ متعجب سا بولا۔

"اس کا ایک پورشن چاہیئے مجھے۔ اور رینج مناسب ہو۔ مل جائے گا؟"

"یار تیرے لیئے پورا گھر بھی مل جائے گا۔ تو حکم کر کب چاہیئے؟ میں ابھی خالی کروا دوں گا۔" اسد کی بات سن کر اس کی گردن فخر سے سیدھی ہو گئی۔

"جتنی جلدی ممکن ہو کروا دے۔ اور ایڈوانس وغیرہ؟" یکدم اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔

"ایڈوانس کو چھوڑ۔ جتنا رینٹ ہو بس سے دینا اپنی خوشی سے۔ تجھ سے اب میں نے حساب کتاب کرنے ہیں؟" وہ برہم ہوا۔

"اچھا چل ٹھیک ہے۔ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں پھر تفصیل میں بتاؤں گا حساب کتاب سارا۔" اس نے مسکراتے ہوئے فون بند کر دیا۔

"ہے تو میرے گھر سے دور۔ مگر محفوظ رہو گی تم وہاں۔ اوپر والے پورشن میں اور فیملی ہو گی تو اکیلی بھی نہیں رہو گی تم۔ بس یہ ٹھیک ہے۔" وہ اب کافی حد تک مطمئن ہو چکا تھا۔

"ایک چکر تم بھی لگا لینا۔ اپنی تسلی کر لینا تاکہ یہ آئیڈیا تمہیں دوسرے کسی آپشن سے زیادہ بہتر لگے۔" وہ خود کلامی کرتا مشائم سے مخاطب تھا۔

~~~~~~~~~~~~

"ہزبینڈ کے ساتھ آئی ہو گی؟" وہ امل سے تپاک سے ملی۔ "نہیں۔" وہ سپاٹ انداز میں کہتی بیٹھ گئی۔

"میرڈ ہو نہ آپ؟ کبیر بتا رہا تھا کہ دوست کی وائف...."

"تھی۔ اب نہیں ہوں۔" امل نے اس کی بات مکمل ہونے سے قبل تصحیح کر دی۔
~~~~~~~~~~~~

"اوہ۔ سو سوری ۔مجھے علم نہیں تھا۔ " وہ تاسف سے بولی۔ "اٹس اوکے۔ میڈم شمائلہ نہیں آئی ابھی تک ؟" وہ ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"نہیں۔ آپ دونوں کا ہی ویٹ کر رہی تھی میں۔ شاید جلدی آ گئی۔ "وہ خود ہی اپنی بات پر مسکرانے لگی۔

"یا شاید ہم لیٹ ہیں۔ "امل بھی جواباً مسکرائی۔

"ویسے میں آپ کے کام سے بہت مطمئن ہوں۔ جیسے کبیر نے کہا تھا بلکل ویسے ہی۔مجھے افسوس نہیں اپنے اس فیصلے پر۔" وہ گلاس اٹھاتی ہوئی بولی۔

"میں پورے دل سے کام کر رہی ہوں۔ اور آگے بھی ایسے ہی کروں گی۔ "وہ فون سائیڈ پر رکھتی ہوئی بولی۔

"آپ کبیر کی فرینڈ ہو؟" وہ تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "نہیں۔ کیوں ؟" امل کی پیشانی پر تین لکریں ابھریں۔

"نہیں میرا مطلب۔مجھے لگا شاید یونی فیلو ہوں۔ وہ دراصل کبیر نے جیسے مجھے آپ کے بارے میں بتایا تھا بلکل ویسے ہی کام کر رہی ہو۔ اس لیئے مجھے لگا۔ " عروج نے شانے اچکائے۔

"نہیں وہ میرے ہزبینڈ کی وجہ سے مجھے جانتے ہیں۔ شاید انہوں نے بتایا ہو کبیر کو۔" وہ غیر آرام دہ محسوس کرنے لگی خود کو۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ اب دیکھتے ہیں شمائلہ کب تک آتی؟" عروج ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"اگر آپ کہیں تو میں کال کر کے پوچھوں؟" وہ فون اٹھاتی اجازت طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں پوچھ لو۔ معلوم تو ہو کتنا وقت لگے گا۔" اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"جی ٹھیک ہے۔" امل کہہ کر نمبر ملانے لگی۔

~~~~~~~~~~~~~

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ اسے دیکھتی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

"کیا بات؟" زایان رک گیا۔

"ایک منٹ۔" وہ کہہ کر لیپ ٹاپ بند کرنے لگی۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے عشال۔" وہ گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "آج کل کچھ زیادہ ہی مصروف نہیں؟" وہ طنز کر رہی تھی۔ "تمہیں کوئی مسئلہ؟" وہ تنک کر بولا۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~~~~

"مجھے بھی گھر ڈراپ کر دو۔ میری گاڑی ورک شاپ پر ہے۔" وہ اس کے پاس آتی ہوئی بولی۔

"مجھے دوسری سائیڈ پر جانا ہے۔ تم کیب سے چلی جاؤ۔" وہ قدم اٹھاتا ہوا بولا۔

"ایسا کون سا کام ہے؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھتی اس کی ہمقدم ہو گئی۔

"عشال میں ہر بات کا جوابدہ نہیں ہوں تمہیں۔" وہ اکتا کر بولا۔

"مجھے مشائم سے آپ کا ملنا جلنا پسند نہیں۔" وہ گاڑی کے فرنٹ ڈور کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"تو میں کیا کروں؟" وہ متعجب سا اسے دیکھنے لگا۔

"تو یہ کہ آپ اسے آفس سے نکال دیں۔" وہ سینے پر بازو باندھتی ہوئی بولی۔

"میرے منہ پر بیوقوف لکھا ہے؟" وہ بولتا ہوا عین مقابل آ کھڑا ہوا۔

"نہیں۔ مگر میں نہیں چاہتی وہ آپ کے آس پاس رہے۔" وہ اپنے جذبات پر قابو پانے کی ممکنہ حد تک کوشش کر رہی تھی۔

"تم مجھے نہیں بتا سکتی کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔" ٹھہرے ہوئے لہجے میں باور کرایا گیا۔

"کیا میرا اتنا سا بھی حق نہیں؟" وہ اس کے اس انداز پر احتجاجاً بولی۔

"ایسا کوئی حق نہیں دیا میں نے تمہیں۔" اس نے کہتے ہوئے دو الٹے قدم اٹھائے۔

"یہ غلط ہے۔" وہ مٹھی بند کرتی ہوئی بولی۔

"یار ہٹو سائیڈ پر۔مجھے دیر ہو رہی ہے۔" وہ بیزاری سے بولا۔

"میری بات کی کوئی اہمیت نہیں؟" اسے رنج پہنچا۔

"ایسی باتوں کے لئے نہ تو میرے پاس وقت ہے نہ ہی ان کی کوئی اہمیت۔" وہ جیب سے چابی نکالتا ہوا بولا۔ وہ زخمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھ پر ان نظروں کا کوئی اثر نہیں ہونے والا۔ اپنے وقت کا ضیاع مت کرو۔" وہ ہاتھ کے اشارہ کرتا ہوا بولا۔ عشال لب بھینچ کر سائیڈ پر ہو گئی۔

"تھینک یو۔" وہ مسکرا کر کہتا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"بہت غلط تھی میں۔" وہ آہ بھرتی ہوئی بولی۔

"میں کنٹرول نہیں کر سکتی زایان کو۔ اپنی مرضی کے مطابق نہیں چلا سکتی۔" وہ نفی میں سر ہلاتی کسی ہارے ہوئے سپاہی کی مانند سر جھکائے اندر کی جانب چلنے لگی۔

~~~~~~~~~~~~~

صائم سر جھکائے ڈرائینگ روم میں بیٹھا تھا جب امل چلتی ہوئی آئی۔

"کیسے ہو؟" وہ کہتی ہوئی اس کے سامنے والے صوفے پر آ بیٹھی۔
~~~~~~~~~~~~~

"میں ٹھیک ۔ تم کیسی ہو؟" وہ مبہم سا مسکرایا۔ "میں بھی ٹھیک ہوں ۔ خالہ کیسی ہیں ؟" وہ بھی جواباً مسکرائی ۔

"وہ بھی ٹھیک ہیں ۔ دادو کہاں گئیں ؟" وہ دروازے کی جانب دیکھتا ہوا بولا ۔

"پتہ نہیں مجھے تو ملازمہ نے کہا کہ ڈرائینگ روم میں مہمان بیٹھے ہیں ۔" وہ لاعلمی سے شانے اچکاتی ہوئی بولی ۔ "انکل گھر پر ہیں ؟" وہ کچھ دیر بعد بولا ۔

"ہاں ۔" امل نے سر ہلایا ۔

"انکل کو بلانے گئی ہوں گیں ۔" وہ سمجھ گیا ۔

"کسی کام سے آئے ہو تم ؟" وہ اس کے ہاتھ میں پکڑی فائل دیکھ رہی تھی ۔

"ہاں یہ پیپرز....." وہ بول رہا تھا کہ نفیسہ اور شاکر کو دیکھتا خاموش ہو گیا ۔

"بیٹھو بیٹا بیٹھو ۔" شاکر اسے کھڑا ہوتے دیکھ بولے ۔

"انکل مجھ سے ناراض تو نہیں آپ ؟" وہ گھبرا رہا تھا ۔ اس معاملے کے بعد وہ پہلی بار ان کے مقابل بیٹھا تھا ۔

"نہیں بیٹا ۔ ہم سمجھ گئے تھے کہ ذہنی ہم آہنگی بہت ضروری ہے ۔ نہیں ہو سکا نباہ تو کوئی نہیں ۔ اللہ نے کچھ بہتر سوچا ہو گا تم دونوں کے لیے ۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے ۔

"میں یہ طلاق کے پیپر لایا تھا۔ سائن کروانے کے لیے۔" وہ فائل ان کے آگے کرتا ہوا بولا۔

"یہ لو امل بیٹا سائن کردو۔" انہوں نے فائل آگے کردی۔ "میرے پاس پین نہیں ہے۔" وہ فائل کھولتی ہوئی بولی۔ شاکر صاحب نے اپنی جیب سے پین نکال کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ امل نے سائن کیئے اور فائل میز پر رکھ دی۔

"روبینہ سے کہنا وہ جب چاہے یہاں آسکتی ہے۔مجھے کوئی گلہ نہیں تم دونوں سے۔" وہ نرم لہجے میں گویا ہوئے۔ امل اور نفیسہ خاموش بیٹھی تھیں۔

"جی ٹھیک ہے انکل۔ بہت شکریہ آپ کا۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہوگیا۔

"بیٹھو کھانا کھا کر جانا۔" شاکر نے دعوت دی۔

"نہیں انکل مجھے کام ہے کچھ۔ چلتا ہوں میں دادو۔" وہ نفیسہ کے پاس آتا ہوا بولا۔ نفیسہ نے اس کے سر پر پیار دیا تو وہ فائل اٹھا کر چل دیا۔

"ٹھیک ہو بیٹا آپ؟" وہ اب امل کی جانب متوجہ ہوئے۔

"جی بابا۔" وہ مبہم سا مسکرائی۔

"آئیں پھر کھانا کھائیں۔" وہ کھڑے ہوتے نفیسہ بی سے بولے۔ "تم چلو ہم آتے ہیں۔" انہوں نے سر ہلایا۔

"دادو کوئی بات ہے؟" امل اٹھ کے ان کے پاس آ گئی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں بس تمہاری عدت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔" وہ اسے دیکھ نہیں رہی تھیں۔ "دادو ہم دونوں کے بیچ میاں بیوی والا رشتہ تو تھا ہی نہیں۔ صائم نے کبھی مجھے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ پہلے تو ہم رہ بھی الگ کمرے میں رہے تھے۔" وہ الجھ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"اچھا اگر ایسا ہے تو پھر عدت نہیں بنتی۔" وہ نفی میں سر ہلا رہی تھیں۔

"اگر میاں بیوی والا تعلق ہی نہیں تھا تو تمہارے لیے عدت نہیں بنتی۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولیں۔ "مطلب میں کالج جا سکتی ہوں۔ کوئی مسئلہ تو نہیں؟" وہ پھر بھی اجازت لے رہی تھی۔

"نہیں نہیں۔ کوئی مسئلہ نہیں۔ چلو تمہارے بابا منتظر ہوں گے ہمارے۔" وہ اس کی پشت تھپتھپاتی ہوئی بولیں۔

"آ جائیں۔" امل ان کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔

~~~~~~~~~~~~~

"اتنی چڑچڑی کیوں ہو گئی ہو؟" وہ کافی کا مگ اس کے سامنے کرتا ہوا بولا۔
~~~~~~~~~~~~~

عشال جیکٹ کی جیب میں دونوں ہاتھ ڈالے لان میں کھڑی تھی۔ بال کھول کر شانوں پر پھیلا رکھے تھے۔ سردی سے ناک اور رخسار سرخ ہو رہے تھے۔ دن کے مقابلے رات میں سردی بڑھ جاتی تھی۔

"میں نے تمہیں کیا کہا؟" وہ مگ پکڑتی ہوئی بولی۔

"دیکھو خود کو۔ پہلے ایسے الٹے سوال تو نہیں کرتی تھی۔" وہ کافی کا سپ لیتا ہوا بولا۔

"تم کہاں سے آ رہے ہو؟" اس نے موضوع بحث صائم کو بنا دیا۔

"امل سے پیپر سائن کروانے۔ اتنے دن سے میرے پاس پڑے تھے سوچا آج یہ کام بھی ختم کر ہی دوں۔" وہ بولتا ہوا چلنے لگا۔

"اداس ہو؟" وہ اس کے سامنے آ گئی۔

"پتہ نہیں۔ عجیب سا ہے۔" وہ لاعلمی سے شانے اچکانے لگا۔ "مجھے بہت دکھ ہے تم دونوں کے لیے۔" وہ افسردہ سی بولی۔

"جو رشتے دکھ دیں۔ ان کے ختم ہونے پر افسوس نہیں کرنا چائیے۔ امل ان دکھوں کی حقدار نہیں تھی جو اسے مجھ سے مل رہے تھے۔" وہ چلتا چلتا رک گیا۔

"مگر تم نے تو کبھی احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ ایسا کچھ ہے۔" وہ خفگی سے بولی۔

"چھوڑو پرانی باتوں کو۔" اس نے سانس خارج کی۔

"مجھے زایان پر غصہ ہے۔ " وہ خود ہی بتانے لگی۔

"کیوں؟ " اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"بس کچھ عجیب سا ہے۔ کبھی کبھی بہت ہی روکھا سا بن جاتا۔ " اسے مشائم والی بات بھولی نہیں تھی۔

"ہاں وہ تھوڑا عجیب ہو جاتا ہے کبھی۔ " صائم نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

"لیکن دل کا برا نہیں ہے وہ۔ اس لئے پریشان مت ہو تم۔ " اس نے مسکرا کر تسلی دینا چاہی۔

"پریشان نہیں ہوں۔ مجھ لانگ ڈرائیو پر لے چلو۔ ماما اکیلے نہیں جانے دیتی مجھے یہاں۔ میرا بہت دل کر رہا کچھ دیر سکون سے بیٹھی رہوں۔ " وہ کافی ختم کرتی ہوئی بولی۔ " دس بج رہے ہیں۔ " وہ فون اس کے سامنے کرتا ہوا بولا۔ "کوئی بات نہیں تم بس چلو میرے ساتھ۔ " وہ اس کی بازو پکڑے اسے ساتھ لئے چلنے لگی۔

"اچھا رکو تو۔ میں اندر ماما کو تو بتا آؤں۔ " وہ اس کی حرکت پر ہنسنے لگا۔

"یہ مگ بھی لے جاؤ میرا۔ اور جلدی سے بتا کر آؤ۔ " وہ حکم صادر کرتی گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"ٹھیک ہے جناب۔ " وہ سر ہلاتا چل دیا۔

~~~~~~~~~~~

"کیسا لگا گھر؟" وہ لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر آتا ہوا بولا۔

"گھر تو اچھا ہے۔ صاف ستھرا۔" وہ ستائشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔

"اس لئے تم نے مجھے گھر دیکھنے سے منع کیا تھا؟" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں دراصل میری بات ہو چکی تھی۔ مگر کوئی فیملی رہ رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ مہینہ ختم ہو جائے تو خالی کر دیں گے۔ جیسے خالی ہوا میں لے آیا تمہیں۔" وہ دائیں بائیں دیکھتا ہوا بولا۔

"تھینک یو۔ میرے بنا کہے اتنا سب کرنے کے لیے۔ ایڈوانس بھی نہیں اور رینٹ بھی اتنا کم۔" وہ اس کی مشکور تھی۔ "مجھے یہ تھینکس ویکنس کی ضرورت نہیں۔ اور ہاں ایک بات۔" لاؤنج میں صرف دو کرسیاں پڑی تھیں جن میں سے ایک زایان نے کھینچ لی اور بیٹھ گیا۔

"کیا؟" وہ بھی کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ "میں کمپنی کی طرف سے تمہیں لان دے رہا ہوں۔ ضرورت کی جو چیزیں ہیں وہ پوری کرو ایک ہی بار۔ تاکہ بار بار تمہیں خواری نہ ہو۔ میری بات مکمل سن لو پہلے۔" وہ اس کے تاثرات سے سمجھ چکا تھا کہ وہ بیچ میں بولے گی اس لئے ہاتھ اٹھا کر منع کر دیا۔
~~~~~~~~~~~

"کیا؟" مشائم مصنوعی خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہر مہینے تمہاری پے میں سے پیسے کاٹ لیۓ جائیں گے۔ اس لیۓ یہ کوئی احسان نہیں میرا۔ گھر کو سیٹ کرو جتنے پیسے لگتے ہیں۔ سامان پورا کرواور پھر سکون سے رہو۔" وہ کہہ کر اسے دیکھنے لگا۔

"اچھا خیال ہے۔مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" وہ آمادہ تھی۔ "پھر مجھے بھی تمہارے لیۓ فکر مند نہیں ہونا پڑے گا۔ ساری چیزیں سیٹ ہو جائیں ایک بار۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"بوجھ لگ رہا ہو گا تمہیں؟" وہ خالی کرسی کو دیکھ رہی تھی۔

"بوجھ نہیں ہے احمق۔ مگر میرا دھیان اِدھر لگا رہتا ہے۔ سارا سامان ہو گا تمہارے پاس تو تم گھر سے آفس اور آفس سے گھر۔ زیادہ باہر نہیں جانا پڑے گا تمہیں۔" وہ مڑ کر اسے گھورنے لگا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مگر میں قید ہو کر تو نہیں رہ سکتی ہمیشہ۔" وہ اٹھ کر چلنے لگی۔

"تب تک جب تک یہ اطمینان نہیں ہو جاتا کہ وہاں سے کوئی تمہارے پیچھے نہیں آ رہا۔" وہ سنی ان سنی کرتی سامنے کچن میں چلی گئی۔

"کچن بھی اچھا ہے۔" اس کی آنکھوں میں ستائش تھی۔ "اگر تم کھانا اچھا بناؤ تب۔" وہ مبہم سا مسکرایا۔

"تمہیں تھوڑی کھانا ہے۔" وہ ناک چڑھا کر کہتی باہر نکل گئی۔ بائیں جانب بیڈروم تھا۔

"بہت ساری چیزیں لینی ہوں گی۔ اس کو بھرنے کے لیے۔" وہ خالی کمرے دیکھتی ہوئی بولی۔

"ہاں اسی لیئے تو کہہ رہا ہوں میں۔" وہ اس کے عقب میں کھڑا تھا۔

"ابھی تو میں شفٹ نہیں ہو سکتی۔ پہلے مجھے سامان خریدنا ہوگا پھر ہی۔" وہ کہتی ہوئی اس کے ہمراہ باہر نکل آئی۔

"لسٹ بناؤ۔ کل کا آف لو آفس سے۔ ڈرائیور کے ساتھ جاؤ اور جو جو چاہیئے لے آؤ۔" وہ جیب سے گاڑی کی چابی نکالتا ہوا بولا۔

"کتنے فاسٹ ہو تم۔ ایسے بولتے ہو جیسے چٹکیوں میں کام ختم۔" وہ دونوں ہاتھ آپس میں مسلتی ہوئی بولی۔

"ہاں تو ایسے ہی ہوتے ہیں کام۔ مجھے کاہلی پسند نہیں۔ نہ ہی سست لوگ۔" وہ آگے کو ہوتا سرگوشی کرنے لگا۔

"اچھا چلو اب۔ ٹائم دیکھو کتنا ہو گیا ہے۔" وہ گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"تم نے ہی باتوں میں لگایا ہے مجھے۔" وہ گھور کر کہتا گیراج میں آگیا۔

"اچھا جی؟" وہ ہنس کر کہتی فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔

"گھر کا کھانا کھاؤ گی؟" وہ دروازہ بند کرتا اسے دیکھنے لگا۔ "مرضی ہے تمہاری۔" اس نے شانے اچکائے۔

"چلو پھر میرے گھر چلتے ہیں۔ تھوڑا لمبا ہو جائے گا راستہ۔" وہ کہتا ہوا گاڑی باہر نکالنے لگا۔

"گیٹ کون بند کرے گا؟" وہ چہرہ موڑتی ہوئی بولی۔

"میں ہی کروں گا۔" وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

"زایان مجھے بلکل پسند نہیں ہے اور ایسا خیال بھی دماغ میں لانا جرم ہے تمہارے لیے مشائم۔" اس نے خود کو سرزنش کی۔ زایان مسکراتا ہوا واپس آ بیٹھا۔

"اب کل کا پلان ڈن ہے؟ بھیجوں صبح ڈرائیور کو؟" وہ سپیڈ بڑھاتا ہوا بولا۔

"ہاں بھیج دینا۔ جتنی جلدی یہ معاملات نمٹ جائیں اچھا ہے۔" وہ سر ہلانے لگی۔ نگاہیں سامنے تاریک سڑک پر تھیں جہاں گاڑی کی ہیڈلائٹس سے روشنی بکھر رہی تھی۔ مشائم کو سردی لگ رہی تھی اس لئے اس نے ہینڈ بیگ سے کیپ نکال لی۔ زایان کی نگاہیں سڑک

پر تھیں۔ وہ کیپ پہن کر دونوں ہاتھوں کو مسلنے لگی۔ اس نے گاڑی روک کر چہرہ مشائم کی جانب موڑا۔

وہ بھی بے ساختہ اس کی سمت گھوم گئی۔ سر پر کیپ پہنے، دونوں سائیڈ سے بال آ گے تھے، وہ پیاری لگ رہی تھی۔ چند لمحے وہ ساکت اسے دیکھتا رہا۔

"پہنچ گئے ہیں نہ؟" وہ زایان کے گھر کا گیٹ پہچانتی تھی۔

"امم۔ ہاں۔" اس نے سر جھٹکا۔ وہ کیا کہنے والا تھا فراموش ہو گیا۔

"چلو۔" وہ کہہ کر گاڑی سے باہر نکل گیا۔

وہ بھی بیگ لئے باہر نکل آئی۔

"ہیٹر آن کروالو۔" وہ ہاتھ مسلتی اس کے ہمراہ لاؤنج میں آرکی۔

"ڈرائینگ روم میں آجاؤ پھر۔ میں کھانا وہیں لگواتا ہوں۔ پھر تمہیں چھوڑ آؤں گا ہوٹل۔" وہ اس کو اشارہ کرتا خود کچن کی جانب بڑھ گیا۔

"تم اتنے اچھے بھی ہو سکتے ہو؟ یقین نہیں آتا۔" وہ سر جھکا کر کہتی چلنے لگی۔

~~~~~~~~~~~~

وہ گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی جب سامنے سے کبیر آتا دکھائی دیا۔

"کیسی ہیں آپ؟" وہ آنکھوں سے سن گلاسز اتارتا اس کے مقابل آرکا۔
~~~~~~~~~~~~

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟" وہ بھی رک گئی۔

"میں بھی ٹھیک۔ کیسی جا رہی ہے جاب آپ کی؟"

"بہت اچھی۔ اور ایک بات بتائیں؟" وہ بولتی ہوئی سائیڈ پر آ گئی۔

"جی پوچھیں؟" وہ یکسوئی کے ساتھ اسے سن رہا تھا۔

"آپ نے میم عروج سے کیوں کہا کہ میں بہت اچھی پروفیسر ہوں۔ اور مطلب ان کو اتنی ہائی ہوپ کیوں دی؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیونکہ مجھے ایسا لگا۔ آپ کی آنکھوں میں جو خوشی تھی جاب کا سن کر مجھے تب ہی الہام ہو گیا تھا۔" اس نے سرگوشی کی۔

"اور اگر میں ویسی نہیں ہوتی پھر؟" وہ پرسوچ انداز میں بولی۔

"پھر کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ میری سفارش اتنی کمزور نہیں تھی کہ آپ کو باہر کر دیتے یہاں سے۔" نگاہیں امل کے سراپے پر تھیں۔

"اچھا تو اس کا مطلب آپ کی مضبوط سفارش میری پروموشن بھی کروا سکتی ہے؟" وہ محظوظ ہوئی۔ چہرے پر شریر سی مسکراہٹ تھی۔

"جی بلکل۔ آپ آزما کر دیکھ لیں۔ ناکام ہو گیا تو کہنا۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھتا حاضر تھا۔

"نہیں نہیں ۔مجھے ایسے پروموشن نہیں چاہئیے ۔ اپنے بل بوتے پر کرنا چاہتی ہوں ۔ " وہ اسے مزید تنگ نہیں کرنا چاہتی تھی ۔

"لیکن اگر آپ کا مائنڈ بدلے ۔ تھوڑی سی بے ایمانی کرنے کا دل کرے تو بلا جھجھک مجھ سے رابطہ کر لیجیے گا۔ بندہ حاضر ہے ۔ " وہ بھی اسے تنگ کرنے کو بولا ۔

"آپ تو پولیس میں ہیں نہ ؟ " اس غیر متوقع سوال پر کبیر کی پیشانی پر بل پڑ گئے ۔

"جی ؟ " وہ متعجب سا اسے دیکھ رہا تھا ۔

"پھر آپ کو فئیر ہونا چاہئیے ۔ کل کو ایسے کسی مجرم کو بھی سفارش پر چھوڑ دیا آپ نے پھر ؟ " وہ خفگی سے پوچھنے لگی ۔

"اپنے کام میں تو بہت فئیر ہوں میں ۔ کسی دن کوئی جرم کر کے چیک کر لیں بے شک ۔ " وہ مسکرایا تو امل بھی مسکرانے لگی ۔

"مجھے میرے کالج میں ہی رہنے دیں ۔ یہی اچھا ہے ۔ " وہ ابھی تک مسکرا رہی تھی ۔

"ٹھیک ہے پھر میں چلتا ہوں ۔ بھابھی کو لینے آیا تھا ۔ " وہ سامنے آفس کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرتا ہوا بولا ۔

"شیور۔ آپ جائیں ۔ " وہ کہتی ہوئی اس کی مخالف سمت میں قدم اٹھانے لگی ۔ جس دل سے کبیر نے یہ بات بولی تھی اس کا دل ہی جانتا تھا ۔

"کسی اور کی بیوی کے بارے میں ایسا سوچنا بہت غلط ہے۔" وہ ہر بار امل سے ملنے پر خود کو ایسے ہی سرزنش کرتا اور ہر بار بھول جاتا۔

وہ ناک کرتا اندر آگیا۔

"جلدی آ گئے ہو تم۔" عروج اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"چلیں پھر چائے پلا دیں۔ تب تک آپ کا ٹائم بھی ہو جائے گا۔" وہ ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"چائے تو میں پلا دیتی ہوں۔ لیکن تم زیادہ ہی جلدی آ گئے ہو۔" وہ دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"مجھے بھائی نے دو بجے کہا تھا۔ دیکھیں پورے ٹائم پر آیا ہوں میں۔" وہ گھڑی کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔ "حیدر نے شاید غلط سن لیا۔ اچھا چلو تھوڑی دیر تو بیٹھو۔"

وہ کہتی ہوئی لیپ ٹاپ کو دیکھنے لگی۔ فون پر وہ چائے کا کہہ چکی تھی۔

"امل ملی تھی مجھے ابھی۔ کیسا کام کر رہی ہے؟" وہ ہاتھ میں پکڑی چابی کو گھما رہا تھا۔

"بلکل ویسے جیسے تمہارے بھائی کہتے ہیں۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"مطلب؟" وہ نا سمجھی اسے دیکھنے لگا۔

"مطلب وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ کبیر کی نظر صحیح چیز پہچانتی ہے۔ تمہیں ہیرے کی پہچان ہے۔ اتنے کم وقت میں مجھے اتنا ایمپریس کیا ہے امل نے۔ اب خدا جانے وہ واقعی اتنی محنتی ہے یا پھر نیا نیا شوق ہے۔" وہ شانے اچکانے لگی۔

"چلیں پھر مانتی ہیں مجھے اب؟" وہ مسکراتا ہوا آگے ہوا۔ "ہاں مان تو گئی ہوں۔" چائے آ چکی تھی۔ کبیر نے ہاتھ بڑھا کر اپنا کپ اٹھا لیا۔

"یا شاید مجھے لگتا ہے اس کی ڈیورس وجہ ہے اس محنت کی۔" وہ اپنا کپ اٹھاتی پر سوچ انداز میں بولی۔ چائے کبیر کے حلق میں اٹک گئی۔ وہ کھانستا ہوا کپ واپس ٹرے میں رکھنے لگا۔

"یو او کے؟" وہ پانی کا گلاس آگے کرتی ہوئی استفسار کرنے لگی۔ کبیر نے گلاس پکڑ لیا۔

"ڈیورس کہاں سے آ گئی؟" وہ ایک سپ لیتا ششدر سا بولا۔ "تمہیں علم نہیں؟ وہ اب اپنے ہزبینڈ کے ساتھ نہیں ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے اس نے خود مجھے بتایا ہے۔" وہ تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں مجھے علم نہیں۔" وہ حیرت سے کہتا نفی میں سر ہلانے لگا۔

"اسد سے ملاقات نہیں ہوئی میری۔ ورنہ شاید معلوم ہوتا۔" وہ میکانکی انداز میں بولتا جا رہا تھا۔

"امل ہے بہت اچھی۔ دکھ ہوا مجھے تو بہت یہ سن کر۔ ابھی عمر ہی کیا ہے اس کی۔" وہ تاسف سے کہتی سپ لینے لگی۔

"جی مجھے بھی دکھ ہو رہا ہے۔" وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولا۔

"جی آ جائیں۔" دروازے پر دستک ہوئی تو عروج نے کپ میز پر رکھ دیا۔

"میم اس میں جو ترمیم کرنے کو کہا تھا آپ نے میں نے کر دی ہے۔" وہ سٹاف میں سے تھی۔ کبیر نے چہرہ موڑ کر جھکا لیا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا صائم اور امل کی طلاق ہو گئی ہے۔" وہ بے یقینی سے بولا۔ آواز اتنی مدھم تھی کہ کسی کی سماعت پر پہنچ نہ سکی۔

"ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گی۔" وہ مسکراتی ہوئی فائل اس کے ہاتھ سے لینے لگی۔

"اوکے میم۔" وہ کہہ کر چلی گئی۔

"اسد اور اس کی وائف کی واپسی کب ہے؟ میں سوچ رہی تھی انہیں ڈنر پر بلائیں۔" وہ پھر سے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ہاں۔ جی۔ بات ہوئی تھی اسد سے کہہ رہا تھا سنڈے تک آ جائیں گے۔" عروج کے بلانے پر وہ بمشکل اپنے خیالات سے باہر نکلا۔

"اچھا۔ پھر تو نیکسٹ سنڈے کا پروگرام بنانا ہوگا۔" وہ پر سوچ انداز میں بولی۔

"جی۔" اس نے بس سر ہلا دیا۔ ذہنی طور پر وہ اب یہاں موجود نہیں تھا۔

"ایسا کرو تم چلو میں آتی ہوں چیزیں سمیٹ کے۔" عروج کو اسے یوں انتظار کروانا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"چلیں ٹھیک ہے میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔" وہ چابی اٹھاتا کھڑا ہو گیا۔ عروج نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"اس کا مطلب میرا اندازہ درست تھا۔ امل خوش نہیں تھی صائم کے ساتھ۔" وہ بولتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا۔ بھورے بال پیشانی پر منتشر تھے۔

"اس سب کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟" وہ بال ماتھے سے ہٹاتا ہوا بولا۔

"کیا امل مجھے قبول کرے گی؟" وہ سوچتا ہوا لب کاٹنے لگا۔

"میں کوشش ضرور کروں گا۔ اب تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اب وہ کسی کی بیوی نہیں ہے۔" لب بے ساختہ مسکرانے لگا۔ چہرہ کھل اٹھا۔

"اس موقع کو ایسے جانے نہیں دوں گا میں۔ جن خوشیوں کی حقدار امل ہے اسے وہ خوشیوں دوں گا میں۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرانے لگا۔

دل کی خاموش چاہ جب پوری ہوتی دکھائی دے تو چہرہ یونہی دم بخود کھل اٹھتا ہے۔ وہ بھی اس وقت اپنے جذبات پر قابو پانے سے قاصر تھا۔

~~~~~~~~~~~~~

"لے لیا سارا سامان؟ اور سیٹنگ وغیرہ؟" وہ اس کے سامنے رکتا ہوا بولا۔

"فرنیچر دینے جو آئے تھے وہی سیٹ بھی کر گئے۔ پھر ڈرائیور بھی ان کی مدد کے لیے رک گیا تھا۔" وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔

"سب ہو گیا نہ تمہارا؟" وہ گلاسز اتارتا ہوا بولا۔

"ہاں سب ہو گیا ہے۔ اور تھینک یو سو مچ۔" وہ مشکور سی بولی۔ گندمی رنگت کھلی کھلی معلوم ہو رہی تھی، ہونٹ پنک کلر کی لپ اسٹک سے پوشیدہ تھے، بال آدھے باندھ کر آدھے کھول رکھے تھے، دو لٹیں ہمیشہ کی مانند چہرے پر جھول رہی تھیں۔

"یو ویلکم کزن۔" وہ مسکرایا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ مسکراتی ہوئی سر جھکا کر پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"مجھے بلایا آپ نے؟" عشال اندر آتی ہوئی بولی۔ ٹراؤزر شرٹ پر لیدر کی جیکٹ پہنے، بال ٹیل پونی میں قید کیے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"ہاں آجاؤ۔" وہ مسکرایا۔

"کوئی کام تھا؟" وہ اس کے مقابل بیٹھتی ہوئی بولی۔

"کام نہ ہو تو بلا نہیں سکتا؟" وہ دونوں دائیں آبرو اچکا کر بولا۔
~~~~~~~~~~~~~

"نہیں آپ آفس کے معاملے میں بہت سخت ہیں نہ۔ ایسے کیوں بلائیں گے؟" وہ خفا تھی اورزایان کواس کے ایک ایک رنگ سے معلوم ہورہا تھا۔

"ناراض ہو؟" وہ مبہم سا ہنسا۔

"آپ کوفرق پڑتا ہے؟" اس نے الٹا سوال داغا۔

"فرق پڑتا ہے مگر مجھے منانا نہیں آتا۔" وہ معصومیت سے بولا۔

"ناراض کرنا آتا ہے؟ ویری گڈ۔" وہ کہہ کر بائیں جانب بنے ریک کو دیکھنے لگی۔

"اچھا اب مان جاؤ۔ شام میں لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں وہاں سے پھر تمہاری فیورٹ کافی پینے چلیں گے۔" وہ نرم پڑا۔ "ایسے مناتے ہیں؟" وہ متحیر سی اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے ایسے ہی منانا آتا ہے۔ اب بس مان جاؤ۔" وہ لاچاری سے بولا۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا؟" وہ خفگی سے بولی۔

"یہی بات ہے۔ ایسا ہی ہوں میں۔ گزارا کرنا پڑے گا۔" وہ آہ بھرتا ہوا بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ ہوجائےُ گا گزارا۔" اس کے لئے اتنا ہی بہت تھا کہ وہ اسے منا رہا تھا بھلے انداز جیسا بھی تھا۔

"چائےُ پی کر جانا۔ بس آتی ہوگی۔" وہ ٹیک لگاتا مسکرانے لگا۔ "اچھا جی۔" وہ مسرور سی کہتی کھڑی ہوگئی۔

"جب خود آتی تھی تب غصہ ہوتے تھے۔" وہ معمول کے مطابق اِدھر اُدھر چل رہی تھی۔

"وہ اس لئے کہ کام کے دوران آتی تھی۔ ابھی میں نے کام شروع نہیں کیا۔" وہ سامنے پڑی بند فائل کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"آپ بس مرضی کے مالک ہیں۔" وہ نروٹھے پن سے کہتی گلاس وال کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"سو تو میں ہوں۔" وہ کہتا ہوا پلٹ کر اسے دیکھنے لگا جو باہر دیکھنے میں محو تھی۔ سیاہ ریشمی بال کمر پر جھول رہے تھے۔ زایان دھیرے سے مسکرانے لگا۔

~~~~~~~~~~~~~

وہ شاپر ہاتھ میں اٹھائے چل رہی تھی۔

"پیسے کم ہیں ورنہ کیب ہی لے لیتی۔" وہ رفتار بڑھاتی ہوئی بولی۔ دونوں ہاتھوں میں شاپر تھے۔ سر پر دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ وہ قریبی مارکیٹ سے نکل کر گلی کی جانب چلنے لگی۔

مشائم کو اپنے عقب سے قدموں کی آہٹ سنائی دینے لگی۔ وہ نظرانداز کرتی اپنی ہی رو میں چلنے لگی۔ سٹریٹ لائٹس گلی میں روشنی پھیلا رہے تھے۔

گلی آگے سے سنسان ہو رہی تھی۔ آہٹ مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ وہ اب متوجہ ہوئی تھی۔ اس نے بھانپ لیا مبادہ کوئی اس کے تعاقب میں ہے۔ گھر چار گلیوں کی مسافت پر
~~~~~~~~~~~~~

تھا۔ اس نے رفتار مزید بڑھا دی۔ یکدم اویس اس کے سامنے آگیا۔ مشائم کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

"تم؟" وہ حیرت سے بولی۔

"تمہیں کیا لگا تھا یہاں چھپ کر بیٹھ جاؤ گی اور ہمیں علم نہیں ہو گا؟" وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ الٹے قدم اٹھانے لگی۔

"میں چھپ کر نہیں بیٹھی۔ ڈرتی نہیں ہوں میں۔ نہ تم سے نہ ہی تمہاری ماں سے۔" وہ اپنی ہمت بحال کر چکی تھی۔ "ہاں یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم ڈرتی کسی سے بھی نہیں۔ اس لئے اب بنا کوئی چوں چراں کیئے میرے ساتھ چلو۔" اس نے زور سے مشائم کی بازو پکڑی تو شاپر ہاتھ سے پھسل گیا۔ ساری سبزیاں زمین پر بکھر گئیں۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔ اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اس نے اپنی بازو چھڑانی چاہی۔

"چھڑوا سکتی ہو تو چھڑوا لو۔" وہ کہہ کر اسے ساتھ لئے گھسیٹنے لگا۔ مشائم آگے نہ بڑھی۔ وہ مسلسل اپنی بازو آزاد کروانے کی جستجو میں تھی۔

"چلو میرے ساتھ۔" اس نے اسے کھینچا تو وہ آگے کو ہو گئی۔

"میرا ہاتھ چھوڑو اویس۔" اس نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھ دیئے۔

"آہ۔ "اس نے کراہ کر اسے دیکھا لیکن ہاتھ نہ چھوڑا۔ اس نے مکا بنا کر اس کی آنکھ پر دے مارا۔ یہ نشانہ کچھ بہتر تھا۔ گرفت ڈھیلی ہوئی تو وہ ہاتھ چھڑاتی بھاگ کھڑی ہوئی۔ وہ نجانے کس گلی میں آگئی تھی مگر پھر بھی بھاگتی رہی۔ اویس اس کے عقب میں ہی تھا۔ دوپٹہ وہیں کہیں پیچھے ہی گر گیا تھا فلحال اسے ہوش نہیں تھا۔ اس نے جھک کر نیچے سے پتھر اٹھالیا۔

"مجھے اپنا بچاؤ کرنا ہے۔ "وہ قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ وہ دوسری گلی میں مڑ گئی۔ وہ ہانپ رہی تھی۔ صرف ایک لمحہ رکی تھی وہ سانس بحال کرنے کو اور وہ سر پر آن رکا۔ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لئے۔ مشائم نے سر اٹھایا تو سامنے وہ شیطان دکھائی دیا۔ ہاتھ اس نے پیچھے چھپا رکھا تھا جس میں پتھر تھا۔

"دیکھو بھاگنے کا کوئی نفع نہیں ہوگا۔ اس لئے چپ چاپ چل لو۔ "وہ آگے کو ہوتا پھر سے اس کی بازو پکڑ چکا تھا۔ "میں تمہیں بتاؤں گی کیسے نفع نہیں ہوگا۔ "اس نے کہتے ہوئے پتھر اویس کے سر پر دے مارا۔

"آہ... جاہل عورت۔ "وہ درد سے کراہ رہا تھا مگر ہاتھ چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھا۔ خون بہنے لگا تھا زخم سے۔ مشائم ہاتھ چھڑانے میں الجھ رہی تھی اس کے ساتھ۔ وہ ایک ہاتھ پیشانی پر رکھے دوسرے ہاتھ سے اس کی بازو پکڑے ہوئے تھا۔ جب اویس کی مزاحمت میں کمی نہ

آئی تو اس نے پتھر پھر سے اس کے منہ پر دے مارا۔ کہاں لگا اس نے دھیان نہ دیا۔
اویس نے اسے پرے پھینک دیا۔ وہ زمین پر جا گری۔ چہرے پر رگڑ آ گئی۔
وہ گھٹنے زمین پر رکھے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا رہا تھا جب وہ اٹھی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ دو منٹ بعد درد کی شدت میں کمی آئی تو وہ دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ "کہاں گئی؟" وہ حیرت سے بولا۔
"کس سمت میں گئی وہ؟" وہ آگے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ پیچھے دو گلیاں تھی اور آگے ایک۔
"آگے ہی گئی ہو گی۔" وہ بہتے خون کو روکنے کے لیے اس پر رومال رکھتا آگے بڑھ گیا۔
~~~~~~~~~~~
"دادو آپ جائیں نہ میں بنا لوں گی۔" وہ یہ بات تیسری بار بول رہی تھی۔
"تمہارا کیا اعتبار خراب کر دو۔ میں نہیں جاؤں گی۔" وہ قطعیت سے کہتی اس کے ہاتھ سے چمچ لینے لگی۔ امل کا منہ کھل گیا۔
"آپ کو کیا لگتا ہے میں آپ کی مدد کے بغیر کھیر نہیں بنا سکتی؟" وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے آنکھیں سکیڑتی ہوئی بولی۔
"نہیں۔" وہ چولہے پر رکھے دودھ میں چمچ ہلاتی ہوئی بولیں۔ چہرے پر بلا کی طمانیت تھی۔
~~~~~~~~~~~

"تو پھر آج ہو جائے مقابلہ۔ معلوم ہو جائے گا آپ کو میں کیا کر سکتی ہوں۔" وہ گیس بند کرتی ہوئی بولی۔

"حیدر بھائی کی فیملی نے آنا ہے۔ تم کیوں میٹھا خراب کرنے پر تلی ہو؟" وہ خفگی سے کہتی اس کی جانب گھومی۔ "مجھے بھی معلوم ہے ڈنر پر کس کو مدعو کیا ہے۔ آپ دیکھئے گا وہ سارا کھانا چھوڑ کر صرف کھیر ہی کھائیں گے۔" وہ مزے سے بولی۔

"جاؤ جاؤ۔ اتنی تم شیف...." وہ ہنسنے لگیں۔

"آپ تو مجھے سیریس ہی نہیں لیتی۔ کیا ہے بھئی دادو۔" وہ منہ پھلا کر کونے میں جا کھڑی ہوئی۔

"کسی اور دن بنا لینا۔ مہمانوں کے لئے میں خطرہ مول نہیں لے سکتی۔ نا بابا نا۔" وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی بولیں۔

"پھر میں اپنے کمرے میں ہی بند رہوں گی۔ ان سے ملنے بھی نہیں آؤں گی۔ خود ہی کرنا سب آپ۔" وہ خفا خفا سی کہتی ایپرن اتارنے لگی۔

"لو اب یہ کیا بات ہوئی؟ کتنا برا لگے گا۔" وہ آنکھوں میں حیرت لئے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ ہی کی ضد ہے۔" وہ کہہ کر دروازے کی سمت بڑھنے لگی۔

"اچھا بھئی جاؤ۔ بناؤ اکیلے۔ اگر ذرا سی بھی خراب ہوئی نہ پھر دیکھنا۔" انہوں نے ہار مان لی۔

"خالہ کے گھر اتنی بار بنائی ہے میں نے۔ آپ تو مجھے کچھ سمجھتی ہی نہیں ہیں۔" وہ ناک سکیڑتی سلیب کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"میں اب سونے جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر مجھے تنگ نہ کرنا تم۔" وہ تنبیہ کرتی باہر نکل گئیں۔

"میں نے کیوں تنگ کرنا آپ کو۔" وہ گیس آن کرتی ہوئی بڑبڑائی۔

~~~~~~~~~~~

وہ فائل کو دیکھ رہی تھی جب مہدی اس کے پاس آیا۔

"سر نے بلایا ہے آپ کو۔"

اس کی آواز پر مشائم نے سر اٹھایا۔

"اچھا۔" وہ فائل بند کرتی کھڑی ہو گئی۔

"چہرے پر کیا ہوا؟" بائیں رخسار اور پیشانی پر رگڑیں دکھائی دے رہی تھیں۔

"وہ میں گر گئی تھی۔" وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھ گئی۔ وہ کل والے واقعے کو سوچ کر ہی جھرجھری لینے لگی۔
~~~~~~~~~~~

"جی سر؟" وہ ناک کرتی اندر آ گئی۔

"مس مشائم جو ڈیٹا کل آپ نے بھیجا تھا وہ چیک کیا تھا؟ اس میں دو تین ایررہیں۔" وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھتا بول رہا تھا۔

"جی میں نے چیک کر کے بھیجا تھا۔" وہ کہتی ہوئی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ اسے غلطی پر تعجب ہو رہا تھا۔

"یہ دیکھو۔ میں نے مہدی کو اس لئے نہیں بولا کہ جو سیٹ تمہیں دی ہے وہاں ایسی غلطیاں کچھ سوٹ نہیں کرتی۔" وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین اس کی طرف موڑتا ہوا بولا۔

"اوہو.... میں ان کے اکاؤنٹس دوبارہ چیک کر کے لسٹ بنا دوں گی۔" وہ نادم سی ہو گئی۔

زایان نے لیپ ٹاپ بند کیا تو اس کا چہرہ دکھائی دیا۔

"یہ کیا ہوا ہے؟" اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"یہ کچھ بھی نہیں۔ ایسے ہی۔" وہ رخسار کو چھوتی ہوئی بولی۔

"ایسے تو نہیں۔ کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے؟" وہ کہتا ہوا آگے کو ہو گیا۔

"گر گئی تھی میں تو بس۔" وہ کہتی ہوئی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"کیسے؟ اور کہاں گری؟" وہ مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"اتنی تفصیل کا کیا کرنا تم نے؟" اس نے ٹالنا چاہا۔

"گھر میں تو ایسی رگڑ نہیں آ سکتی۔ کہاں گری تھی تم ؟ یا یہ پوچھوں کس نے گرایا تھا تمہیں ؟ "اک لمحہ لگا تھا اسے اور وہ بھانپ گیا۔

"جھوٹ مت بولنا اب۔ " وہ تحکم سے کہتا چہرہ موڑ کر بائیں جانب دیکھنے لگا۔ مشائم نے گزشتہ رات والا واقعہ اس کے گوش گزار کر دیا۔

"اور تم نے مجھے بتانے کی زحمت تک نہیں کی۔ گریٹ۔ "اسے اب غصہ آ رہا تھا۔

"میں کیا روز روز ہر مسئلے کے لئے تمہارے پاس آتی رہوں ؟" وہ لب کاٹتی اپنے شوز کو گھورنے لگی۔

"یہ مسئلہ اتنا عام سا نہیں ہے۔ اگر وہ تمہاری تلاش میں ہیں تو کب تک بچ سکو گی تم ؟ کتنے دن ؟ کتنے مہینے ؟ ایک نہ ایک دن تو پکڑی جاؤ گی نہ۔ " وہ چبا چبا کر کہتا اسے دیکھنے لگا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ مگر میں اب یہاں سے بھاگنے والی نہیں۔ اگر لے جا سکتے ہیں وہ مجھے یہاں سے تو لے جائیں۔ جب تک میں اپنا بچاؤ کر سکتی ہوں کروں گی۔ " وہ زایان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی ہوئی بولی۔ اس کی آنکھوں میں خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔ زایان نے نگاہیں پھیر لیں۔

"اتنی خود سری بھی اچھی نہیں۔ مجھے کچھ سوچنا ہو گا۔ " وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"کون ہو تم زایان حیدر؟ میں کب تک تم پر انحصار کروں ؟ یا کب تک تمہیں پکارتی رہوں ؟ تمہاری اپنی بھی زندگی ہے ہر وقت میرے ساتھ میرے محافظ بن کر نہیں رہ سکتے تم ۔ "

زایان اس کی باتوں سے اتفاق کرتا تھا اس لئے خاموش رہا۔ "اس لئے بہتر ہے اب مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔مجھے نہیں پسند بار بار تمہیں بلاؤں مدد کے لیے ۔ جتنا تم کر سکتے تھے تم نے کیا۔ اب آگے میں جانوں اور میری قسمت ۔ "

وہ لاجواب ہو گیا۔ مشائم کھڑی ہوئی وہ سرعت سے باہر نکل گئی ۔ وہ لب کاٹتا سامنے پڑی کرسی کو دیکھنے لگا جہاں سے وہ اٹھ کر گئی تھی ۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے ۔ "وہ کہتا ہوا سوچنے لگا ۔

~~~~~~~~~~~~

وہ گیٹ پار کرتا اندر آ گیا ۔ متلاشی نگاہیں اردگرد گھوم رہی تھیں ۔

"کوئی کام تھا آپ کو مجھ سے ؟ "وہ اس کے عقب سے نمودار ہوئی ۔

"جی ۔مجھے بات کرنی تھی آپ سے ۔ "وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا ۔

"کوئی خاص بات ہے کیا؟ جو آپ کو مجھے فون کرنا پڑا؟ "وہ متجسس تھی ۔

"آپ فری ہیں ؟ "کبیر جیب سے چابی نکال رہا تھا ۔

"جی ۔ خیریت ؟ "وہ مزید الجھ گئی ۔
~~~~~~~~~~~~

"یہاں بات کرنا مناسب نہیں ایسے۔" وہ دائیں بائیں گردن گھماتا ہوا بولا۔

"یہاں قریب ہی ایک کیفے ہیں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو وہاں چلیں؟" وہ اجازت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اگر ضروری بات ہے۔ تو ٹھیک ہے۔" وہ پر سوچ انداز میں کہتی سر ہلانے لگی۔

"آجائیں۔" وہ قدم اٹھاتا ہوا بولا۔ امل دوپٹہ سر پر اوڑھتی باہر نکل گئی۔

"اب بتائیں ایسی کون سی بات کرنی ہے آپ کو؟" وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"مجھے آپ اچھی لگتی ہیں۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"سوری؟" وہ جیسے اس کا مطلب سمجھ نہ سکی۔

"اگر آپ کہیں تو میں اپنی ماما کو آپ کے گھر بھیجوں رشتے کے لیئے؟" وہ کنفیوز ہو رہا تھا۔

امل کے لیئے ایسا انکشاف کسی شاک سے کم نہیں تھا۔

"یہ سب.... "اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے رد عمل ظاہر کرے۔

"آپ چاہئیں تو وقت لے لیں۔مجھے اندازہ ہے اچانک پرپوزل آنا۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"سوری مگر مجھے شادی نہیں کرنی۔" وہ سپاٹ انداز میں کہتی کھڑی ہو گئی۔

"سوچنے کے لئے وقت لے لیں۔مجھے جلدی نہیں۔ مگریوں فوراً سے انکار مت کریں۔"

وہ بے چینی سے گویا ہوا۔

"سوری لیکن مجھے نہیں سوچنا۔ شادی.... نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"امل پلیز فیصلہ لینے میں اتنی جلدی مت کریں۔ آپ کو جتنا وقت چاہئیے سوچنے کے لئے لے لیں۔" وہ تڑپ کر کہتا کھڑا ہو گیا۔ وہ چند لمحے خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی جہاں پریشانی اور دکھ کے سائے لہرا رہے تھے۔ "ڈرائیور آچکا ہو گا۔مجھے کالج چھوڑ دیں۔" وہ میز سے اپنا بیگ اٹھاتی ہوئی بولی۔ کبیر نے لب بھینچ لیے۔ امل نے جانے کے لیے قدم اٹھائے تو وہ بھی سر جھکائے اس کے پیچھے چل دیا۔

"آپ میری درخواست سمجھ لیں اسے۔ لیکن غور ضرور کرنا۔ میں صاف دل سے آپ کی جانب قدم بڑھا رہا ہوں۔" وہ گاڑی کالج کے باہر روکتا ہوا بولا۔

"ہو سکتا ہے آپ بلکل درست کہہ رہے ہوں۔ مگر میرا تجربہ شادی کو لے کر بلکل بھی اچھا نہیں۔" وہ سرد آہ بھرتی ہوئی دروازہ کھولنے لگی۔

"مگر میں پھر بھی منتظر رہوں گا آپ کے جواب کا۔" امل کو باہر نکلتے دیکھ وہ بولا۔ وہ دروازہ بند کر کے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ وہ اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

"اب تو نہیں۔ اگر اب بھی ہم نہ مل سکے تو میں کیسے اپنے دل کو دلاسہ دوں گا؟" وہ اسے دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔

"میرا دل تو چاہتا ہے کہ دنیا کی ہر خوشی دوں تمہیں۔ بس ایک بار آزما کے دیکھ لو۔" اس نے بے بسی سے کہتے ہوئے سر سیٹ کی پشت سے لگا دیا۔

~~~~~~~~~~~

"خیر تو ہے اتنی ایمرجنسی میں بلایا مجھے۔" وہ تپاک سے ملتا ہوا بولا۔

"خیر ہی تو نہیں ہے۔" زایان حد درجہ سنجیدہ معلوم ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" صائم کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"میں منگنی ختم کرنا چاہتا ہوں عشال سے۔" وہ دونوں ہاتھ جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب؟ تمہیں معلوم بھی ہے کیا بول رہے ہو؟ مذاق ہے یہ؟" وہ برہمی سے بولا۔

صائم کو اس کی عقل پر شبہ ہو رہا تھا۔

"بہت سوچ سمجھ کر اور دیکھ بھال کر یہ فیصلہ لیا ہے میں نے۔" وہ معمول کے خلاف بہت ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔ "وجہ جان سکتا ہوں میں اس کی؟" وہ قدرے غصے سے بولا۔
~~~~~~~~~~~

"بلکل۔ وہی بتانے کے لئے تو تمہیں بلایا ہے یہاں۔ ورنہ تو یہ فیصلہ فون پر بھی سنایا جا سکتا تھا۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا۔ صائم گہرا سانس لیتا بیٹھ گیا۔

"بتاؤ اب ایسی کون سی وجہ مل گئی ہے تمہیں عشال کو چھوڑنے کے لیے پہلے تو تم نے بہت بڑے بڑے دعوے کیئے تھے کہاں گئے سب؟" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا۔ غصہ چہرے سے عیاں تھا۔

"میرے چاچو کی بیٹی مشائم۔ اس کو میری ضرورت ہے اور ایسے وقت میں اگر میں نے اسے تنہا چھوڑ دیا تو روز محشر میری ماں مجھے معاف نہیں کرے گی۔" وہ چہرہ موڑے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب؟ تم تو کسی سے میل جول نہیں رکھتے تھے جہاں تک مجھے یاد ہے۔" وہ الجھ گیا۔

"میں نہیں جاتا تھا ان لوگوں کے پاس۔ مگر میں نے قطع تعلق تو نہیں کیا تھا۔" وہ گلاس میں پانی ڈالنے لگا۔

"یار زایان صاف صاف بات بتاؤ۔ یہ پہیلیاں مجھے سمجھ نہیں آتی۔" وہ اکتا کر بولا۔

زایان نے گزشتہ ہونے والے واقعات مختصراً اسے بیان کر دئیے۔

"پرسوں کی بات ہے جب مشائم پر حملہ ہوا۔ وہ اسی شہر میں ہے۔ اس کی تاک میں ہے بتاؤ میں ایسے حالات میں کیسے اسے تنہا چھوڑ دوں؟ اور وہ کوئی عام سی لڑکی نہیں ہے صائم۔ میری ماما کو بہت پسند تھی وہ۔ اتنی کہ اکثر اسے مجھ پر فوقیت دے دیتی تھیں۔" وہ جو اسے دیکھ رہا تھا اب چہرہ جھکا گیا۔ صائم خاموش تھا۔

"عشال کے پاس سب ہیں۔ اس کے والدین ہیں تم لوگ ہو اسے کوئی بھی اچھا رشتہ مل جائے گا۔ اور مشائم کے پاس؟" وہ سانس لینے کو لمحہ بھر رکا۔

"اس کے پاس کوئی بھی نہیں۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں خود کو معاف نہیں کر سکوں گا۔ یہ جانتے ہوئے کہ میں اسے وہ محفوظ پناہ گاہ دے سکتا تھا اس کی حفاظت کر سکتا تھا مگر میں نے نہیں کی۔" اس نے آہ بھرتے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ عشال کو سنبھالنے کے لیے بہت سے لوگ ہیں۔ رشتے بھی مل جائیں گے۔" وہ زایان کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"مگر مشائم کو تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے۔ تم سب مجھ پر چھوڑ دوں۔ میں سب کو سمجھا لوں گا۔" وہ اس کی پشت تھپتھپاتا ہوا بولا۔

"مجھے یقین تھا تم میری بات سمجھ جاؤ گے۔" وہ مبہم سا مسکرایا۔

"تم پر بھروسہ ہے مجھے جو بھی کرتے ہو سوچ سمجھ کر کرتے ہو۔" وہ سر ہلاتا ہوا بولا۔

"یہ انگوٹھی لے جاؤ۔" زایان نے انگوٹھی اتار کر میز پر رکھ دی۔

"اور میری جانب سے معذرت کر لینا سب سے۔ خدا گواہ ہے میری نیت عشال سے شادی کرنے کی تھی مگر شاید قسمت کو یہ منظور نہیں۔"

"تمہاری پوزیشن سمجھ رہا ہوں میں۔ عشال کو سمجھا لوں گا میں۔ تم مشائم پر توجہ دو۔" وہ انگوٹھی جیب میں ڈالنے لگا۔ زایان نے مزید کچھ نہ کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں اب۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"کھانا کھا کے چلے جانا۔" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ "نہیں کھانا گھر پر تیار ہے۔ وہیں جا کر کھاؤں گا اب۔" وہ فون جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے سر ہلا دیا تو صائم نے قدم بڑھا دیئے۔

"ٹائم کیا ہوا ہے؟" وہ فون اٹھاتا ہوا بڑبڑایا۔

"اتنا لیٹ نہیں ہوا۔ ابھی لے آتا ہوں۔" وہ متلاشی نگاہوں سے دیکھتا صوفے سے کشن اٹھانے لگا۔

"چابی کہاں رکھ دی؟" وہ اٹھ کر اب دوسرے صوفے پر دیکھنے لگا۔

"حد ہے۔" اسے اب غصہ آنے لگا۔ وہ نگاہیں جھکا کر فرش پر دیکھنے لگا تو اسے چابی نظر آ گئی۔

"رکھو کہیں تو ملتی کہیں سے ہے۔" وہ چابی اٹھاتا ہوا بولا۔

"اس وقت جانا مناسب نہیں۔" وہ کہتا ہوا رک گیا۔ نگاہیں وال کلاک پر تھیں۔

"صبح آفس سے ساتھ لے آؤں گا۔" وہ کہتا ہوا ارادہ ترک کرتا سیڑھیوں کی جانب چل دیا۔

~~~~~~~~~~~

امل شال اوڑھے کمرے سے باہر نکل آئی۔

آج نیند اس سے خفا تھی۔ وہ چلتی ہوئی ٹیرس پر نکل آئی۔ سرد تیز ہوا کے جھونکوں نے اس کا استقبال کیا۔ لمحہ بھر کو کپکپی سی طاری ہو گئی اس پر۔ مگر اسے یہ سرد راتیں اچھی لگ رہی تھی۔ ارد گرد گھپ اندھیرا تھا۔ کونے میں ایک چھوٹا سا بلب روشن تھا۔ وہ سر جھکائے چلنے لگی۔ بے ساختہ اس کا ذہن کبیر کی جانب گھوم گیا۔

"کبیر مجھے پسند کرتے ہیں؟" وہ خود سے سوال کر رہی تھی۔

"ایسا کیا دیکھ لیا مجھ میں؟" وہ ہنسی۔

"مجھے سوچنا ہی نہیں ہے اس بارے میں۔" وہ قطعیت سے کہتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"مجھے شادی کرنی ہی نہیں ہے تو پھر وقت کیسا؟ اور سوچنا کیسا؟" وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"دادو کو بتانا چاہئیے مجھے؟" یکدم اسے خیال آیا۔
~~~~~~~~~~~

وہ لب کاٹتی سوچنے لگی۔

"نہیں۔ دادو کو بتایا تو میرے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ اگر دوبارہ پوچھا تو اپنا جواب دے دوں گی۔ بس بات ختم۔" وہ ریلنگ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"اس ایک واقعے نے میری زندگی کو کیسے بدل کر رکھ دیا؟" وہ آسمان کو دیکھتی کھوئی کھوئی سی بولی۔

"ہر چیز،،، حتیٰ کہ مجھے بھی۔" آواز پہلے سے مدھم ہو گئی۔

"مگر میں امید کرتی ہوں ہم دونوں اپنی زندگی میں خوش رہیں۔" اس کا اشارہ صائم کی جانب تھا۔

"اب کوئی فکر نہیں کسی کام کی۔ ٹینشن نہیں کہ صبح یہ کام کرنا ہے وہ کرنا ہے۔" وہ بے ساختہ مسکرائی۔

"چائے مل جائے تو مزا آ جائے۔" وہ شال درست کرتی واپس پلٹ گئی۔ وہ محتاط انداز میں چل رہی تھی جب اسے اپنے فون کی ٹون سنائی دی۔

"اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے؟" وہ تعجب سے کہتی اپنے کمرے میں آ گئی۔

"کبیر..." وہ زیرِ لب دہراتی فون کی اسکرین کو دیکھنے لگی۔ اس کا بڑھا ہوا ہاتھ وہیں تھم گیا۔ رنگ ہو رہی تھی شاید وہ بند ہونے کی منتظر تھی۔

جیسے ہی فون خاموش ہوا اس نے اسے اٹھا لیا۔

"پہلے بھی فون آیا تھا؟" وہ حیرت سے بولی۔

"شاید جب میں شاور لے رہی تھی۔" وہ منہ میں بڑبڑاتی چلنے لگی۔

"کیا کام ہوگا؟" وہ پرسوچ انداز میں کہتی کچن میں آگئی۔ فون سلیب پر رکھ کر وہ فریج سے دودھ نکالنے لگی۔ گیس آن کیا اور فرائی پین اس پر رکھ دیا۔ فون پھر سے جگمگانے لگا۔ اس نے پھر سے نظر انداز کر دیا۔ شور نہ ہو، اس کے سبب اس نے آواز بند کر دی تھی۔

"فلحال میرا بلکل مائنڈ نہیں بات کرنے کا۔" وہ اسکرین کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں میری طلاق کو؟ ایسے میں کون سوچ سکتا ہے دوبارہ کسی کے ساتھ رشتہ بنانے کا؟" اسے اب کبیر پر غصہ آ رہا تھا۔ چائے کپ میں انڈیل کر وہ ایک ہاتھ میں کپ لئے اور دوسرے ہاتھ میں فون اٹھائے باہر نکل آئی۔

"صبح اب آنکھ نہیں کھلے گی جلدی۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتی آگے بڑھ گئی۔

~~~~~~~~~~~~

"مجھے یہاں بلا کر کیوں بٹھا دیا ہے؟" وہ کہنی میز پر رکھے چہرہ ہاتھ پر رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ایسے ہی۔" وہ کسی پیپر پر سائن کر رہا تھا۔
~~~~~~~~~~~~

"میں نے ہوٹل جانا ہے۔ اگر کوئی کام ہے تو بتاؤ؟ اتنی فارغ نہیں ہوں میں۔" وہ چڑ کر بولی۔

"اچھا کون سے بزنس چل رہے ہیں تمہارے ذرا مجھے بھی بتاؤ؟" وہ سر اٹھاتا ہوا بولا۔

"اب ہر کام میں تمہیں بتانے سے تو رہی۔" اس نے سر جھٹکا اور دائیں جانب دیکھنے لگی۔

"مہدی آتا ہوگا۔ یہ فائل اسے دے دوں پھر چلتے ہیں۔" وہ جتنے آرام سے بولا مشائم کے چہرے پر حیرانی پھیل گئی۔

"کہاں چلتے ہیں؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگی۔ "میرے گھر اور کہاں؟" وہ بے ساختہ ہنسا۔

"روز روز کیا کرنا میں نے تمہارے گھر؟ مجھے ہوٹل جانا ہے اور اب میں آخری بار پوچھ رہی ہوں تمہیں کوئی کام ہے یا نہیں؟" وہ کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس کا منہ کھل گیا۔

"میں تمہیں کیا کہہ رہی ہوں؟" وہ اس کے یوں نظر انداز کرنے پر ششدر تھی۔

"تم بھی تو بچوں کی طرح بولے جا رہی ہو۔ کام ہوگا تو لے کر جا رہا ہوں نہ۔" اس نے پیشانی مسلی۔

"یہی بات انسان صاف صاف لفظوں میں بھی کہہ سکتا ہے۔" وہ خفگی سے کہتی بیٹھ گئی۔

مہدی کو دیکھ کر زایان نے مزید کچھ نہ کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں صبح بھیجوادوں گا یہ فائل۔" وہ زایان سے فائل لیتا ہوا بولا۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا تو مہدی چلا گیا۔

"چلو اٹھو اب۔" وہ اسے دیکھتا کھڑا ہو گیا جو فون میں مگن تھی۔

"اچھا۔" وہ نگاہیں فون پر رکھے اپنا بیگ اٹھانے لگی۔

وہ دونوں باہر نکلے تو سامنے عشال کھڑی تھی۔

"تم گئی نہیں ابھی تک؟" زایان آگے بڑھا۔

"نہیں۔مجھے لگا آپ فری ہو جائیں تو...." وہ آنکھیں گھما کر مشائم کو دیکھتی خاموش ہو گئی۔

"صائم سے تمہاری بات نہیں ہوئی؟" وہ پیشانی پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔ میں نے سوچا آج میری سالگرہ ہے تو آپ کے ساتھ۔" اس نے سانس خارج کرتے ہوئے بات پھر سے ادھوری چھوڑ دی۔

"گھر جاؤ عشال۔ صائم کے پاس کچھ ہے تمہیں بتانے کو۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"کیا؟" وہ متجسس ہوئی۔

"وہی بتائے گا تمہیں یہ۔" وہ چہرہ موڑ کر ایک نظر ساکت کھڑی مشائم پر ڈالتا قدم اٹھانے لگا۔ اس ایک نظر کا مطلب اس کے پیچھے چلنا تھا۔ مشائم بنا عشال کو دیکھے آگے بڑھ گئی۔

"صائم نے کیا بتانا ہے مجھے؟" وہ بڑبڑاتی ہوئی گیٹ کی جانب چلنے لگی۔

"ایسی کون سی بات ہے؟ اور زایان پھر سے مشائم کے ساتھ جا رہا۔ مجھے چھوڑ کر۔" وہ دانت پیس کر کہتی اپنی گاڑی میں آ بیٹھی۔

"صائم سے آج یہ بات بھی کروں گی میں۔ شاید وہ بات کرے تو زایان اس کے ساتھ گھومنا بند کر دے۔" اس کی برداشت کی حد اب جواب دے چکی تھی۔

"ڈنر کے لئے بلایا ہے مجھے؟" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"سارا دن کام کرنے کے بعد کس کو بھوک نہیں لگتی؟" وہ پلیٹ آگے کرتا ہوا بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ایک بات پوچھوں؟" یہ بات اسے کب سے کھٹک رہی تھی۔

"پوچھو۔" وہ گلاس میں پانی انڈیل رہا تھا۔

"تم اکثر عشال کو نظر انداز کرتے ہو۔ کیوں؟" وہ اس کے چہرے پر نگاہیں ٹکائے ہوئے تھی۔

"عشال کو چھوڑو تم۔ یہ بتاؤ مجھ سے شادی کرو گی؟" وہ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھتا ہوا بولا۔

مشائم کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ یوں اچانک یہ بات ،اس کے لئے ہضم کرنا کٹھن تھا۔

"کیا مطلب؟ تم سے شادی؟ تمہاری منگنی تو عشال کے ساتھ ہوئی ہے تو پھر مجھ سے..."

وہ بول رہی تھی کہ زایان نے اپنا بائیاں ہاتھ اوپر کر کے اس کے سامنے کیا۔

"یہ بات صائم نے عشال سے کرنی ہے؟" وہ جیسے سمجھ گئی۔

"سمجھدار ہو۔" وہ پلیٹ میں چاول نکالتا ہوا بولا۔

"تو تم نے کیوں منگنی ختم کر دی؟" وہ نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تم سے ایک سوال پوچھا ہے۔ سمپل سا۔" وہ خفگی سے بولا۔ وہ اس غیر متوقع سوال کے لئے ہر گز تیار نہیں تھی۔

"مجھے وقت چاہئیے۔" وہ مناسب جواب تلاشنے کی جستجو میں تھی۔

"اس میں سوچنا کیا ہے؟ اگر کرنا چاہتی ہو تو ہاں بول دو اگر نہیں تو...." وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔ مشائم لب کاٹتی نگاہیں پھیر گئی۔

"کھانا تو کھاؤ۔" وہ اس کے سامنے پڑی خالی پلیٹ کو دیکھ رہا تھا۔

وہ سر ہلاتی سالن نکالنے لگی۔

زایان نے مزید کچھ نہ کہا۔ شاید وہ اسے وقت دینے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

~~~~~~~~~~~~~

وہ سیدھا صائم کے کمرے میں آ گئی۔
~~~~~~~~~~~~~

"کیا ہوا؟" وہ اس کے یوں بنا دستک دئیے کمرے پر آنے پر حیران تھا۔

"کیا کچھ ہے جو تم مجھے بتانا چاہتے ہو؟" وہ دونوں بازو سینے پر باندھتی اسے دیکھنے لگی۔

"جیسے کہ؟" وہ جاننا چاہتا تھا کہ اسے کچھ معلوم ہے یا نہیں۔

"میں یہ نہیں جانتی۔ مگر زایان نے کہا ہے کہ تم نے کچھ بتانا ہے مجھے۔" وہ کہتی ہوئی اس کے سامنے آ بیٹھی۔

"تمہارا موڈ کافی خراب لگ رہا ہے۔" وہ اسے دیکھ کر بھانپ گیا۔

"جسے پرواہ ہونی چاہئیے اسے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔" وہ کلس کر بولی۔

"زایان کی بات کر رہی ہو؟" وہ جانتے ہوئے انجان بنا۔

"اور کس کی بات کرنی ہے میں نے؟ مجھے نظر انداز کر کے وہ اپنی اس کزن کے ساتھ چلا گیا۔" وہ بازو صوفے کی پشت پر رکھے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جبکہ باہر اندھیرے کے باعث کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"زایان نے یہ بھیجی ہے۔" وہ جیب سے انگوٹھی نکال کر سامنے میز پر رکھتا ہوا بولا۔

عشال نے پلٹ کر دیکھا تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیا مطلب ہے اس کا؟" وہ انگوٹھی اٹھاتی ششدر سی بولی۔

"تم اچھے سے سمجھ گئی ہو کیا مطلب ہے اس کا۔" وہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔

For more visit (exponovels.com)

"کیوں ؟ وجہ کیا ہے انگوٹھی واپس کرنے کی ؟ اگر اسے یہی کرنا تھا تو منگنی کی کیوں ؟" وہ تڑپ کر اسے دیکھنے لگی ۔ آنکھیں نمکین پانیوں سے جھلملانے لگیں ۔

"اس کی مجبوری ہے ۔ میں پھوپھو کو ابھی بتا کر آ رہا ہوں ساری بات ۔" وہ کہتا ہوا ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا ۔

"کیسی مجبوری ؟ اس کی کوئی بھی مجبوری اس حرکت کو جسٹیفائے نہیں کر سکتی ۔" انگوٹھی جو ہاتھ میں پکڑی تھی اس نے کہتے ہوئے زور سے مٹھی بند کر لی ۔

"میں ابھی اس سے جا کر پوچھتی ہوں.... " وہ تن فن کرتی وہاں سے اٹھ گئی ۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی ۔" صائم کہتا ہوا دروازے کے وسط میں آ کھڑا ہوا ۔

"تم اب بھی اس کی سائیڈ لے رہے ہو؟ آف کورس تم تو لو گے ۔ تمہارا دوست جو ہے ۔ تم کیوں غلط کہو گے اسے ؟" وہ بے ساختہ ہنسی اور ہنستی چلی گئی ۔ آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے ۔

"میں اس کی سائیڈ نہیں لے رہا ۔ مگر مجھ میں مزید ہمت نہیں ہے تمہیں سب کچھ شروع سے سمجھانے کی ۔ اس لئے تم پھوپھو کے پاس جاؤ تمہیں سب بتا دیں گی وہ ۔ کس وجہ سے اس نے ایسا کیا ؟" وہ دو انگلیوں سے پیشانی مسلتا ہوا بولا ۔

"مجھے نہیں سننا کچھ بھی۔ نہ ہی کسی سے کوئی بات کرنی ہے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی سائیڈ سے ہوتی باہر نکل گئی۔

صائم نے گہرا سانس خارج کیا اور پلٹ کر اسے جاتا دیکھنے لگا۔

"میں جانتا ہوں تمہارے لیے بہت تکلیف دہ ہوگا یہ۔ مگر عشال اسی میں بہتری تھی سب کی شاید۔" وہ دروازہ بند کرتا تھکے تھکے انداز میں بولا۔

"دو چار دن رو لینا۔ پھر سنبھل جاؤ گی خود ہی۔" وہ کمرے میں ارد گرد نگاہ ڈالتا ہوا بولا۔

"مجھے دیکھ لو۔ جب امل گئی تھی تو شروع کے دن میں اسے بہت مس کرتا تھا میں۔ بیشک ہم ایک دوسرے سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی کمی محسوس ہوتی تھی اس کی۔ اور اب؟" وہ کہہ کر الماری سے کمبل نکالنے لگا۔

"اور پیپرز وکیل کو دینے کے بعد سب ختم, اب پھر سے سب نارمل ہوگیا ہے۔ وہ اپنی زندگی میں مصروف ہے اور میں اپنی زندگی میں۔" وہ مبہم سا مسکرایا اور بیڈ پر جا بیٹھا۔

"کل ماما کا چیک اپ کروانا ہے۔ اور اس کے بعد مارکیٹ سے سامان لانا ہے۔" وہ فون جیب سے نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتا خود کو یاد دہانی کروانے لگا۔

~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~

وہ بار بار کروٹ بدل رہی تھی۔ تھک کر وہ اٹھ بیٹھی۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا ابھی تک۔" وہ دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھتی ہوئی بولی۔

"زایان نے مجھ سے شادی کا پوچھا ہے؟" وہ ممکنہ حد تک اپنی خوشی کو قابو میں رکھنے کی سعی کر رہی تھی۔ "صبح میں تمہیں اپنا جواب دے دوں گی۔" وہ گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"شاید یہ جو خوشی تم نے مجھے دی ہے۔ یہی سبب ہے نیند نہ آنے کا۔" وہ کہہ کر مسکرانے لگی۔

"کچھ خواہشیں ایسے بھی پوری ہوتی ہیں؟" وہ بے یقین سی کہتی سامنے آئینے میں خود کو دیکھنے لگی۔

"مگر عشال؟ اس سب میں اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔" اس کی خوشی ماند پڑ گئی۔

"وہ تو مجھے برا کہے گی۔ کیونکہ میں ان دونوں کے بیچ آئی۔" اسے اب برا لگ رہا تھا۔

"مگر میں نے ایسا تو نہیں چاہا تھا۔ یہ فیصلہ بھی زایان نے تنہا کیا تھا مجھے تو علم ہی نہیں تھا۔" وہ ایسے صفائی دے رہی تھی مبادہ عشال سامنے بیٹھی ہو۔

"اف.... کیا کروں میں؟" وہ جھنجھلا کر کہتی لب کاٹنے لگی۔ "سوری عشال۔ مگر میرا اس میں کوئی ہاتھ نہیں۔مجھے زایان کے تحفظ کی ضرورت ہے۔" وہ کہتی ہوئی پھر سے لیٹ گئی۔

"تھوڑا سا خوش ہونے کا حق مجھے بھی تو ہے۔" وہ مدھم آواز میں بڑبڑائی۔

"آئم سوری۔ "اس نے کہتے ہوئے آنکھوں پر بازو رکھ لی۔ دل عجیب ہی کیفیت میں گھر چکا تھا مشائم کا۔

~~~~~~~~~~~

"آپ پھر سے یہاں؟" وہ ششدر سی رہ گئی۔

"آپ نے کوئی جواب ہی نہیں دیا؟" وہ بے چین تھا۔

"میں نے اپنا جواب اسی دن دے دیا تھا آپ کو۔" وہ اپنی گاڑی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"انکار کی کوئی وجہ بھی تو ہوتی ہے۔" وہ انکار قبول کرنے کا متحمل نہیں تھا۔

"جی میرے پاس وجہ ہے۔" امل اسے دیکھتی ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی۔

"کیا وجہ ہے؟" وہ جانتے ہوئے انجان بنا۔

"مجھے شادی کرنی ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی کوئی وجہ چاہئیے آپ کو؟" وہ استفسار کرتی آگے بڑھ گئی۔

"یہ کوئی وجہ نہ ہوئی۔ کیوں نہیں کرنی آپ کو شادی بتائیں؟" وہ اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔

"کیونکہ میرا تجربہ اچھا نہیں رہا۔ اور میں مزید اس سب کا حصہ نہیں بننا چاہتی۔" وہ آنکھیں سکیڑتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔
~~~~~~~~~~~

"آپ کا مطلب ہے کہ اگر انسان ایک بار گر جائے تو پھر وہ چلنا ترک کر دے ؟ یا پھر اگر انسان کا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو وہ اس تجربے کو مد نظر رکھتے ہوئے گاڑی چلانا چھوڑ دے ؟" وہ دلیل دینے میں ماہر تھا۔

امل کے پاس اس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"بتائیں ؟ کیا بچے گرنے کے بعد چلنا چھوڑ دیتے ہیں ؟ کچھ برا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آگے بھی برا ہی ہو گا ؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا پوچھنے لگا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" وہ جھنجھلا کر کہتی نگاہیں پھیر گئی۔

"تو پھر کوئی مضبوط جواز ڈھونڈیں انکار کا۔ کوئی ٹھوس وجہ۔" وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"کیا میرا انکار کافی نہیں ؟" اسے کبیر کی ڈھٹائی پر اب غصہ آ رہا تھا۔

"نہیں۔ انکار کے لئے ٹھوس وجہ ہونی چاہئیے۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں پیچھے ہٹ جاؤں تو مجھے وہ وجہ دے دیں۔" اس نے کہہ کر شانے اچکائے۔

"یہ کیا بات ہوئی ؟" وہ خفگی سے بولی۔

"یہی مناسب حل ہے۔ اب آپ جائیں گھر۔ آپ کا ڈرائیور انتظار کر رہا ہے۔ اور جا کر مناسب جواز تلاش کریں۔" وہ اس کو راستہ دیتا سائیڈ پر ہو گیا۔ امل کی سیاہ آنکھیں ابھی بھی اس پر تھیں۔

اس نے مزید کچھ نہ کہا اور خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔ "مجھے نہیں معلوم میں آپ کو قائل کرنے میں کامیاب ہو سکوں گا یا نہیں؟ مگر جتنا میرے بس میں ہے۔ میں کوشش ضرور کروں گا۔" وہ اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

~~~~~~~~~~~

"کب تک ایسے ہی کمرے میں بند رہو گی؟ چلو اٹھو شاباش۔" نازیہ اس کے بال سنوارتے ہوئے بولی۔

"میرا دل نہیں کر رہا...." وہ کمزور سی آواز میں بولی۔ آنکھوں کی سوزش اس کے رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔ "شام ہونے کو ہے اور تم ہو کے بستر سے لگی ہو۔ چلو اٹھو میں کھانا لے کے آتی ہوں تمہارے لیے۔" وہ خفا خفا سی کہتی اٹھ گئیں۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" عشال نے کہہ کروٹ لے لی۔

"میں جانتی ہوں تم اس وقت کیسے حالات سے گزر رہی ہو۔ مجھے بھی بہت دکھ ہے۔ اس لئے میں سوچ رہی ہوں واپس چلتے ہیں۔ اب یہاں رہ کر کیا کرنا؟" وہ آہ بھرتی ہوئی بولیں۔

"میں واپس نہیں جاؤں گی۔ اگر آپ جانا چاہتی ہیں تو میں روک نہیں رہی۔ مگر مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔
~~~~~~~~~~~

"اچھا یہ ہم بعد میں طے کرلیں گے ابھی تم اٹھو۔ ورنہ میں بات نہیں کروں گی تم سے۔" وہ وارن کرنے لگی۔

"اچھا ٹھیک ہے جائیں آپ۔" وہ نا چاہتے ہوئے بھی اٹھ بیٹھی۔

"گڈ۔" وہ عشال کے سر پر بوسہ دیتی باہر چلی گئیں۔ "مجھے یہ تو علم ہوگیا تھا کہ تم مشائم میں دلچسپی لے رہے ہو مگر اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ تم منگنی ہی توڑ دو گے۔" دو اشک ٹوٹ کر رخسار پر آ بیٹھے۔

"بہت غلط کیا ہے تم نے زایان۔ اگر نبھانا نہیں چاہتے تھے تو رشتہ بنایا کیوں تھا؟" وہ کلس کر کہتی دیوار کو گھورنے لگی۔

"اچھا نہیں کیا تم دونوں نے...." وہ سر ہلاتی سلیپر پہننے لگی۔

~~~~~~~~~~~

وہ دوپٹہ گلے میں ڈالتی راہداری میں چلنے لگی۔ نگاہ ہاتھ پر بندھی گھڑی پر ڈالی جو کہ نو بجے رہی تھی۔

"لیٹ ہوگئی آج تو میں۔" وہ اپنی رفتار بڑھاتی ہوئی بولی۔ توقع کے عین مطابق زایان ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا تھا۔

"گڈ مارننگ۔" وہ کہتی ہوئیں اس کے بائیں جانب والی کرسی پر آ بیٹھی۔
~~~~~~~~~~~

"تمہاری صبح کافی لیٹ نہیں ہوئی؟" وہ اصولوں کا پابند تھا۔

"آج آنکھ نہیں کھلی میری۔" وہ نادم سی کہتی بریڈ اٹھانے لگی۔

"صرف آج کے لئے چھوڑ رہا ہوں۔ ورنہ میں کسی کو اجازت نہیں دیتا دیر سے آنے کی۔" اس نے گھر میں ہی آفس کھول لیا تھا۔

"ٹھیک ہے سر۔" وہ سر ہلاتی چائے نکالنے لگی۔ زایان خاموشی سے اپنا ناشتہ کرنے لگا۔

"مجھے کچھ کہنا تھا۔" وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتی اسے دیکھنے لگی جو چائے پی رہا تھا۔ صاف رنگت پر گھری بڑھی ہوئی شیو، بال نفاست سے سیٹ کیئے، وائٹ شرٹ پر بلیو کوٹ پہنے وہ دلکش لگ رہا تھا۔

"کیا؟" اس نے نگاہوں کا زاویہ موڑا۔

"میں تیار ہوں۔" وہ یوں اس کے دیکھنے پر جھینپ سی گئی۔ "آفس کے لئے؟" وہ جان بوجھ کر انجان بنا۔ چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ مشائم لب کاٹتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اسے دیکھتے ہوئے یہ اقرار کرنا کتنا کٹھن تھا؟ اسے اب اندازہ ہو رہا تھا۔

"تم سے شادی کرنے کے لیے۔" وہ اپنے کپ میں چینی ڈالتی ہوئی بولی تاکہ زایان کو دیکھنا نہ پڑے۔

"سمجھدار ہو۔" وہ مبہم سا مسکرایا۔ اس نے جواب میں کچھ نہ کہا۔

"میں صائم سے بات کرتا ہوں۔ اتنی جلدی میں سب ارینج کروانے میں مدد کر دے۔" وہ کپ رکھتا کھڑا ہو گیا۔

"تم جا رہے ہو؟" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں۔ ڈرائیور باہر کھڑا ہے۔ تم اس کے ساتھ آ جانا۔مجھے کچھ کام ہے۔" وہ اپنا فون اور والٹ اٹھا رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ سر اثبات میں ہلاتی چائے پینے لگی۔ وہ جیب سے چابی نکالتا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

~~~~~~~~~~

"باہر سردی میں کیوں بیٹھی ہو؟" وہ گاڑی سے نکلتا ہوا بولا۔

"ایسے ہی۔" اس نے شانے اچکائے۔

"جیکٹ وغیرہ بھی نہیں پہنی تم۔" وہ کہتا ہوا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"تم آج جلدی آ گئے ہو؟" وہ چہرہ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔ "میں اپنے ٹائم پر آیا ہوں۔" صائم نے بائیاں ہاتھ اوپر کر کے گھڑی اس کے سامنے کی۔

"ماما اور پھوپھو کہاں ہیں؟" وہ اب سامنے دیکھ رہا تھا۔

"ماما باہر گئی ہیں۔ ممانی اپنے کمرے میں ہیں شاید۔" وہ آہستہ سے بولی۔
~~~~~~~~~~

"تم ٹھیک ہو؟" وہ پریشان تھا اس کے لیے۔

"کیا فرق پڑتا ہے؟" وہ طنزیہ مسکرائی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری تکلیف۔" وہ بول رہا تھا کہ عشال نے اسے ٹوک دیا۔

"نہیں تم نہیں سمجھ سکتے۔ اگر سمجھتے تو جا کر اس کا گریبان پکڑتے۔ نہ کہ یہ انگوٹھی لا کے میرے منہ پر مارتے۔" وہ تیزی سے بولی۔

"میں تمہیں کیسے سمجھاؤں؟" وہ منہ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"کوئی ضرورت نہیں مجھے سمجھانے کی۔ جا کر اپنے دوست کے پاس بیٹھو۔" وہ کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"یار تم خود سوچو وہ کیسے مشائم کو اکیلا چھوڑ دیتا؟ اس کی چچا زاد ہے وہ۔ کوئی دور دراز کی رشتہ دار بھی نہیں۔" وہ برہمی سے کہتا کھڑا ہو گیا۔

"تو میں کیا کروں؟ میرا کیا قصور تھا اس سب میں؟ تم ہی رشتہ لے کر آئے تھے نہ؟ تم نے گارنٹی دی تھی نہ اپنے دوست کی؟" وہ اشک بہاتی ہوئی بول رہی تھی۔

"تو پھر اب کیا کریں ہم تمہارے ساتھ صائم؟ کہاں گئیں وہ باتیں جو تم نے اس وقت کیں تھیں ماما سے؟ تم نے جان بوجھ کے ایسا کیا ہے نہ؟" وہ سینے پر بازو باندھتی پوچھنے لگی۔

"دیکھو عشال۔ اس وقت ایسا کچھ نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو میں خود ہی زایان کو انکار کر دیتا۔ میں کیوں برا چاہوں گا تمہارا؟" وہ ہکا بکا سا اسے دیکھنے لگا۔

"اب تم کچھ بھی کہو۔ کوئی فائدہ نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلاتی ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑنے لگی۔

"افسوس ہے تم مجھے ذمہ دار ٹھہرا رہی ہو اس سب کا۔ اگر تم مجھے ایسا ہی سمجھتی ہو تو ٹھیک ہے۔" وہ تاسف سے کہتا سر ہلانے لگا۔

"ہاں میں تمہیں اور اس زایان۔ دونوں کو ایسا ہی سمجھتی ہوں۔" وہ تیزی سے کہتی اندر چلی گئی۔

صائم لب بھینچ کر لان میں لگے درختوں کو دیکھنے لگا۔ "کچھ دن تک ٹھیک ہو جاؤ گی تم۔ جب عقل کام کرنے لگے گی تب سب سمجھ آ جائے گا۔" اس میں مزید ہمت نہیں تھی اسے سمجھانے کی۔

"کھانا تو لگوا دیں۔ بہت بھوک لگی ہے۔" وہ روبینہ کے کمرے میں آتا ہوا بولا۔

"اچھا میں گرم کروا دیتی ہوں۔ مگر ایک بات تھی۔" وہ سلیپر پہنتی اس کے پاس آ گئیں۔

"جی؟" صائم وہیں ٹھہر گیا۔

"بیٹا نازیہ بہت خفا ہے اس رشتے والی بات سے۔ مجھ سے تو بات ہی نہیں کر رہی۔" وہ متفکر سی بولیں۔

"جی مجھے اندازہ ہے۔" وہ سر ہلانے لگا۔

"بیٹا تمہیں یہ رشتے والی بات کرنی ہی نہیں چاہئیے تھی۔ دیکھو پھر بعد میں رشتے داری خراب ہوتی ہے۔" وہ چلنے لگیں تو صائم نے بھی ان کی تقلید کی۔

"ماما میں نے بتایا تو ہے آپ کو۔ پہلے مشائم یہاں نہیں تھی۔ اب حالات خراب ہوئے تو وہ بیچاری یہاں آگئی۔ اب مجھے کیا علم تھا اس وقت کہ ایسا کچھ ہو جائے گا؟" وہ بے بسی سے بولا۔

"تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ اس بچی کے لئے تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔ بہر حال زایان نے فیصلہ تو درست لیا ہے اسے سہارا دینے کی خاطر۔ بس نازیہ اور عشال ابھی اسے تسلیم نہیں کر پا رہیں۔" وہ افسوس سے بولیں۔

"آپ فکر مت کریں۔ کچھ وقت دیں ان دونوں کو ٹھیک ہو جائیں گیں۔" وہ روبینہ کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"ہاں میں بھی اسی وجہ سے زیادہ تردُود نہیں کر رہی۔ کچھ وقت لگے گا اس دکھ سے نکلنے میں۔" وہ سر ہلاتی کچن کی جانب بڑھ گئیں تو صائم زینے چڑھنے لگا۔

~~~~~~~~~~~~~

"دادو ویسے ہمیں یہاں نہیں آنا چاہئیے تھا۔" اسے اب افسوس ہو رہا تھا۔

"وہ بچہ اتنے پیار سے دعوت دے کر گیا تھا۔ اگر نہ آتے تو اسے برا لگتا۔" وہ دوپٹہ سنبھالتی بیٹھ گئیں۔

"زایان کا ہم سے تو کوئی رشتہ نہیں ہے۔ صائم کا دوست ہے وہ۔" وہ خفگی سے کہتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"بیٹا کسی کی خوشی میں شریک ہونا اچھی بات ہے۔ اور سچ کہوں تو میرا دل چاہ رہا تھا کسی شادی میں شرکت کرنے کا۔ بس اسی لئے زبردستی لے آئی تمہیں۔" وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔

"آپ کو بھی نہ عجیب عجیب سے شوق پیدا ہو رہے ہیں۔" وہ منہ بنا کر کہتی کلچ سے اپنا فون نکالنے لگی۔

سٹیج پر مشائم اور زایان بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ سرخ لباس میں ملبوس، بالوں کو جوڑے میں قید کیے، چہرے پر مہارت سے کیا گیا میک اپ اس کے گندمی رنگ کو چار چاند لگا رہا تھا۔
~~~~~~~~~~~~~

زایان سفید شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔ سیاہ بال جیل لگا کر سیٹ کر رکھے تھے، شیو حسب معمول بڑھی ہوئی تھی، اس پر جچتی بھی تھی گھری بڑھی ہوئی شیو۔

نجانے امل کو اب شادی کے نام سے بیزاری سی محسوس ہونے لگی تھی۔

"دلہن تو بہت پیاری لگ رہی ہے ماشاء اللہ۔" نفیسہ عینک لگاتی ہوئی مشائم کو دیکھ رہی تھی۔

"جی پیاری لگ رہی ہے۔" اس کی نگاہیں اپنے فون پر تھیں۔ اسے کسی بھی چیز میں دلچسپی نہیں تھی۔

"دادو میں یہ کال سن کر آتی ہوں۔" وہ عروج کا نمبر دیکھتی کھڑی ہو گئی۔

"عشال کو بھی مدعو کیا ہے تم نے؟" وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے دیکھ رہی تھی۔

زایان جو اسد سے بات کرنے میں مصروف تھا اس کی بات سنتا چہرہ موڑ کر سامنے دیکھنے لگا۔

"میں ایسی حماقت کیوں کروں گا؟" اب اس کی نگاہیں بھی عشال پر تھیں۔ جو چہرے پر غم و غصہ لیئے ان کی جانب پیش قدمی کر رہی تھی۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کوئی ہنگامہ ہونے والا ہے؟" وہ بھانپ گئی۔

For more visit (exponovels.com)

"میں دیکھ لوں گا۔" مشائم کے برعکس وہ مطمئن تھا۔ "صائم تو نہیں لے آیا اسے ساتھ؟" اسد بھی اسے دیکھ کر فکرمند تھا۔

"صائم تو کھانے کو چیک کرنے گیا ہے۔ میرا نہیں خیال وہ ایسا کچھ کرے گا۔" زایان نے سر نفی میں ہلایا۔

"بہت خوش ہو گے تم دونوں اب تو۔" وہ سٹیج پر آتی ہوئی بولی۔ کسی کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا۔

"تمہاری سازش تھی نہ؟ یہی چاہتی تھی نہ تم؟ مجھے نکال کر میری جگہ پر آنا...." وہ مشائم کی جانب بڑھتی پھٹ پڑی۔

"ایکسکیوز می؟" زایان کھڑا ہوتا دونوں کے بیچ آگیا۔ مشائم منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسد بھی عشال کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"بدتمیزی نہیں کر سکتی تم مشائم کے ساتھ۔" وہ آس پاس کا خیال کرتا قدرے مدھم آواز میں بولا۔

"اور یہ جو چاہے کر سکتی ہے؟ میری منگنی ختم کروا دی اس نے...." وہ کہتی ہوئی پھر سے آگے بڑھنے لگی۔

"اس نے تمہارے ساتھ کبھی کوئی بدتمیزی کی؟ یا تمہیں کچھ کہا؟" وہ بازو آگے کرتا اسے روکنے لگا۔

"اس کا جادو تم پر چل گیا۔ تو پھر کچھ کہنے کی حاجت کیوں پیش آتی؟" وہ بے ساختہ ہنسی اور ہنستی چلی گئی۔ "عشال دیکھو ہم تمہاری سچویشن سمجھتے ہیں۔ لیکن ایسے سب کے سامنے تماشہ کرنا ہرگز مناسب نہیں۔" اس سے قبل کہ زایان اسے جواب دیتا اسد بیچ میں آگیا۔

"اور جو میری زندگی کا تماشہ بنایا ہے ان دونوں نے؟" وہ اسد کی جانب چہرہ موڑتی ہوئی بولی۔ آنکھیں نمکین پانیوں سے لبریز تھیں۔

"پرسکون ہو جاؤ تم۔ یہ لو پانی پیئو۔" اسد کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے اسے ہینڈل کرتا۔ صائم پیشانی پر بل ڈالے اس منظر کو دیکھتا چلا آرہا تھا۔

"عشال دیکھو اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے تمہارا تماشہ نہیں بنایا۔ بلکہ طریقے سے بات ختم کی۔ اور میں تمہارے لئے سوری ہوں مگر یہ فیصلہ لینا ناگزیر تھا میرے لئے۔ پلاننگ کے تحت نہیں کیا کچھ۔" زایان تحمل سے اسے سمجھانے لگا۔

"ایک منٹ کیا ہو رہا ہے یہاں؟ عشال تم کیا کر رہی ہو یہاں؟" حیران ہونے کی باری اب صائم کی تھی۔

"یار سنبھالو اسے۔" زایان کہہ کر واپس بیٹھ گیا کہ لوگوں کی نگاہیں بار بار ان پر اٹھ رہی تھیں۔

"تمہیں کس نے مشورہ دیا تھا یہاں آنے کا؟" وہ عشال کو بازو سے پکڑ کر سٹیج سے نیچے لے آیا۔

"مجھے غصہ آ رہا تھا۔" وہ اپنی بازو چھڑواتی دیوار کی جانب منہ کر کے کھڑی ہو گئی۔

"تمہیں کیسے علم ہوا؟ میں نے تو کوئی بات نہیں کی گھر میں؟" وہ ششدر سا بولا۔

"جب تم ممانی سے بات کر رہے تھے میں نے سن لیا تھا۔" اپنی بات ختم کر کے اس نے لب بھینچ لیے۔

"ممانی ہمارے لئے یہاں نہیں آئی۔ مگر تم اپنے دوست کو نہیں چھوڑ سکتے۔" وہ آنکھوں میں غم و غصہ لئے اسے دیکھنے لگی۔

"عشال تم ٹھیک ہو گئی تھی۔ تو پھر اب دوبارہ سے یہ باتیں؟" وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

"میں نے تمہیں اتنا سمجھایا ہے کہ اب میری سمجھ سے باہر ہے۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سٹیج کی جانب دیکھنے لگا۔

"اگر تمہیں میری پوزیشن سمجھ نہیں آ سکتی تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔" وہ سانس خارج کرتا ہوا بولا۔

"میں گھر جا رہی ہوں۔" اس نے بس اتنا کہا اور قدم بڑھا دئیے۔ نہ صائم نے کچھ کہا نہ اس کے پیچھے گیا۔

"ٹھیک ہے میں صبح دیکھ لوں گی۔" وہ کہہ کر مڑ گئی۔ سامنے کبیر کھڑا تھا۔

"میرا تعاقب کر رہے ہیں آپ؟" وہ اسے یوں اپنے سامنے دیکھ کر حیرت میں تھی۔

"نہیں۔ آپ مجھے نظر آ گئیں تو میں اِدھر آ گیا۔" وہ مسکرایا۔

"نہیں آنا چاہیے تھا۔" وہ گھور کر کہتی چلنے لگی۔

"یہ کلر آپ پر کافی زیادہ اچھا لگتا ہے۔" وہ اس کے ہمراہ چلنے لگا۔ امل رک گئی۔ گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔ "فلرٹ کر رہے ہیں؟" آنکھیں چھوٹی کر رکھی تھیں۔

"نہیں نہیں۔ آپ اس ٹائپ کی نہیں ہیں کہ بندہ فلرٹ کرے۔" سر نفی میں حرکت کر رہا تھا۔

"تو پھر کس ٹائپ کی ہوں میں؟" اسے جاننے کا تجسس ہوا۔

"شادی والی ٹائپ کی ہیں آپ۔" وہ آگے کو ہوتا سرگوشی کرنے لگا۔

"کتنی بار جواب دوں میں آپ کو؟" وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"وجہ تو ایک بار بھی نہیں بتائی آپ نے۔" وہ ناراض سا ہوا۔

"جو وجہ تھی میں نے بتا دی آپ کو۔ اب مزید کوئی وجہ نہیں۔" وہ لہجے کو ذرا سخت بناتی ہوئی بولی۔

"اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے پیچھے آنا چھوڑ دوں تو مجھے دے دیں ایسی کوئی وجہ۔" وہ حد درجہ سنجیدہ معلوم ہو رہا تھا۔ امل چند لمحے ساکت اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"پتہ نہیں مجھے...." وہ جھنجھلا کر کہتی چلنے لگی۔

"میں ابھی بھی منتظر ہوں آپ کا۔" وہ دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر کہتا اس کی مخالف سمت میں چل دیا۔ وہ رک کر اسے جاتا دیکھنے لگی۔

"عجیب ڈھیٹ طبیعت کا مالک ہے یہ انسان۔ نجانے کتنی بار میں انکار کر چکی ہوں مگر پھر بھی سمجھ نہیں آتا۔ پتہ نہیں کون سی زبان سمجھ آتی ہے۔" وہ سخت خائف دکھائی دے رہی تھی۔

"خیر کوئی مناسب وجہ تلاش کر کے بتا دوں گی۔ تاکہ ان کی آس ختم ہو جائے۔" وہ خود کلامی کرتی چلنے لگی۔

صائم کی نگاہ امل سے ٹکرائی تھی۔ رائل بلیو کلر کی فراک پہنے، وہ دوپٹہ شانوں پر ڈالے بیٹھی نفیسہ سے کوئی بات کر رہی تھی۔ ناک پر غصہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی بات پر خفا ہے۔ وہ مسکراتا ہوا زایان کے پاس آ گیا۔

"عشال کی طرف سے میں معذرت کرتا ہوں۔" وہ شرمندہ سا بولا۔

"ارے نہیں یار۔ میں سمجھ سکتا ہوں تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔" زایان مسکرایا۔

"پھر بھی۔ اس کا یوں تمہارا فنکشن خراب کرنا۔مجھے بہت دکھ ہے اس بات کا۔" بولتے بولتے سر جھک گیا۔

"غیروں والی بات مت کیا کرو میرے ساتھ۔ بھائی ہو تم میرے۔" وہ اس کے بازو پر مکا مارتا ہوا بولا

"میں اسد کے ساتھ جاتا ہوں۔ اکیلا دیکھ رہا ہے کھانا وغیرہ۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"تمہیں بھوک نہیں؟" وہ مشائم کی جانب گھوما۔

"نہیں میرا دل نہیں کر رہا۔" اسے یوں سٹیج پر بیٹھ کر کھانا معیوب لگ رہا تھا۔

"اچھا..." وہ کہہ کر اپنا فون دیکھنے لگا۔

~~~~~~~~~~~~

وہ گھر آیا تو توقع کے مطابق سب اپنے کمرے میں تھے۔ "ماما سو گئی ہوں گیں۔" وہ گھڑی دیکھتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔ اپنے کمرے میں جاتے ہوئے اس کی نگاہ عشال کے

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~~~

کمرے پر پڑی۔ آدھ کھلے دروازے سے روشنی باہر آرہی تھی جس کا مطلب تھا وہ جاگ رہی ہے۔

"تمہیں وہاں نہیں آنا چاہئیے تھا۔" وہ دروازہ کھول کر وہیں وسط میں کھڑا ہو گیا۔

"مجھے غصہ آگیا تھا۔" وہ بالوں کی ٹیل پونی بنائے چہرے موڑے بیٹھی تھی۔

"غصہ آجائے تو اس کا مطلب ایسی حماقت کی جائے؟ جانتی ہو کتنا شرمندہ ہونا پڑا مجھے تمہاری وجہ سے؟" وہ کہتا ہوا قدم اٹھانے لگا۔

"مجھے غصہ آگیا تھا۔ میں کہہ تو رہی ہوں۔" وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔

"تو کیا تمہارے وہاں جانے سے کچھ تغیر ہو گیا؟ زایان تمہیں مل گیا؟" وہ صوفے کے دوسرے کنارے بیٹھتا ہوا پوچھنے لگا۔

"میں جانتی ہوں میرے وہاں جانے سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ نہ ہونا تھا۔" وہ سر ہلا رہی تھی۔

"تو پھر یہ سب کرنا لازم تھا؟" چہرے پر تاسف پھیل گیا۔ "میں کوشش کر رہی ہوں۔ اس سب سے باہر نکل آؤں۔ اور تم نے دیکھا تھا نہ میں ایک ہفتے سے بلکل ٹھیک تھی۔ بس جب تمہارے منہ سے اس کی شادی کا سنا تو نجانے کیا ہو گیا مجھے..." وہ اشک بہاتی اسے بتانے لگی۔

"میری بات سنو۔" وہ اس کی بازو پکڑ کر اپنی جانب کرتا ہوا بولا۔

"رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہونا۔ تم کہیں اور جاب کے لئے اپلائی کرو۔ گھر میں سارا دن رہ کر وہی چیزیں سوچتی رہتی ہو۔" وہ نرم لہجے میں بول رہا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔" عشال متفق تھی اس کی بات سے۔ رونے کے باعث ناک سرخ ہو رہی تھی۔

"اب یہ رونا دھونا ختم کرو۔ جا کر منہ دھو اور سو جاؤ۔" وہ اس کی بازو چھوڑتا کھڑا ہو گیا۔

"اچھا۔" وہ کہتی ہوئی دونوں ہاتھوں سے چہرہ صاف کرنے لگی۔

"صبح میرے ساتھ واک پر چلنا تم۔ الارم لگا کر جلدی اٹھنا ہے تمہیں۔" وہ حکم صادر کر رہا تھا۔

"کوشش کروں گی۔" وہ چاہ کر بھی مسکرا نہ سکی۔ "دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں جاتی۔" وہ گھور کر کہتا باہر نکل گیا۔ عشال اس کے چیلنج کرنے والے انداز پر پھیکا سا مسکرا دی۔

"مجھے اپنا ذہن کہیں اور لگانا ہوگا۔ ورنہ زایان نہیں نکلنے والا یہاں سے۔" وہ سلیپر پہنتی ہوئی بولنے لگی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"تو آج سے یہ کمرہ ہم دونوں کا ہے۔" وہ اسے کمرے میں لاتا ہوا بولا۔ مشائم مسکرا کر سر ہلانے لگی۔

"تم چینج کر لو اور...." وہ بول رہا تھا کہ فون بجنے لگا۔

"ہاں مہدی؟" وہ فون کان سے لگاتا کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔

"اچھا۔ تو کیا کہتے ہیں وہ؟ صبح ملنا ہے؟" اسے فون پر بات کرتے دیکھ وہ الماری کھولنے لگی۔ زایان نے گیسٹ روم سے اس کے کپڑے نکلوا کر یہاں شفٹ کروا دیئے تھے۔ اس نے عادت کے مطابق ٹراؤذر شرٹ نکال لی۔ ایک نظر زایان کو دیکھتی وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

"مجھے تھوڑا سا کام ہے۔ تم سو جاؤ۔" وہ اسے باہر آتے دیکھ بولنے لگا۔

"باہر جا رہے ہو؟" وہ اسے دروازے کی جانب بڑھتے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔ مہدی آ رہا ہے۔ صبح ایک ارجنٹ میٹنگ ہے میری۔" وہ کپڑے ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ روایتی بیویوں کی مانند اس بات پر اس سے خفا نہیں ہوئی تھی۔

"لاک نہیں کرنا روم۔ میں واپس آؤں گا۔" وہ دروازہ کھولتا ہوا بولا۔

"نہیں کرتی۔" وہ کہتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔ زایان باہر جا چکا تھا۔ وہ دائیں بائیں گردن گھماتی اس کا کمرہ دیکھنے لگی۔ کمرے میں کوئی سجاوٹ نہیں تھی۔ زایان کا کمرہ وہ عرصے بعد دیکھ رہی تھی۔

"اگر تم نے کہا ہے تو انتظار کرنا حماقت ہے۔" وہ جمائی روکتی لیٹ گئی۔

"تمہارا ساتھ ہونا ہی بہت ہے۔" وہ مسکرائی۔ جن حالات سے گزر کر وہ یہاں تک پہنچی تھی، صبر اور شکر کرنا سیکھ گئی تھی۔ وہ لائٹ بند کیئے بنا ہی کروٹ لے کر لیٹ گئی۔

آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ نیند اسے اپنی باہوں میں لے اڑی۔

کچھ ہی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور زایان نمودار ہوا۔

"حیرت ہے لائٹ بند کیئے بنا ہی سو گئی۔" وہ آگے کو ہوتا اسے دیکھتا ہوا بولا جو سکون سے سو رہی تھی۔

"لگتا ہے عادت ہے اسے۔" وہ ہنس کر کہتا الماری سے اپنی فائل نکالنے لگا۔ جاتے جاتے زایان نے لائٹ بند کر دی۔

~~~~~~~~~~

"کیا سوچ رہی ہو؟" وہ جو اپنے خیالوں میں گم تھی نفیسہ کی آواز پر چونک گئی۔

"جی؟" وہ ان کو دیکھتی ہوئی بولی۔
~~~~~~~~~~

"کون سی سوچ میں گم ہو؟ ناشتہ ڈھنڈا ہو رہا ہے۔" وہ سامنے پڑی پلیٹ کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولیں۔

"کچھ خاص نہیں۔" اس نے اپنے خیال کو جھٹکا۔

"اچھا تم ناشتہ کرو۔ تمہارے بابا نے مجھ سے کچھ بات کرنی ہے میں آتی ہوں۔" وہ بولتی ہوئی کھڑی ہو گئیں۔ "ٹھیک ہے۔" وہ کہہ کر نوالہ توڑنے لگی۔

"ایک وجہ دے تو دی ہے میں نے۔" نفیسہ کے اوجھل ہوتے ہی وہ بول اٹھی۔

"اب اور کون سی وجہ ڈھونڈوں میں؟ بظاہر تو کوئی برائی نظر نہیں آتی کبیر میں۔ مگر اندر کا تو خدا ہی جانے۔" وہ مدھم آواز میں بولتی کھانے لگی۔

"یہ کہہ دیتی ہوں مجھے پانچ سال تک شادی نہیں کرنی۔ "یکدم اس کے دماغ میں جھما کا ہوا۔

"اب اتنے سال کوئی انتظار کیوں کرے گا۔" وہ خوش ہو گئی۔

"لیکن اگر اس نے کہہ دیا کہ میں انتظار کروں گا؟ پھر؟" وہ ہاتھ روک کر پھر سے سوچ میں ڈوب گئی۔

"اف...." اس نے جھر جھری لی۔

"مجھ سے نہیں ہو گا یہ کام۔" وہ نفی میں سر ہلاتی کھڑی ہو گئی۔

"جب ذہن میں کوئی خیال آئے گا تو بتا دوں گی۔ ایسے تو سمجھ نہیں آ نا مجھے۔" وہ خفا خفا سی کہتی برتن اٹھانے لگی۔

"کیا بات تھی؟" وہ صوفے پر بیٹھی تھیں۔

"میرا دوست ہے نہ ماہتاب؟" وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"ہاں ہاں معلوم ہے مجھے۔ تمہاری بہت اچھی دوستی ہے۔ آنا جانا بھی لگا رہتا ہے۔" وہ مسکرائیں۔

"نجانے عجیب ہی مسئلوں میں گھر گیا ہے وہ۔ غنڈے قسم کے لوگ ہیں جو پیچھے پڑ گئے ہیں اس کے۔" وہ چہرے پر افسوس لئے بول رہے تھے۔

"اوہو.... یہ تو بہت برا ہوا۔" وہ تاسف کا اظہار کرنے لگیں۔ "مجھے کہہ رہا تھا کہ بھابھی اور فصی کو کچھ وقت کے لئے اپنے گھر رہنے دوں۔" وہ سوچ سوچ کر بول رہے تھے۔

"تو وہ خود کہاں جائے گا؟ ایسے لوگ جلدی جان کہاں چھوڑتے ہیں؟" وہ تشویش سے بولیں۔

"بیرون ملک جا رہا ہے خود۔ کچھ وقت میں فیملی کو بھی لے جائے گا۔ اس لئے میں نے کہہ دیا کہ وہ بھیج دے ہمارے ہاں فلحال۔" وہ اب انہیں دیکھ رہے تھے۔

"ہاں تو آجائیں۔ ہمارے گھر میں کون سا جگہ کم ہے۔ بیچارے پر برا وقت آیا ہے شاید۔ تم فکر مت کرو۔ ان کا خیال رکھیں گے ہم۔" وہ شاکر صاحب کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولیں۔

"مجھے یہی امید تھی آپ سے۔ آج شاید وہ نکلیں اسلام آباد سے۔ میں معلوم کر کے آپ کو بتا دوں گا۔ کھانے وغیرہ کا ذرا امل کو کہیے گا خود دیکھ لے۔ اس کے ہاتھ میں ذائقہ ہے۔" وہ مطمئن سے ہو گئے۔

"ہاں ٹھیک ہے وہ دیکھ لے گی۔ میں جا کر اسے بول دیتی ہوں۔ کہیں چلی نہ جائے۔" وہ فکر سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

~~~~~~~~~~~~

وہ آنکھیں کھولتی جمائی لینے لگی۔ چہرے پر بھورے بال گرے ہوئے تھے۔ وہ بال سمیٹتی اٹھ بیٹھی۔

"ٹائم کیا ہوا ہے؟ الارم بھی نہیں بجا شاید۔ میرا تو الارم روز بجتا ہے۔ پھر آج کیوں پتہ نہیں چلا مجھے؟" وہ اس بات سے بے خبر کہ دائیں جانب زایان سو رہا ہے معمول کے مطابق اپنی ہی رو میں بولتی جا رہی تھی۔
~~~~~~~~~~~~

کھڑکی کے آگے پردے گرار کھے تھے۔ کمرے میں مدھم مدھم سی روشنی تھی۔ وہ بیڈ سے اتر کر سامنے ڈریسنگ کے سامنے آگئی۔ آئینے پر نظر پڑی تو زایان کا خیال آیا۔ وہ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔

"یہ کب آیا کمرے میں؟" وہ یاد کرنے کی سعی کر رہی تھی۔ "مجھے پتہ نہیں چلا۔" اسے جب یاد نہ آیا تو محتاط انداز میں چلتی ہوئی اس کے پاس آگئی جو کروٹ لئے لیٹا تھا۔ بال پیشانی پر منتشر تھے۔ وہ گھٹنے زمین پر رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔ چہرہ پر سکون معلوم ہو رہا تھا۔ صاف رنگت پر بڑھی ہوئی شیو، پھر بکھرے بال، اسے دلکش بنا رہے تھے۔ وہ لب دانتوں تلے دبائے ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی سے بال ہٹانے لگی۔

"تم سوتے ہوئے زیادہ اچھے لگتے ہو۔ خاموش بلکل۔" وہ اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"کیوں جب بولتا ہوں تو تب کیا مسئلہ ہے؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ مشائم اس کی آنکھیں کھلتی دیکھ پیچھے کو ہو گئی۔

چہرے کے تاثرات ایسے مانو اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔ "نہیں میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔" وہ خفیف سی ہو گئی۔ ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

"اور یہ کیا ہو رہا تھا؟" وہ اس کے ہاتھ کو دیکھتا ہوا بولا۔ "وہ... میں تمہارے بال دیکھ رہی تھی۔" وہ اِدھر اُدھر دیکھتی بہانہ بنانے لگی۔

"اچھا پہلے کبھی نہیں دیکھے ؟" وہ محظوظ ہو رہا تھا۔ "نہیں۔ پہلے کبھی دیکھے ہی نہیں میں نے۔" وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتی کھڑی ہو گئی۔

"تو پھر اب دیکھ لو۔ تسلی سے۔" وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔ لب دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ دبا رہا تھا۔

"نہیں بس دیکھ لئے ہیں میں نے۔" وہ کہتی ہوئی الماری کی جانب بڑھ گئی۔

"تم سے بعد میں سویا تھا میں۔ میڈم کی نیند ہی ختم نہیں ہوتی۔" وہ خفگی سے کہتا فون دیکھنے لگا۔

"مجھے کیا معلوم تھا تم جاگ رہے ہو...." وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"اچھا تو اگر جاگ رہا ہوتا پھر ؟" وہ دلچسپ نگاہوں سے اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کی جھنجھلاہٹ وہ تصور کر سکتا تھا۔

"میں شاور لینے جا رہی ہوں۔" وہ اسے نظر انداز کرتی کپڑے لئے واش روم میں گھس گئی۔

زایان اس کے انداز پر مسکرانے لگا۔

"آج کام بہت زیادہ ہے۔" وہ اپنا شیڈول دیکھ رہا تھا۔

~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~

صائم کی گاڑی دیکھتے ہی وہ فرار ہونے لگی۔ وہ عشال کو دیکھ چکا تھا۔ اس نے فون اٹھایا اور میسج لکھنے لگا۔

"رک جاؤ اِدھر ہی۔ تمہیں دیکھ چکا ہوں میں۔" وہ میسج بھیجتا مسکرانے لگا۔ عشال میسج کی ٹون پر اسکرین کو دیکھنے لگی۔ وہ سر کھجاتی دروازے سے باہر نکل آئی۔ "کہاں بھاگ رہی تھی؟" وہ آنکھیں سکیڑتا اسے دیکھنے لگا۔ "نہیں تو۔مجھے ماما بلا رہی تھیں۔" اس نے عذر پیش کیا۔ "صبح اٹھی کیوں نہیں؟ پتہ ہے میں نے کتنی بار دروازہ بجایا؟ پھر کالز بھی کیں تمہیں۔ لیکن تم تو ایسے نشہ کر کے سوئی تھی۔" وہ سخت خائف معلوم ہو رہا تھا۔

"ہاں وہ رات میں دیر سے سوئی تھی نہ۔ الارم کا بھی پتہ نہیں چلا اور تمہارا بھی۔" وہ ہنستی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ "بنا لو اب بہانے تم۔ ویسے میں نے ایک ایڈ دیکھی تھی کمپنی کی۔ اگر چاہو تو جا کر انٹرویو دے دو۔" وہ دونوں لاؤنج میں آ چکے تھے۔

"کیا خیال ہے آپ کا پھوپھو؟" وہ نازیہ کو دیکھتا ان کے پاس آ گیا۔ نازیہ فون کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا۔

"ماما صائم آپ سے کچھ پوچھ رہا ہے۔" عشال کہتی ہوئی نازیہ کے بائیں جانب آ بیٹھی۔

"اچھا۔" انہوں نے بس اتنا ہی کہا۔

"پھوپھو کب تک ناراض رہیں گیں مجھ سے؟" وہ حسرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں ناراض نہیں ہوں۔" وہ ابھی بھی فون کی اسکرین کو دیکھ رہی تھیں۔

"ماما جو بھی ہوا اس میں صائم کا تو کوئی قصور نہیں نہ۔ آپ پلیز اپنی ناراضگی ختم کر دیں اس سے۔" وہ نازیہ کی بازو پکڑتی ہوئی بولی۔

"مگر اسے علم تو تھا نہ۔" وہ خفا سی بولی۔

"اس نے ارادتاً ایسا نہیں کیا۔ اور پلیز اب یہ ختم کریں۔ ممانی سے بھی آپ ٹھیک سے بات نہیں کرتیں۔ بلکل بھی اچھی بات نہیں یہ۔ اور اگر آپ نے اپنا رویہ ٹھیک نہ کیا تو میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔" وہ ناراض ناراض سی بولی۔

"آئم سوری پھوپھو۔مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا ایسا کچھ ہو جائے گا۔" صائم ندامت سے بول رہا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" نازیہ نے ہار مان لی۔

"تھینک یو پھوپھو۔ آج ہم سب باہر سے ڈنر کریں گے۔ آپ لوگ تیار ہو جائیں۔ میں ماما کو بھی بتاتا ہوں۔" وہ خوشی سے کہتا کھڑا ہو گیا۔

"ہاں تم جاؤ۔ ہم بھی تیار ہوتے ہیں۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ وہ سر ہلاتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"پکا آپ نے معاف کر دیا نہ اسے ؟" وہ نازیہ سے لپٹ گئی۔ "ہاں بیٹا۔ دل سے معاف کر دیا ہے۔" وہ اسے اپنے ساتھ لگاتی ہوئی بولیں۔

"چلیں پھر اٹھیں۔ تیار ہوں۔ میں بابا کو بتا دوں گی کہ آج کال نہ کریں ہم بزی ہیں۔" وہ کہتی ہوئی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

~~~~~~~~~~~~

"دادو یہ چیک کریں کوفتے کیسے بنے ہیں؟" وہ نفیسہ کی جانب آتی ہوئی بولی۔

"بہت اچھے ہیں۔ بلکل اپنی ماں جیسا ذائقہ ہے تمہارے ہاتھ میں بھی۔" وہ ستائشی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ "فرائیڈ رائس بھی تیار ہیں۔ کباب بھی اور میٹھا بھی میں نے ٹھنڈا کرنے کے لیے فریج میں رکھ دیا ہے۔" وہ واپس کچن کی جانب چلتی جا رہی تھی۔

"سلیڈ؟ بھول گئی نہ؟ معلوم تھا مجھے۔" وہ اس کے عقب میں چل رہی تھیں۔

"وہ میں نے آرڈر کر دیا ہے۔ آدھے گھنٹے میں پہنچ جائے گا۔ رائتہ بھی بنا دیا ہے۔ اور چکن ٹیمپورا تب فرائی کروں گی جب وہ آ جائیں گے۔" وہ ہاتھ جھاڑتی ایپرن اتارنے لگی۔

"تم کوکنگ کورس کر لو۔" وہ اسے یوں پرجوش دیکھ کر کہے بنا رہ نہ سکی۔

"ویسے سچ بتاؤں تو اب میرا بھی دل کرتا کبھی کبھی کہ کوکنگ کورس کر لوں۔ پھر آپ کو ہوٹلز والی ڈشز بنا کر کھلاؤں۔" وہ مزے سے کہتی فریج کھولنے لگی۔
~~~~~~~~~~~~

"اچھا چلو جب دل کرے کر لینا۔ میں ذرا باہر دیکھوں بیل ہو رہی ہے۔" وہ کہتی ہوئی پلٹ گئیں۔

"ملازمہ سے کہیں نہ۔ اتنی دیر تو نہیں لگتی میرے کمرے کی صفائی میں۔" وہ برہمی سے گویا ہوئی۔

"ہاں ہاں اسی کو بھیجوں گی تم کیوں غصہ کرتی ہو....."

امل نے سر اٹھایا تو وہ جا چکی تھی۔

"یہ ملائی بوٹی آپ کے لئے سرپرائز ہے۔" وہ ڈھکن اٹھاتی ہوئی بولی۔

"بس اچھی بنی ہو۔ پہلی بار بنائی ہے۔ اگر اچھی نہ ہوئی تو دادو نے بتاتے سناتے بس نہیں کرنی۔" وہ بولتی ہوئی باہر آرہی تھی کہ سامنے غیر شناسا خاتون کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

"بیٹا تم کسی کبیر کو جانتی ہو؟" نفیسہ انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتی امل سے مخاطب ہوئیں۔

"جی۔ کیوں؟" کبیر کے ذکر پر وہ گڑبڑا گئی۔

"بیٹا میں کبیر کی ماما ہوں۔" وہ نفیس سی خاتون نرمی سے بولیں۔

"اوہ اچھا اچھا۔" وہ کہتی ہوئی آگے بڑھی اور حال احوال دریافت کرنے لگی۔ نفیسہ ان کے ساتھ محو گفتگو تھیں اور امل کو رہ رہ کر کبیر پر غصہ آرہا تھا۔

اسے اپنے حلیے پر بھی ندامت ہو رہی تھی۔

"کیا سوچیں گی وہ۔ ماسی بنی رہتی ہوں میں۔" وہ دل ہی دل میں خود کو کوس رہی تھی۔ رشتے والی بات پر امل کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ حیران ہونے کی باری اب نفیسہ بی کی تھی۔

"ابھی تو ہم نے امل کی شادی کا کچھ سوچا نہیں۔ آپ کو علم ہی ہوگا امل کی طلاق کا۔ ابھی تو زیادہ وقت بھی نہیں ہوا۔" وہ اس غیر متوقع سوال پر غیر آرام دہ ہو گئیں۔

"آپ جب چاہیں جواب دے دیں۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔ چاہیں تو کسی سے کہہ کر ہمارے بارے میں پوچھ کچھ کروالیں۔ اپنی تسلی کر لیں آپ۔" وہ نفیسہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی آہستگی سے گویا ہوئیں۔ کتنا شفیق لہجہ تھا ان کا۔ امل نے جھرجھری لی۔

"جی ٹھیک ہے۔" نفیسہ نے سر ہلایا۔ ملازمہ میز پر کھانے پینے کی اشیاء رکھ چکی تھی۔

"چائے تو لیں آپ۔ کچھ بھی نہیں لیا آپ نے تو۔" نفیسہ ٹرے آگے کرتی ہوئی بولیں۔

امل اس سب میں خاموش بیٹھی تھی۔

"میں یہاں بیٹھی رہوں یا جاؤں؟" وہ کشمکش میں مبتلا تھی۔ ریحام کچھ پوچھتی تو مختصر سا جواب دے دیتی۔

کچھ دیر بعد ریحام چلی گئی۔

"یہ کون ہے کبیر؟" وہ تیکھے تیور لئے اسے دیکھ رہی تھیں۔ "کیوں نہ میں پہلے چینج کر لوں؟ اس سے قبل کہ آنٹی زہرہ آجائیں۔" وہ دانتوں کی نمائش کرتی کھڑی ہو گئی۔

"جاؤ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں تم سے جواب طلب نہیں کروں گی۔" وہ اس اچانک آمد پر خفا تھیں۔

"جی مجھے معلوم ہے۔" وہ سر ہلاتی وہاں سے غائب ہو گئی۔ "میرے سامنے ہوتا نہ وہ کبیر۔ تو میں بتاتی اس کو....." وہ غصے سے کہتی چل رہی تھی۔

"اس کی اس حرکت کے باعث میری پوزیشن کتنی آکورڈ ہو گئی ہے۔" وہ سر پر ہاتھ مارتی کمرے میں آگئی۔ فون اٹھایا تو کبیر کی مسڈ کالز دکھائی دی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور کبیر کو کال کرنے لگی۔ پہلی بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

"یہ کیا حرکت تھی؟ آپ کے پاس عقل نام کی کوئی چیز ہے؟" اس کا لہجہ بتا رہا تھا اس وقت وہ کتنے غصے میں تھی۔

"آئم سوری اگر آپ کو برا لگا تو۔" وہ جو اس کے فون پر خوش تھا اس کی باتیں سن کر مدھم پڑ گیا۔

"نہیں مجھے تو بہت اچھا لگ رہا ہے۔ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی میں۔" وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔

"میں آپ کو کال کر رہا تھا مگر آپ نے ریسیو نہیں کی۔" وہ دھیرے سے منمنایا۔

"تو اس کا مطلب یہ تھا کہ بنا بتائے، بنا پوچھے اپنی ماما کو میرے گھر بھیج دیں؟ آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں؟" وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔

"شاید میں نے آپ کو ناراض کر دیا ہے۔" وہ لب کاٹنے لگا۔

"آپ کی یہ حرکت مجھے سخت ناگوار گزری ہے۔ دادو مجھے اتنی عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ کم از کم مجھ سے پوچھ تو لیتے ایسا کچھ کرنے سے پہلے۔" اب کہ وہ ذرا مدھم ہوئی۔

"دراصل مجھے لگا اگر میں نے پہلے پوچھا تو آپ انکار کر دیں گیں۔ اس لئے نکلنے سے پہلے کال کر رہا تھا کہ آپ کو آگاہ کر دوں مگر آپ نے ریسیو نہیں کی۔" وہ معصومیت سے ساری بات بتانے لگا۔ امل سانس خارج کرتی اپنے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے کرنے کی سعی کرنے لگی۔

"تو مت بھیجتے... آپ کو اندازہ بھی ہے میں کس حلیے میں تھی؟ ماسی بنی ہوئی تھی نجانے کیا سوچیں گیں وہ میرے بارے میں..." وہ کہہ کر دانت پیسنے لگی۔

"کچھ ایسا ویسا نہیں سوچیں گیں وہ۔ آپ بس ناراض مت ہوں مجھ سے۔" اسے بس اس ایک بات کی فکر تھی۔

"آپ کی معلومات میں اضافہ کرتی چلوں,کہ اس سب سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا آپ کو۔ اس لئے آئیندہ ایسی کوئی حرکت یا میرے راستے میں آنے کی کوشش مت کیجئے گا آپ۔ "اس نے کہہ کر کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

وہ جو جواب میں بولنا چاہتا تھا یوں فون بند کرنے پر خفیف سا ہو گیا۔

"میں بھی اپنی قسمت کو آزماتا رہوں گا جب تک مکمل طور پر ناکام نہیں ہو جاتا۔" وہ فون کو دیکھتا ہوا بولا۔

~~~~~~~~~~~~

"کل سے میں بھی آفس جاؤں گی۔ سارا دن بور ہوتی رہی آج بھی۔" وہ چائے کا کپ اسے دیتی ہوئی بولی۔

"چلی جانا۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ اب ملازمہ رکھ لوں۔ خانساماں کو منع کر دوں گا آنے سے۔" وہ سپ لیتا ہوا بولا۔ "عجیب تو مجھے بھی لگ رہا تھا ایسے۔ مگر میں نے کہا نہیں۔" وہ متفق تھی اس کی بات سے۔

"ہمم... کرتا ہوں انتظام ایک دو دن تک۔" وہ سر ہلاتا ہوا بولا۔ "مجھے بابا کی ساری جائیداد واپس چاہئیے۔" وہ سنجیدہ سی بولی۔
~~~~~~~~~~~~

"لے لینا۔ جلدی کس بات کی ہے؟" وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔ "مگر میں چاہتی ہوں جلد از جلد انہیں اس عیش و آرام سے محروم کروں۔ جانتے ہو میں نے زندگی میں پہلی بار کسی کو نقصان پہنچایا۔" وہ اپنے کپ کو گھورتی ہوئی بولی۔

"کیا نقصان کیا تم نے ان کا؟" اسے دلچسپی ہوئی۔

"آسیہ کے کٹ لگائے اور اویس کو پتھر مارے۔ مجھے اچھا تو نہیں لگا مگر میں نے اپنے دفاع میں کیا وہ سب۔" وہ آہ بھرتی ہوئی بولی۔

"مطلب تم تو اچھی خاصی جنگجو ہو..." وہ محظوظ ہوا۔ "میں سنجیدہ ہوں۔" وہ بمشکل مسکراہٹ روکتی ہوئی بولی۔

"واقعی؟" وہ ہنستا ہوا بولا تو مشائم بھی ہنسنے لگی۔ "تمہیں کچھ چاہئیے؟ میرا مطلب ضرورت کا کوئی سامان؟" وہ ٹانگ پے ٹانگ چڑھاتا ہوا بولا۔

"نہیں فلحال تو سب ہے میرے پاس۔" وہ سوچ رہی تھی۔ "سردی نہیں لگ رہی تمہیں؟" مشائم کے شانوں کے گرد لپیٹی شال کو وہ دیکھ رہا تھا۔

"نہیں نہیں۔ مجھے جرسی اور سویٹر وغیرہ چاہئیے۔" وہ تیزی سے بولی۔

"آرام سے سوچ لو۔ جو جو چاہئیے۔" وہ اس کے انداز پر مسکرا رہا تھا۔

"ہاں مجھے بہت کچھ چاہئیے۔" وہ کافی دیر بعد بولی۔ "مطلب میرا کریڈٹ کارڈ خالی کرو گی تم۔" وہ مظلومیت سے کہتا سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"میں خود بھی خرید سکتی ہوں۔ وہ تو تم نے پوچھا اس لئے کہا۔" وہ اپنی انا کو ٹھیس نہیں پہنچنے دے سکتی تھی۔ "اچھا ایسی بات ہے تو پھر میں تمہیں شاپنگ کرواؤں گا اور تم مجھے کروانا۔" وہ صوفے کی پشت پر بازو رکھتا اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" البتہ اس کے پاس زیادہ پیسے نہیں تھے مگر وہ زایان کے سامنے کمتر محسوس نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"کھانا ملے گا یا پھر باتوں سے پیٹ بھرو گی؟" وہ اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے کرتا ہوا بولا۔ "مجھے لگا شاید تمہیں بھوک نہیں۔" وہ سر جھکا کر کہتی اسی لٹ کو پھر سے کان کے پیچھے کرنے لگی جسے زایان نے چہرے سے ہٹایا تھا۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں تب تک تم ٹیبل ریڈی کرو۔" وہ مسکراتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ وہ جواباً مسکرانے لگی۔ وہ جا چکا تھا اور مشائم ابھی بھی اسی جگہ پر بیٹھی تھی۔

اس نے زایان کو سوچتے ہوئے بال پھر سے کان کے پیچھے کیے تو رخسار سرخ ہونے لگے۔

"کھانا لگاؤں ورنہ تمہارا کوئی اعتبار نہیں کب سفاک بن جاؤ۔" وہ اپنی اس حرکت پر مسکراتی کپ اٹھانے لگی۔

~~~~~~~~~

"کالج جا رہی ہو؟" وہ فون کان سے لگائے بیٹھی تھیں جب صائم نمودار ہوا۔

"ہاں میری طبیعت ٹھیک ہے۔ بس کبھی کبھی بی پی کا مسئلہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ دیکھ لیتے ہیں۔" وہ نرم لہجے میں بول رہی تھیں۔

"امل سے بات کر رہی ہوں گیں۔" وہ منہ میں بڑبڑاتا آگے بڑھ گیا۔ کچن سے آوازیں آ رہی تھیں۔ نجانے اسے گمان ہوا کہ عشال ہو گی۔ اس نے اپنے قدم واپس موڑ لئے اور کچن میں آ گیا۔

توقع کے عین مطابق عشال وہاں کھڑی تھی۔

"تم نے کھانا نہیں کھایا وہاں؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کھانا تو کھا لیا تھا۔" وہ بولتی ہوئی کیبن کھول کر مگ نکالنے لگی۔

"تو پھر اب یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔ "خالہ نے کام والی کو جلدی بھیج دیا آج۔ میرا کافی پینے کا دل کر رہا تھا۔ اس لئے سوچا خود بنا لوں۔" وہ اپنے کام میں مصروف سی بول رہی تھی۔
~~~~~~~~~

"اچھا تو میری کہاں ہے؟" وہ سلیب کے پاس آکھڑا ہوا۔

"ہاں مجھے یاد ہے تم ہمیشہ مجھے کافی لا کر دیتے ہو۔ اس لئے یہ رہی تمہاری۔" وہ مگ اس کے سامنے رکھتی ہوئی بولی۔

"اور اگر میرے پیٹ میں جگہ نہ ہو؟" وہ ایک بار مگ کو دیکھتا اور ایک بار عشال کو۔ سر پر کیپ پہنے وہ پیاری لگتی تھی۔

"تو زبردستی پینی پڑے گی۔" وہ اپنا مگ اٹھاتی گھور کر بولی۔

"اچھا اچھا...." وہ ہنس کر کہتا مگ اٹھانے لگا۔

"ممانی نے امل کو فون کیا ہے آج۔" وہ چلتی ہوئی اسے بتانے لگی۔

"تو؟" وہ جیسے سمجھ نہ سکا اس کا مطلب۔

"تم مس نہیں کرتے اسے؟" وہ دونوں چلتے ہوئے لان میں نکل آئے۔

"میری روٹین اتنی بزی ہے کہ مجھے ٹائم نہیں ملتا مس کرنے کا۔" وہ سپ لیتا سیڑھی پر بیٹھ گیا۔

"اچھا۔" وہ مدھم آواز میں بولی۔ سر جھک گیا تھا۔

"تم ابھی بھی زایان کو مس کرتی ہو؟" وہ اس کا چہرہ پڑھ چکا تھا۔

"شاید ہم لڑکیاں زیادہ جذباتی ہوتی ہیں۔ یا شاید کم وقت میں زیادہ لگاؤ ہو جاتا ہے ہمیں۔" وہ اپنی کافی کو گھور رہی تھی۔

"میں اگر لڑکی ہوتا تو یقیناً تمہیں اس بات کا جواب دے دیتا۔" اس نے آہ بھری۔ عشال مبہم سا مسکرائی۔

"آج تو تمہاری جم سے چھٹی ہو گئی۔" وہ چہرہ موڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کوئی نہیں۔ اتنا تو چلتا ہے۔" وہ سامنے گیٹ کو دیکھ رہا تھا۔

"کل بھی چھٹی ہو گی۔" وہ پر اعتماد سی بولی۔

"کل کیوں؟" اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"کل ہم جائیں گے کیفے۔ میرے فیورٹ۔" وہ کہہ کر کھڑی ہو گئی۔

"اتنی دور۔" صائم کا منہ بن گیا۔

"جی ہاں۔ اکیلے بور ہو جاؤں گی میں۔ اور کل صبح ہم واک پر بھی جائیں گے۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"یہ کچھ بہتر ہے ویسے۔" وہ سر ہلاتا سپ لینے لگا۔

"گڈ نائٹ۔" وہ ہاتھ ہلاتی اندر چلی گئی۔ صائم کافی ختم ہونے کے انتظار میں وہیں بیٹھا رہا۔

~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~

"امل کون ہے یہ کبیر؟" نفیسہ اس کے کمرے میں آتی ہوئی بولیں۔

"بیٹھیں آپ۔" وہ بیٹھنے کا اشارہ کرتی خود بھی اٹھنے لگی۔ وہ بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھتی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"آپ کو تو علم نہیں مجھے کالج میں جاب کس نے دلوائی۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔ نفیسہ اس کی بات سے متفق تھی اس لئے خاموش رہی۔

"صائم کا دوست ہے کبیر۔ اس نے اس جاب میں میری مدد کی تھی۔ اور اکثر فیملی گیدرنگ میں موجود ہوتا تھا وہ۔ دادو اسے میں پسند تھی۔ پہلے مجھے علم نہیں تھا۔" وہ مجرمانہ انداز میں سر جھکائے ہوئے تھی۔

"اور جب علم ہوا تب؟ اس نے یوں بنا بتائے اپنی ماں کو بھیج دیا یہاں؟" وہ غیر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"جب مجھے علم ہوا تو میں نے خود ہی انکار کر دیا۔ مگر شاید اسے سمجھ نہیں آیا۔ اس لئے اپنی امی کو بھیج دیا یہاں۔" وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔

"دیکھو بیٹا ہر کام کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ اگر اسے رشتہ ہی بھیجنا تھا تو ہمیں آگاہ کرتا پہلے۔ یوں بنا بتائے آنا اچھی بات تو نہیں ہے۔" وہ نرمی سے سمجھانے لگیں۔

"دادو مجھے تو لگا تھا میرا انکار بہت ہے۔" وہ سر اٹھائے انہیں دیکھنے لگی۔

"اچھا تم سو جاؤ۔ میں دیکھ لوں گی خود۔ تمہاری جانب سے انکار ہے نہ؟" وہ کھڑی ہو کر اسے دیکھ رہی تھیں۔

"جی دادو میری طرف سے صاف انکار ہے۔" وہ سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"بس ٹھیک ہے۔ میں خود ہی طریقے سے انہیں جواب دے دوں گی۔" وہ مطمئن سی ہو کر چل دیں۔ امل نے سانس خارج کیا اور اٹھ کر دروازہ بند کرنے لگی۔

"شاید یہ جواب تمہاری سمجھ میں آجائے۔" وہ برہمی سے کہتی لائٹ بند کر کے لیٹ گئی۔

~~~~~~~~~~~

وہ بال برش کر رہی تھی جب زایان دروازہ کھول کر اندر آیا۔ ایک نظر مشائم پر ڈالتا وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"کھانا کھا کے مارکیٹ چلیں؟" وہ بال باندھتی اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے جم جانا ہے۔ کھانا آکر کھاؤں گا۔" وہ اپنے کپڑے نکال رہا تھا۔

"اور مارکیٹ؟" وہ شال شانوں کے گرد لپیٹتی ہوئی بولی۔ "مارکیٹ تم ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤ۔ ہماری شادی کی خبر میں نے وہاں پہنچا دی ہے۔ اب خطرے والی کوئی بات نہیں۔" وہ بیڈ پر بیٹھا شوز اتار رہا تھا۔

"اچھا۔" وہ بس اتنا ہی بول پائی۔
~~~~~~~~~~~

"میرا فون چارجنگ پر لگا دو۔ ڈیڈ ہو گیا ہے۔" وہ جیب سے فون نکال کر بیڈ پر رکھتا ہوا بولا۔

"لگا دیتی ہوں۔" اس نے سر ہلایا تو زایان نے واش روم کا رخ کیا۔

"مجھے پوچھنا ہی نہیں چاہئیے تھا۔" اسے اب افسوس ہو رہا تھا۔

"پہلے بھی تو اکیلی ہی جاتی تھی۔ پھر اب کیا ضرورت تھی زایان کو کہنے کی؟" وہ اس کا فون اٹھاتی ہوئی برہمی سے بولی۔ آواز قدرے مدھم تھی۔

وہ واش روم سے نکلا، گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر نکل گیا۔

"کل چلی جاؤں گی مارکیٹ۔ اب میرا دل نہیں کر رہا۔" وہ سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتی ہوئی بولی۔

"پتہ نہیں کتنا ٹائم لگے گا جم میں۔" وہ گھڑی دیکھتی بیڈ پر لیٹ گئی۔ اسے بھوک لگ رہی تھی مگر وہ زایان کے ساتھ کھانا چاہتی تھی اس لئے اس کا انتظار کرنے لگی۔

مشائم کی آنکھ لگ گئی تھی۔ بیل کی آواز پر اس کی نیند میں خلل پیدا ہوا۔ وہ آنکھیں مسلتی سلیپر پہننے لگی۔

"لگتا ہے زایان آ گیا ہے۔" وہ واش روم میں چلی گئی۔ منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر وہ باہر نکل آئی۔

وہ ابھی زینے ہی اتر رہی تھی کہ لاؤنج میں کھڑے تین افراد پر نگاہ پڑی۔

صائم اور اسد بھی زایان کے ساتھ تھے۔

قدموں کی رفتار مزید کم ہو گئی۔

"مشائم کھانا لگوا دو۔" زایان اس کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔ اسے دیکھتے ہی اسد اور صائم سلام کرنے لگے۔ وہ ان کے سلام کا جواب دیتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"دوستوں کے بیچ میرا بیٹھنا کچھ مناسب نہیں۔" وہ برتن نکالتی ہوئی بڑبڑائی۔

اس نے ایک پلیٹ میں اپنے لیے کھانا الگ سے نکال لیا۔

"میں یہیں بیٹھ کر کھا لوں گی۔" وہ برتن ہاتھ میں اٹھائے چل دی۔

"یہ کر کے تم کمرے میں جا کر سو جانا۔" زایان اس کے عقب میں کھڑا تھا۔ وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہم لوگ کچھ دیر بیٹھیں گے۔" اس کا اشارہ اسد اور صائم کی جانب تھا۔

"اچھا۔ میں چلی جاتی ہوں۔" وہ سر ہلاتی واپس کچن میں چلی گئی۔

"تمہارا وزن بڑھ گیا ہے۔" زایان اسد کو دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں مجھے بھی شک گزرتا ہے۔" وہ اپنے منہ پر ہاتھ لگاتا ہوا بولا۔

"شک نہیں یقین ہے ہمیں۔" صائم ہنستا ہوا بولا۔

"اور کرو چھٹیاں۔" زایان کہتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

For more visit (exponovels.com)

"یار مناہل روز کہیں نہ کہیں مصروف کر دیتی ہے۔ آج بھی بڑی مشکل سے نکلا ہوں۔ "
وہ دکھ بھرے لہجے میں بولا۔ جواب میں اسے صائم اور زایان کا قہقہ سنائی دیا۔
"آؤ کھانا کھائیں۔ "زایان دونوں کو دیکھتا کھڑا ہو گیا۔ اس کے کہنے پر وہ دونوں بھی ڈائینگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئے۔

"اگر اپنے دوستوں کو لانا تھا تو مجھے بتا کر جاتے۔ میں فضول میں انتظار کر رہی تھی۔ "مشائم سامنے پڑی پلیٹ کو گھور رہی تھی۔
"میں ہی شاید زیادہ امید لگا رہی ہوں زایان سے۔ "وہ گلاس میں پانی ڈالتی ہوئی پر سوچ انداز میں بولی۔
~~~~~~~~~~~
وہ دو انگلیوں سے پیشانی دباتا چل رہا تھا۔
"کچن شاید یہی ہے۔ "وہ دروازے سے کچھ دور تھا۔ اندر آیا تو امل دکھائی دی۔ آہٹ پر امل نے سر اٹھایا۔
"آپ؟ "وہ اس وقت اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~~

"وہ دراصل مجھے چائے پینی تھی میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔ آپ کو اگر زحمت نہ ہو تو۔" وہ ہچکچاتا ہوا بول رہا تھا۔ "نہیں زحمت کیوں ہوگی؟ میں بنا دیتی ہوں۔ ویسے بھی میں اپنے لیے بنا رہی تھی۔" وہ مسکرا کر کہتی فریج سے دودھ نکالنے لگی۔

فصی وہیں دروازے کے پاس ٹھہر گیا تھا۔

"سوری آپ کو صبح صبح تنگ کیا۔" وہ سر کھجاتا ندامت سے بولا۔

"آپ مہمان ہیں ہمارے۔ اب ہم خاطر تواضع نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تاکہ اس کی جھجھک کم کی جا سکے۔

"میرے سر میں درد ہو تو چائے پیئے بغیر ٹھیک نہیں ہوتا۔ بس شروع سے ایسی ہی عادت ہے میری۔" وہ ارد گرد نگاہ دوڑاتا جائزہ لے رہا تھا۔

"چائے سے سکون مل جاتا ہے ویسے دماغ کو۔" وہ متفق تھی اس کی بات سے۔

"آپ کے بھی سر میں درد ہے؟" وہ اسے یوں صبح کے آٹھ بجے کچن میں کھڑے دیکھ کچھ متعجب سا تھا۔

"میری تو روز کی روٹین ہے۔ کالج جانا ہوتا ہے نہ میں نے۔" وہ چائے کپ میں انڈیل رہی تھی۔

"اوہ اچھا اچھا۔ ماما نے شاید بتایا تھا۔" وہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔

"اس لئے اگر آپ کو صبح میں چائے پینی ہو تو بلا جھجھک مجھے کہہ سکتے ہیں۔" وہ گیس بند کرتی ہوئی بولی۔

"بہت شکریہ آپ کا۔" وہ تشکرانہ انداز میں کہتا کپ اٹھانے لگا۔

"یو ویلکم۔" وہ بھی اپنا کپ اٹھا چکی تھی۔

"میں چلتا ہوں اب۔" وہ کہتا ہوا چلا گیا۔ امل ایک ہاتھ میں کپ لئے فریج سے بریڈ اور انڈے نکالنے لگی۔

"دیر ہو جائے گی آج پکا۔" وہ اب تیز تیز ہاتھ چلانے لگی۔

~~~~~~~~~~

"تم کب آئی آفس سے؟" وہ اسے ڈھونڈتا ڈھونڈتا کچن میں آ گیا۔

"میں تو چار بجے ہی نکل آئی تھی۔" وہ ایپرن پہنے یقیناً کچھ بنا رہی تھی۔

"کس کی اجازت سے؟" وہ بولتا ہوا سلیب کے دوسری جانب آ کھڑا ہوا۔

"ابھی بھی اجازت کی ضرورت ہے؟" مشائم نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آفس کے معاملے میں جانتی ہو تم مجھے۔" وہ گھور رہا تھا۔

"اب مسز زایان ہونے کا اتنا تو نفع ہونا چاہئیے مجھے کہ میرا جب دل کرے میں گھر آ جاؤں۔" وہ مسکرا کر کہتی پھر سے سر جھکا گئی۔
~~~~~~~~~~

"اچھا بنا کیا رہی ہو؟" وہ آگے کو جھکا۔

"ایک نئی ریسیپی ہے۔ بلکہ ایسا کرو ٹیسٹ کر کے بتاؤ۔ تقریباً تیار رہی ہے۔" وہ آنچ دھیمی کرتی ہوئی بولی۔

"آج دیکھ لیتے ہیں تمہاری کوکنگ بھی۔" وہ کہتا ہوا اس کے بائیں جانب آ کھڑا ہوا۔

"کیسا ہے؟" وہ اشتیاق سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بلکل بھی اچھا نہیں۔" وہ عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"سچ میں؟" اس کی خوشی پر اوس پڑ گئی۔

"ہاں واقعی۔" اس نے جھرجھری لی۔

"بندہ دل رکھنے کو ہی بول دیتا ہے۔" اب کہ مشائم نے چیک کیا۔

"میں ٹھہرا کھرا بندہ۔ صاف صاف بولتا ہوں۔" وہ تفاخر سے بولا۔

"اب کھانا؟" وہ لب کاٹتی اسے دیکھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ باہر سے آڈر نہیں کر سکتا میں؟" وہ اس کے انداز پر بے ساختہ ہنس دیا۔

"اچھا پھر آڈر کر دو پہلے۔ اس کے بعد چینج کرنا مجھے بھوک لگی ہے۔" وہ چیزیں سمیٹنے لگی۔ وہ فون نکال کر اس پر انگلی چلاتا باہر نکل گیا۔

~~~~~~~~~~

"کہیں جا رہی ہیں آپ؟" وہ روبینہ کو گیٹ میں دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں میں امل سے ملنے جا رہی تھی۔ وہ تو اب آتی نہیں یہاں تو سوچا میں خود چلی جاؤں۔" وہ مسکرائیں۔

"تو میں چھوڑ آتا ہوں۔"

"نہیں عشال نے کیب بک کروادی ہے۔ تم ایسے زحمت کرو گے۔ کچن میں عشال ہو گی اسے کہنا کھانا گرم کر دے گی تمہیں۔" وہ اس کا شانہ تھپتھپاتی گیٹ پار کر گئیں۔

"آج کل تم کچن میں کچھ زیادہ ہی نظر نہیں آ رہی؟" عشال جو سر جھکائے کھڑی تھی اس کی اچانک آمد پر سٹپٹا گئی۔ "انسان آرام سے بھی بول سکتا ہے۔" وہ پیشانی پر بل ڈالے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں کون سا گلا پھاڑ کر بول رہا ہوں۔" وہ برا مان گیا۔

"ڈرا دیا تم نے مجھے۔" وہ جو کیک کی سجاوٹ کر رہی تھی خراب ہونے پر اپنے کیک کو دیکھنے لگی۔

"اتنی بری آواز ہے میری۔ آج معلوم ہوا۔" وہ بولتا ہوا چلنے لگا۔

"دیکھو کیک خراب کر دیا تم نے۔" وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
~~~~~~~~~~

"میں نے کیسے؟" صائم کا منہ کھل گیا۔

"کسی جن کی طرح تو نازل ہوئے مجھ پر۔ اب دوبارہ سے شروع کرنا پڑے گا مجھے۔" وہ روہانسی ہوگئی۔ پہلے ہی وہ تھکی ہوئی تھی۔

"تو کرلو اس میں کیا ہے؟" وہ کیک سے کریم اتارتا اس کے گال پر لگاتا ہوا بولا۔

"صائم کے بچے۔ یہ کیک میں نے ماما کے لئے بنایا ہے۔" وہ اپنا کیک تباہ ہوتے دیکھ آگ بگولہ ہوگئی۔

"اور بنا لینا۔" اس نے کہتے ساتھ ہی مزید اس کے چہرے پر کریم لگا دی۔

"تمہیں تو میں...." عشال نے کہتے ہوئے پوری ہتھیلی کریم سے بھر لی۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں۔" وہ اس کا ارادہ بھانپ گیا۔ صائم نے ابھی دو الٹے قدم ہی اٹھائے تھے کہ عشال نے سرعت سے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر کریم لگا دی۔

"اب ہوا نہ حساب برابر۔" وہ ہنستی ہوئی بولی۔

"چلو اچھا ہے۔ لوشن نہیں لگانا پڑے گا اب مجھے۔" وہ سر اثبات میں ہلاتا منہ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"ہاں تمہاری سکن کافی خشک ہے۔" وہ ابھی بھی ہنس رہی تھی۔

"اب مزید نہیں۔ میرے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ میں چینج کرنے جا رہا ہوں واپس آنے تک کھانا گرم ہو۔" عشال باؤل سے مزید کریم اٹھا رہی تھی جب وہ تیزی سے بولا۔

"نہیں کپڑے خراب نہیں ہوں گے۔" وہ کہہ کر پلٹی ہی تھی کہ صائم وہاں سے فرار ہو گیا۔

"ڈرپوک..." وہ کہتی ہوئی ہاتھ صاف کرنے لگی۔

"میرے کیک کا حلیہ بگاڑ دیا اس نے۔" وہ کیک دیکھتی ناک چڑھا کر بولی۔

~~~~~~~~~~

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" وہ عروج کے سامنے کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"اب تو کافی بہتر ہے۔ بروقت ہاسپٹل لے گئے ورنہ شاید مزید حالات مختلف ہوتے۔" نقاہت کے باعث وہ مدھم آواز میں بول رہی تھی۔

"اللہ پاک آپ کو شفا دے۔ آپ بس آرام کریں ان شاء اللہ جلد ٹھیک ہو جائیں گیں۔" امل بولی تو وہ بھی مسکرانے لگی۔ چہرے پر نرم سی مسکراہٹ تھی۔

"ہاں ریسٹ ہی کرنا ہے اب۔ مگر سر پر زیادہ چوٹ آئی ہے نہ۔ تو زیادہ دیر لیٹ بھی نہیں سکتی۔" وہ سر پر بندھی سفید پٹی کو چھوتی ہوئی بولی۔

"آگے سے احتیاط کیجیئے گا آپ۔" وہ دکھ سے انہیں دیکھ رہی تھی۔
~~~~~~~~~~

"بیس سال ہو گئے ہیں شادی کو۔ تب سے یہ اوپر والا روم ہی ہے میرا۔ بس اس دن نجانے کیسے پاؤں پھسل گیا میرا۔" سر نفی میں حرکت کر رہا تھا۔

"یہ سب بھی زندگی کا حصہ ہے۔ میری دعا ہے آپ جلد از جلد ٹھیک ہو جائیں۔" وہ ان کی بازو پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

"تم مجھے دیکھنے آئی ہو مجھے اسی بات کی بہت خوشی ہے۔ میں کل ہی کبیر سے کہہ رہی تھی کہ میرے سٹاف میں سے کوئی آئے نہ آئے امل ضرور آئے گی۔" اتنے وقت میں وہ اس کی فطرت سے واقف ہو چکی تھیں۔

"جب آپ اتنی سوئیٹ ہیں۔ تو پھر کیسے نہ آتی میں؟"

وہ محبت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا تم چائے تو لو۔ جب سے آئی ہو باتیں کئے جا رہی ہو۔ کچھ لیا یہ نہیں۔" وہ خفا خفا سی بولی۔

"دراصل میں کھانا کھا کے آئی ہوں۔ اس لئے بس آپ کے کہنے پر چائے لوں گی۔" اس نے ٹرے سے کپ اٹھا لیا۔

"اچھا چلو میں مجبور نہیں کروں گی تمہیں۔" وہ مسکراتی ہوئی سر ہلانے لگی۔

"مجھے نہ تین چار دن بعد کالج کی صورتحال سے آگاہ کرتی رہنا۔ٹائم پر سارے کام ہوتے ہیں یا نہیں۔" عروج فون اٹھاتی فکر سے بولی۔امل کے ساتھ ایک اعتماد کا رشتہ جڑ چکا تھا۔

"آپ فکر نہ کریں میں آگاہ کرتی رہوں گی آپ کو۔" وہ سپ لیتی ہوئی بولی۔

وہ پورچ میں تھی جب نگاہ کبیر سے ٹکرائی۔اس کے سامنے آنے پر امل نے قدم روک لئے۔

"کیا اتنا برا ہوں میں؟ایک بار آزمایا بھی نہیں آپ نے مجھے۔"اس کے لہجے سے امل کو اندازہ ہو رہا تھا کہ نفیسہ ریحام کو انکار کر چکی ہے۔

"میں آپ کو بار بار سمجھاتی رہی۔مگر آپ نے میری نہیں سنی۔یہ بھی آپ کے اس قدم کا نتیجہ ہے۔" وہ بازو سینے پر باندھتی ہوئی بولی۔سیاہ بال ڈھیلی پونی میں قید تھے.جس میں سے چھوٹی شرارتی لٹیں باہر نکل رہی تھیں۔سادہ سی قمیض پر گرے جرسی پہنے,ہونٹ لائٹ کلر کی لپ اسٹک سے پوشیدہ کر رکھے تھے۔سیاہ چھوٹی چھوٹی آنکھیں کبیر پر تھیں۔

"مگر یہ بھی تو ٹھیک نہیں۔مجھ میں کوئی برائی ہے تو بتائیں؟میں اسے ختم کر لوں گا۔" اس نے اپنی سی کوشش کرنی چاہی۔

"بات برائی کی نہیں ہے۔میں ایک بار دیکھ چکی ہوں یہ شادی کا رشتہ۔" اس نے جھرجھری لی۔

"اگر صائم کے ساتھ آپ کا نباہ نہیں ہو سکا تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے کسی دوسرے انسان کے ساتھ نہیں ہو سکتا؟ یہ تو کوئی عقلمندانہ بات نہ ہوئی۔" اسے افسوس ہو رہا تھا۔

"میں فلحال ایسا ہی سوچتی ہوں۔ میری زندگی سکون سے گزر رہی ہے اور میں خوش ہوں اس سے۔" وہ ہٹ دھرمی سے گویا ہوئی۔

"تو کیا کبھی شادی نہیں کریں گیں؟ کسی پر اعتبار نہیں کریں گیں؟ حیرت ہے۔" وہ آخر میں طنزیہ ہنسا۔

"میں اپنے دس سالوں کا مستقبل سوچ کر نہیں آئی یہاں۔ بہتر ہو گا میرا راستہ چھوڑ دیں آپ۔" وہ اِدھر اُدھر دیکھتی ہوئی بولی۔

"جب بات میں وزن نہ ہو تو انسان ایسے ہی نظریں چراتا ہے۔" امل نے اس کی بات پر نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا جو اس وقت پولیس کی وردی میں تھا۔ پہلی بار اسے اندازہ ہوا کہ وہ اچھا لگ رہا ہے یا شاید وردی کا کمال تھا۔ جو اس پر جچ رہا تھی۔

"آپ کیوں زبردستی کر رہے ہیں؟" وہ ہارے ہوئے انداز میں بولی۔

"میں زبردستی نہیں کر رہا۔ بلکہ میں نے تو چھوڑ دیا۔" وہ سائیڈ پر ہو گیا۔

"میں نہیں چاہتا کہ زندگی کے کسی حصے میں آپ کو افسوس ہو اپنے اس فیصلے پر۔" وہ سنجیدہ سا کہتا قدم اٹھانے لگا۔ جبکہ امل کے لئے قدم اٹھانا محال ہو گیا۔ کبیر کی بات اس کے دل کو لگی تھی۔

"نہیں۔مجھے کیوں افسوس ہو گا اس فیصلے پر؟" وہ اس کی نفی کرتی گیٹ کی جانب بڑھنے لگی۔

"اس کے پاس کہنے کو کچھ ہے نہیں۔ اس لئے ایسے کہا۔" وہ خود کو تسلی دیتی گاڑی میں آ بیٹھی۔

~~~~~~~~~~

"گڈ مارننگ۔" زایان نے تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھولی تھیں کہ مشائم کی آواز سنائی دی۔

"صبح ہو گئی ہے؟" وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

"جی نہیں۔ رات ہو رہی ہے۔ اور میں تو سوچ رہی تھی شاید اب صبح ہی اٹھو گے۔" وہ کہتی ہوئی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"تو اٹھا دیتی مجھے۔" وہ جمائی روکتا ہوا بولا۔

"تم نے مجھے ایسا کچھ کہا تھا؟" وہ اس کی جانب گھومی۔ "بندہ خود سے بھی سوچ لیتا ہے۔" اسے اتنی دیر سونے پر افسوس ہو رہا تھا۔
~~~~~~~~~~

"مجھے لگا شاید چھٹی پر تم ایسے ہی سوتے ہو۔" وہ اس کی سرخ آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔

"نہیں اب ایسی بھی بات نہیں۔" اس نے کہتے ہوئے مشائم کی گود میں تکیہ رکھ لیا۔ وہ کچھ حیران سی ہو گئی۔

"سر دباؤ میرا۔" تکیے پر سر رکھتے اس نے حکم صادر کیا۔ "مجھے لگا شاید دوبارہ سونے کا ارادہ ہے۔" وہ پیشانی سے اس کے بال ہٹاتی ہوئی بولی۔ نرم انگلیوں کا لمس زایان کو اچھا لگا تھا۔ لب دھیرے سے مسکرائے۔

"کل رات ٹھیک سے سویا نہیں میں۔ اس لئے اتنی دیر سویا رہا۔ ورنہ میں اتنی نیند نہیں لیتا۔" وہ آنکھیں بند کرتا ہوا بولا۔ اسے سکون مل رہا تھا۔

"اچھا۔" وہ کہہ کر اس کے خدوخال دیکھنے لگی۔ ہاتھ ابھی بھی دبانے میں مصروف تھے۔

"میں سوچ رہا تھا گھر چینج کر لیں۔" وہ آنکھیں بند کیے بول رہا تھا۔

"کیوں؟" اس کا منہ کھل گیا۔

"ایک گھر دیکھا ہے میں نے کافی اچھا ہے۔"

"زایان یہ گھر بھی تو اچھا ہے۔" اسے علم تھا وہ بیچ میں ٹوک دے گی۔

"وہاں پول بھی ہے۔" اس نے آنکھیں کھول کر مشائم کو گھورا۔

"تو تم پیچھے والے گارڈن میں پول بنوا لو۔ لیکن یہاں سے شفٹ نہیں ہونا۔" ہاتھ پیشانی سے ہوتے اب بالوں تک جا پہنچے تھے۔

"وہ کیوں؟ میرا خیال ہے یہ گھر میرے امی ابو کا ہے۔" وہ سوچتا ہوا بولا۔

"ہاں لیکن یہاں بچپن کی بہت سی یادیں ہیں۔ تائی امی کے ساتھ، تمہارے ساتھ۔ اور تایا ابو کے ساتھ۔ میں جب آتی تھی مجھے روز گھمانے لے جاتے تھے وہ۔ میری پسند کی چیزیں لیتے تھے۔ میں نہیں جانا چاہتی یہاں سے۔" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔

"امی سے جڑی یادیں میری بھی ہیں۔" زایان نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تو پھر تم اسی کو سیٹ کروا لو۔ جیسا وہ گھر ہے۔ مگر ہم جائیں گے نہیں۔" وہ خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے سنو کر بھی رکھنی ہے۔" ہاتھ ابھی تک زایان کی گرفت میں تھا۔

"میری طرف سے تم سینیما کھول لو۔ مگر جو کرنا ہے اِدھر ہی کرو۔" اس نے دوسرے ہاتھ سے بال منتشر کر دئیے۔

"اچھا پھر سوچتے ہیں اس بارے میں۔ ویسے لانگ ڈرائیو کا کیا خیال ہے؟" وہ اس کا ہاتھ چھوڑتا اٹھ بیٹھا۔

"خیال تو بہت اچھا ہے۔ اگر ڈنر بھی باہر کریں تو۔" خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

"ٹھیک ہے پھر۔" اس نے ایک نظر مشائم پر ڈالی جو بلیک شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی۔

"تم اپنے بھی کپڑے نکالو۔ تب تک میں شاور لے کر آتا ہوں۔" وہ اس کی بازو تھپتھپاتا ہوا بولا۔

"اچھا۔" وہ کہتی ہوئی بیڈ سے اتر گئی۔

"اور میرا فون پلیز سائلنٹ پر کر دو۔ مہدی نے جان نہیں چھوڑنی میری۔" وہ جو واش روم جانے لگا تھا فون کو بجتے دیکھ کوفت سے بولا۔ مشائم فون سائلنٹ پر کر رہی تھی جب زایان نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"لگتا ہے آج جناب کا موڈ بہت اچھا ہے۔" وہ اپنی کلائی پر اس کا لمس محسوس کرتی ہوئی۔ گندمی رنگت دم بخود کھل اٹھی۔

~~~~~~~~~~

وہ گاڑی سے باہر نکل آئی۔ توقع کے مطابق نفیسہ زہرہ کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

"کافی دیر نہیں لگا دی تم نے؟" نفیسہ کی نگاہ اس سے ٹکرائی تو بول اٹھیں۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~

"بس باتیں کرتے ٹائم کا دھیان ہی نہیں رہا۔ وہ تو کھانے کے لیے اصرار کر رہی تھیں مگر میں نے انکار کر دیا۔ " وہ سنگل صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"کیا زیادہ چوٹ لگی ہے ؟ " زہرہ تشویش سے بولی۔

"جی زیادہ ہی ہے۔ " اس نے سر ہلایا۔

"کچھ دن بعد دوبارہ چلی جانا پھر تم۔ " نفیسہ ڈرائی فروٹ والی پلیٹ اس کے آگے کرتی ہوئی بولی۔

"نہیں دادو۔ دل نہیں کر رہا۔ " وہ کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

نفیسہ نے پلیٹ واپس میز پر رکھ دی۔

"آنٹی آپ نے کھانا کھا لیا؟ " وہ اپنا بیگ اٹھا رہی تھی۔

"ہاں بیٹا میں نے تو کھا لیا ہے۔ فصی باہر گیا ہے وہ آئے تو اسے دے دینا تم۔ " وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔

"جی ٹھیک ہے۔ میں چینج کر کے آتی ہوں۔ " وہ نفیسہ کو دیکھ کر کہتی آگے بڑھ گئی۔

~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~

"سونا نہیں ہے؟ لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ رہی ہو؟" وہ اسے صوفے پر بیٹھتے دیکھ تعجب سے بولا۔

"سو جاتی ہوں۔" وہ اسکرین کو دیکھتی سر ہلانے لگی۔

"اس وقت کون سا کام ہے؟" وہ تجسس سے کہتا اس کے پہلو میں آ بیٹھا۔ زایان کی بازو مشائم کی بازو کے ساتھ تھی۔

"آفس کا کام ہے۔ دو دن سے پینڈنگ پر ڈالا ہوا تھا میں نے۔ اس لئے سوچا آج ختم کر لوں۔" وہ ایک نظر اس پر ڈالتی پھر سے اسکرین کو دیکھنے لگی۔

"بہت محنتی ہے میری بیوی۔" زایان کے یوں کہنے پر بے اختیار وہ مسکرانے لگی۔

"کوئی شک ہے؟" وہ محظوظ ہوئی۔

"نہیں بلکل بھی نہیں۔ آج میں بھی دیکھتا ہوں تمہارا کام۔" وہ اس کے شانے پر سر رکھتا ہوا بولا۔ مشائم کے ہاتھوں کی رفتار مدھم ہو گئی۔

"ایسے کام ہوتا ہے؟" وہ چہرہ موڑ نہیں سکتی تھی, اگر موڑتی تو زایان کے چہرے سے ٹکرا جاتا۔

"میں تنگ کر رہا ہوں؟" وہ حیرت سے بولا۔

"نہیں۔ لیکن۔ "اس نے ہنستے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔ "بہانے مت بناؤ اب۔ چلو کرو میرے سامنے کام۔ "وہ بھی اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ مشائم سر ہلاتی کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگی۔

آدھا گھنٹہ وہ خاموشی سے اسکرین کو دیکھتا رہا۔

"بہت بورنگ ہے۔ اکاؤنٹس اور سارا حساب کتاب۔ "وہ جیب سے فون نکالتا ہوا بولا۔

"تو تم سو جاؤ۔ سزا دی ہے کسی نے؟ "وہ اس کے انداز پر کچھ حیران بھی تھی۔

"میرا دل نہیں کر رہا ابھی۔ "وہ کہہ کر اپنے فون پر انگلی چلانے لگا۔

"مجھے اچھا لگتا ہے جب تم میرے ہر چھوٹے چھوٹے کام کا خیال رکھتی ہو۔ "وہ دونوں اپنی اپنی اسکرین کو دیکھ رہے تھے۔ "جیسے کہ؟"

"جیسے کہ میرے موزے کہاں رکھے ہیں؟ میری فائلز سیٹ کر کے رکھتی ہو۔ خود بھی آفس جاتی ہو پھر بھی ہر چیز اپنی جگہ پر ملتی ہے۔ اور میرے لئے اچھی سے چائے بناتی ہو۔ "وہ سوچ سوچ کر بول رہا تھا۔

"مجھے اب چائے کی طلب ہو رہی ہے۔ "اس نے تھوڑا سا چہرہ موڑا۔ ناک زایان کے رخسار کو چھونے لگا۔

"چپ کر کے بیٹھی رہو۔ میں اب مووی دیکھ رہا ہوں۔ اسی پوزیشن میں بیٹھ کر کام ختم کرو اپنا۔" اسے شاید اچھا لگ رہا تھا مشائم کے شانے پر سر رکھنا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" اس کے پاس بولنے کو اور کچھ نہ تھا۔ آدھے گھنٹے بعد جب زایان کی جانب سے کوئی آواز نہ آئی تو اس نے گردن گھمائی۔ وہ سو چکا تھا۔ فون گود میں پڑا تھا، کانوں میں ہینڈ فری لگے تھے اور آنکھیں بند تھیں۔

"کوئی حال ہے تمہارا؟" وہ محتاط انداز میں اس کا سر اٹھاتی ہوئی بولی۔

"میرا کام ختم ہو گیا ہے۔ بیڈ پر جا کر لیٹ جاؤ۔" ایک ہاتھ پر زایان کا چہرہ بائیں رخسار تھا تو وہ دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ تھپتھپانے لگی۔

"کیا مسئلہ ہے؟" وہ اپنی نیند میں خلل ڈالنے پر خفا ہوا۔ "یہاں سونا ہے؟" وہ اپنا ہاتھ ہٹاتی لیپ ٹاپ بند کرنے لگی۔ زایان اب صوفے کی پشت پر سر رکھ چکا تھا۔

"نہیں تو۔" وہ ابھی بھی نیند کے خمار میں تھا۔

"اٹھو پھر۔" وہ اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کرنے لگی۔

"نیند خراب کر دی میری۔" وہ گھوری سے نوازتا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا۔

"عجیب ہو تم بھی۔ اپنی مرضی سے بیٹھے تھے میرے ساتھ اور اب مجھ سے غصہ ہو رہے ہو نیند خراب ہونے پر۔" وہ اسے آنکھیں سکیڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"صبح آنکھ نہیں کھلے گی میری۔" وہ گھڑی کو ایک بجاتے دیکھ لائٹ بند کرنے لگی۔

~~~~~~~~~~

وہ دروازہ ناک کر کے اندر آ گئی۔

"آپ کھانے کے لیے کیوں نہیں آتے؟" وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہی تھی۔ فصی کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔ ہاتھ میں سیگرٹ تھی۔

"بھوک نہیں تھی مجھے۔" وہ مدھم آواز میں بولا۔

"کل رات بھی آپ نے نہیں کھایا۔ آنٹی نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ کو کھانا دے دوں۔ مگر آپ شاید کافی لیٹ واپس آئے۔ میں انتظار کرتی کرتی سو گئی۔" وہ کہتی ہوئی کمرے کا جائزہ لینے لگی۔

"آپ زحمت مت دیں خود کو۔ جب بھوک لگے گی کھا لوں گا میں۔" فصی کمزور سی آواز میں بولا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" نجانے امل کو گمان ہوا کہ کچھ غلط ہے۔ "شاید۔" وہ ہنسا۔

"مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہے؟" وہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی جو پیلا پڑ چکا تھا۔

"آپ اپنا وقت ضائع کر رہی ہیں مجھ پر۔" وہ کہتا ہوا بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

"آنٹی کو علم ہے آپ کی سموکنگ کا؟" وہ استفسار کرتی سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔
~~~~~~~~~~

"جانتی ہیں۔ " اس نے کہہ کر سیگرٹ ایش ٹرے میں مسل دیا۔

"آپ کو اعتراض تو نہیں ؟ آپ کے گھر میں سموکنگ کر رہا ہوں میں ؟ "یکدم اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔

"نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کی ذاتی زندگی ہے۔ " وہ سٹپٹا گئی۔

"کالج سے آئی ہوں گیں آپ ؟ " وہ اب گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ "جی۔ سب نے کھانا کھا لیا تو میں نے سوچا آپ سے بھی پوچھ لوں۔ " وہ ایک نظر اس پر ڈالتی اور ایک دیوار پر۔

"آپ سب کا ایسے ہی خیال رکھتی ہیں یا یہ خاص رعایت میرے لئے ہے ؟ " وہ چہرے پر مسکراہٹ لئے اسے دیکھنے لگا۔ "مجھے عادت ہے۔ " وہ بھی جواباً مسکرائی۔

"بہت اچھی بات ہے۔ آپ نے ماسٹر کیا ہے ؟ " وہ فون اٹھا کر اسے گھمانے لگا۔

"جی کیوں ؟ " وہ اس غیر متوقع سوال کا وجہ سمجھ نہ سکی۔

"یہاں ماسٹر کی فیس کتنی ہے ؟ اندازہ ؟ " وہ پھر سے امل کو دیکھنے لگا۔

"ہر یونیورسٹی کی مختلف ہے۔ آپ کو ایڈمیشن لینا ہے ؟ " اس نے اندازہ لگایا۔

"میں فزکس میں ماسٹر کر رہا تھا۔ مگر ان حالات کی وجہ سے بیچ میں چھوٹ گیا۔ " چہرے پر دکھ کے سائے تھے۔

"تو آپ یہاں کسی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیں۔ " اس نے حل پیش کیا۔

"کسی کے گھر میں رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔" وہ سانس خارج کرتا ہوا بولا۔ امل کو اس لمحے وہ نارمل نہیں لگ رہا تھا۔

"ابھی یونیورسٹی کی بات اور اب کسی کے گھر میں رہنا؟" وہ تذبذب کا شکار ہو گئی۔

"چھوڑیں یہ سب۔ چائے بنا دیں گیں؟ اس دن بہت اچھی بنائی تھی آپ نے۔" اس نے اپنے خیالوں کو جھٹکا۔

"ٹھیک ہے میں بنا لاتی ہوں۔" وہ کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"نہیں میں آجاؤں گا لینے۔ آپ رہنے دینا۔" وہ تیزی سے بولا۔ "چلیں ٹھیک ہے۔ میں ملازمہ کے ہاتھ بھیج دوں گی۔" وہ مسکرا کر کہتی پلٹ گئی۔

فصی نے سیگرٹ کی ڈبی کو دیکھا اور گہری سانس اپنے اندر اتار لی۔

"نجانے کب ہم واپس اپنے گھر جائیں گے۔" وہ کوفت سے بولا۔

"یوں کسی کے در پر پڑے رہنا۔ نہ ہاتھ میں پیسہ ہے۔ زندگی ما نورک ہی گئی ہے۔" وہ غم و غصے کی کیفیت میں تھا۔ "سوائے انتظار کرنے کے اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟" وہ اپنی حالت پر خود ہی ہنسنے لگا۔

~~~~~~~~~~~~

"میں بہت تھک گئی ہوں آج۔ سر بھی شدید درد کر رہا ہے۔" وہ جمائی روکتی ہوئی بولی۔
~~~~~~~~~~~~

"رات کب سوئی تھی تم؟" وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"ایک بجے کے قریب۔" وہ گاڑی سے نکلتی ہوئی بولی۔

"تو کیا ضرورت تھی ایک ساتھ اتنا کام کرنے کی؟" وہ دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"مہدی مجھ سے لسٹ مانگ رہا تھا۔ کیا کرتی؟" وہ گردن دائیں بائیں ہلاتی قدم اٹھانے لگی۔

"اب آرام کرو پھر۔ کوئی کام نکال کر مت بیٹھ جانا۔" وہ دونوں چلتے ہوئے لاؤنج میں آ گئے۔

"مجھے یہ ملازمہ کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔" وہ آگے کو ہوتی سرگوشی کرنے لگی۔

"کچھ کہا ہے تمہیں؟" زایان کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"نہیں کہا تو کچھ نہیں۔ مگر کچھ زیادہ ہی فری ہوتی ہے۔ جب بھی دیکھتی ہوں سیلفی بنا رہی ہوتی ہے۔ مجھے کہتی میرے سٹیٹس دیکھا کریں آپ۔" وہ مدھم آواز میں بتاتی بیٹھ گئی۔

زایان بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اچھا تم دو چار دن نظر رکھو اس پر۔ اگر گڑبڑ لگے تو نکال دینا۔ میں اور رکھ دوں گا۔" وہ گلاس میں پانی ڈال رہا تھا۔ "چائے کون بنائے اب؟" مشائم سر صوفے کی پشت پر رکھتی رونے والے انداز میں بولی۔

"اس کی چائے تو بلکل اچھی نہیں ہے۔" وہ ملازمہ کی بات کر رہا تھا۔

"ہاں مجھے بھی بلکل پسند نہیں آئی۔" وہ تائید کرنے لگی۔

"اچھا چلو میں بناتا ہوں چائے آج تمہارے لئے۔" وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"کبھی بنائی ہے؟" مشائم سیدھی ہو گئی۔

"ایسی بھی کوئی مشکل بات نہیں اس میں۔" وہ ہنکار بھر کر کہتا کچن کی جانب چل دیا۔ اسے بناتے دیکھنے کے لیے وہ بھی اس کے پیچھے چل دی۔

"تم باہر بیٹھ جاؤ ابھی۔" مشائم کی نگاہیں ملازمہ پر تھیں۔ "ٹھیک ہے باجی۔" وہ فون پر انگلی چلاتی باہر نکل گئی۔

"دیکھا؟ ہر وقت فون ہاتھ میں ہوتا اس کے۔" وہ آگے آتی ہوئی بولی۔

"کہہ تو رہا ہوں اگر نہیں پسند تو کوئی اور رکھ لو۔" وہ کہتا ہوا گیس آن کرنے لگا۔

وہ اشتیاق سے دیکھتی کرسی پر بیٹھ گئی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ سرخ ہونٹ دانتوں تلے دبا رکھے تھے۔ زایان کف فولڈ کر رہا تھا۔ صاف بازو پر ابھری ہوئی نیلی نسیں دکھائی دینے لگیں۔

"تم مجھ پر نظر رکھنے آئی ہو؟" وہ اسے یوں خود کو دیکھتے پا کر بولا۔

"بور ہونے سے اچھا ہے میں تمہیں دیکھ لوں۔" اس کی زبان پھسلی۔ کہہ کر اس نے زبان دانتوں تلے دبالی۔ زایان مسکرانے لگا۔ وہ یہ معنی خیز مسکراہٹ بخوبی سمجھ رہی تھی۔

"ویسے یہ زیادہ بہتر آپشن ہے۔" وہ کیبن کھولتا ہوا بولا۔ مشائم نے جواب میں کچھ نہ کہا۔

"تم میرے لئے چائے بنا رہے ہو؟" وہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ ابھی بھی بے یقین تھی۔

"لو چیک کر کے بتاؤ تم سے زیادہ اچھی بنائی ہے؟" وہ اس کے پاس آتا تفاخر سے بولا۔

اس نے کپ آگے کیا تو مشائم نے ایک سپ لے لیا۔

"ناٹ بیڈ...." وہ متاثر ہوئی۔

"زایان حیدر نام ہے میرا۔" وہ کہتا ہوا اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مان گئے تمہیں۔" وہ اس کے ہاتھ سے کپ لیتی ہوئی بولی۔

"تم چاہے تو ابھی سو جاؤ۔ میں نے تھوڑی دیر تک جم کے لئے نکلنا ہے۔" وہ ہاتھ پر بندھی گھڑی کو دیکھتا ہوا بولا۔

اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"تھینک یو۔" وہ خالی کپ میز پر رکھتی کھڑی ہوگئی۔ "واقعی اچھی بنی تھی؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ "تمہیں کیا لگ رہا ہے میں جھوٹ بول رہی تھی؟" وہ جو جانے کے لیے مڑی تھی رک گئی۔

"میٹھا تیز ہے۔" وہ نگاہیں اس کے چہرے پر ٹکائے ہوئے تھا۔ "میں تیز میٹھا بھی پسند کرتی ہوں اور نارمل بھی۔" اس نے کہہ کر زایان کے بال بکھیر دئیے۔

"اچھا پھر ٹھیک ہے۔" کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیا۔

"میں میڈیسن کا نام دیکھ کر میسج کروں گی تمہیں۔ یاد سے لے آنا۔" وہ چلتی ہوئی بولنے لگی۔

"لے آؤں گا۔" وہ کہتا ہوا سپ لینے لگا۔ چائے ختم کر کے بھی زایان وہیں بیٹھا تھا۔ وہ فون کو دیکھ رہا تھا جب مشائم ہاتھ میں فریم اٹھائے نمودار ہوئی۔ آہٹ پر زایان نے چہرہ اٹھایا۔

"تم نے یہ والی تصویر کیوں نہیں لگائی؟"

وہ فریم اس کی جانب گھماتی ہوئی بولی۔ وہ جو پر سکون سا بیٹھا تھا اس حرکت پر آگ بگولہ ہو گیا۔

"کس سے پوچھ کر تم یہ تصویر لائی ہو؟" وہ غصے سے کہتا کھڑا ہو گیا۔ وہ اس کی بلند آواز پر گھبرا کر دو قدم پیچھے ہو گئی۔

"تمہیں کس نے کہا تھا یہ تصویر نکالنے کو؟" وہ فریم ٹیبل پر زور سے رکھتا ہوا بولا۔ تصویر الٹی ہو گئی۔

"میں سٹور میں تھی تو مجھے یہ نیچے گری نظر آئی۔" وہ خفیف سی ہو گئی۔

"اپنی مرضی چلانے کا حق نہیں ہے تمہیں۔ اور آئندہ اپنے ہاتھ اور آنکھیں کنٹرول میں رکھنا۔" وہ انگلی اٹھا کر وارن کرنے لگا۔

"لیکن اس میں اتنا غصے ہونے والی کیا بات...." وہ بول رہی تھی کہ زایان باہر نکل گیا۔

"ایسا کیا کر دیا میں نے؟"

وہ تصویر وہیں چھوڑ کر چلنے لگی۔ زایان کی گاڑی گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔

"تم بہت عجیب ہو۔ اس تصویر میں اتنا غصہ ہونے والی کیا بات تھی؟ فیملی فوٹو تھی۔ اور وہ بھی تمہاری فیملی کی۔" گیٹ بند ہو رہا تھا۔

"جتنا سمجھنے کی کوشش کرتی ہوں تمہیں اتنا الجھ جاتی ہوں۔" وہ جھرجھری لیتی زینے چڑھنے لگی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

"یہ تم کیوں کر رہی ہو؟" وہ اسے اپنی شرٹ استری کرتے دیکھ حیرت سے بولا۔

"تم ممانی کو ہاسپٹل لے جا رہے ہو نہ؟"

وہ گردن گھما کر اسے دیکھتی پوچھنے لگی۔

"ہاں کیوں؟" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ملازمہ کو بخار تھا اس لئے آج آئی نہیں۔ ممانی تمہاری شرٹ پریس کر رہی تھیں تو میں نے منع کر دیا۔" وہ واپس سے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔

"اچھا۔ لیکن مجھے اچھا نہیں لگ رہا ایسے میرے کام کرنا۔" وہ دیوار کے ساتھ جا کھڑا ہوا تاکہ اس کے مقابل آ سکے۔ "میں تمہاری کچھ نہیں لگتی؟ بس ٹھیک ہے۔" وہ خفا خفا سی کہتی استری بند کرنے لگی۔

"نہیں ایسی بات تو نہیں ہے۔ میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ...."

"میں صبح گئی تھی انٹرویو دینے۔ لیکن میرا نہیں خیال کہ زیادہ اچھا رہا۔" اس نے سہولت سے موضوع تبدیل کر دیا۔

"اچھا کیوں نہیں رہا؟" وہ اس سے شرٹ لیتا ہوا بولا۔

"بس نہیں ہوا اچھا۔" وہ شانے اچکاتی ہوئی بولی۔

"چلو کہیں اور کوشش کر کے دیکھ لینا۔ دنیا میں صرف وہی ایک کمپنی تو نہیں تھی جو تم ایسا منہ بنا رہی ہو۔" وہ ہنسا تو عشال بھی ہنسنے لگی۔

"اِدھر آؤ تمہیں ایک چیز دکھاتی ہوں۔" وہ اشتیاق سے کہتی اپنے کمرے کی سمت چل دی۔ وہ بھی شرٹ ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے چل دیا۔

"یہ دیکھو.... میری پینٹنگ۔" وہ ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھی۔ مختلف رنگ بکھیر کر ویران سی جگہ بنا رکھی تھی۔

"واہ۔ تمہیں پینٹنگ آتی ہے؟" وہ متاثر ہوا۔

"ہاں مجھے شوق ہے۔ یہاں تو جب سے آئی کی ہی نہیں۔ وہاں تو میں باقاعدگی سے کرتی تھی۔" وہ اپنی پینٹنگ کو دیکھتی تاسف سے بولی۔

"اور اب کیسے خیال آ گیا؟" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔ "کچھ دن پہلے میں مارکیٹ گئی تھی وہاں میری نظر پڑی تو میں لے آئی سارا سامان۔" وہ مسکراتی ہوئی احتیاط سے اسے رکھنے لگی۔

"یہ تو بہت اچھا کیا تم نے۔ میں اب چلتا ہوں ورنہ دیر ہو جائے گی۔" وہ اُلٹے قدم اٹھاتا ہوا بولا۔

"میں بھی ساتھ جاؤں گی۔" وہ تیزی سے پلٹی۔

"کیوں؟ تم نے کیا کرنا ہے وہاں؟" وہ دروازے میں ہی رک گیا۔

"واپسی پر جانا ہے کہیں۔ برش بھی لینے ہیں مجھے اور کچھ کلر بھی۔ اب تم مجھے بھول مت جانا گھر ہی۔" وہ گھورنے لگی۔

"اممم....اچھا۔ لیکن زیادہ دیر مت کرنا مجھے جم بھی جانا ہے۔" وہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"جم سے تو تمہاری چھٹی کرواؤں گی میں۔" وہ مزے سے کہتی الماری کھولنے لگی۔

"عشال؟" نازیہ پکارتی ہوئی اندر آئی۔

"جی ماما؟" اس نے الماری سے منہ باہر نکالا۔

"تمہارے بابا کا فون ہے۔ واپس آنے کا پوچھ رہے ہیں۔" وہ فون ہاتھ میں لئے کھڑا تھیں۔

"بند کریں فون۔" وہ جتنا آہستہ بول سکتی تھی بولی۔ نازیہ عجیب نظروں سے دیکھتی فون بند کرنے لگی۔

"یار ماما یہاں کیا کوئی مسئلہ ہے؟" وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی۔

"تمہاری شادی کے لیے آئے تھے تم۔ وہ تو اب منگنی ٹوٹ گئی۔" وہ منہ بنا کر کہتی صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"تو اس کا کیا مطلب ہے؟ دوبارہ نہیں ہو سکتی؟" وہ آنکھوں میں سوال لیئے کنارے پر ٹک گئی۔

"ایسا کب کہا میں نے؟" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"تو کیا اب آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا ہے؟ یہاں نہیں کرنی میری شادی؟" وہ دونوں بازو سینے پر باندھے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"فلحال تو نہیں۔ اور تم تیار ہوا بھی؟ کسی نئے رشتے کے لیئے؟" انہوں نے الٹا سوال داغا۔

"فلحال تو نہیں۔ مگر میں ٹھیک ہوں اب۔ اور مجھے واپس نہیں جانا ابھی۔" وہ کہتی ہوئی کھڑی ہوئی اور پھر سے الماری میں ہاتھ مارنے لگی۔

"ایک تو تم ضدی اتنی ہو۔ میرا دل اچاٹ ہو گیا ہے۔" وہ اس کی پشت کو دیکھ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ کی وہ جو بچپن کی دوست ہیں۔ ان سے ملیں۔ گپ شپ کریں، گھومیں پھریں۔ سب سیٹ ہو جائے گا۔" نازیہ کے برعکس وہ مطمئن تھی۔

"تمہیں کچھ بھی کہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" وہ ناامید ہو کر چل دیں۔

"جی کوئی فائدہ نہیں۔" وہ اس بات سے انجان کہ نازیہ جا چکی ہے۔

~~~~~~~~~~

وہ زایان کی شکل دو دن بعد دیکھ رہی تھی۔
~~~~~~~~~~

"کہاں تھے تم؟ نہ کسی کال کا جواب نہ میسج کا جواب؟ آفس بھی نہیں آرہے تھے تم؟" وہ اسے دیکھتی کھڑی ہوگئی۔

"میں تمہیں جوابدہ نہیں ہوں۔" وہ اکھڑ کر بولا۔

"تمہیں اندازہ ہے میں کتنی پریشان تھی؟ اسد اور صائم سے بھی میں نے پوچھا مگر ہیں تو تمہارے دوست وہ۔ کیسے بتاتے مجھے کہ تم کہاں ہو۔" وہ آگے بڑھتی مزید غصے سے بولی۔

"میں نے تمہیں کہا ہے میرے لئے پریشان ہو؟" وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

"وہ تصویر والی بات پر تم ابھی تک ناراض ہو؟ ایسا کون سا جرم کردیا میں نے اسے نکال کر؟" وہ اس کے مقابل آکھڑی ہوئی۔

"مجھے کسی بات کا جواب نہیں دینا۔" وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگا۔

"کیوں نہیں دینا جواب؟ یہ رویہ تمہارا ٹھیک ہے؟ آخر مجھے علم تو ہو نہ میری غلطی کا؟" وہ اس کی راہ میں حائل ہوگئی۔

"مشائم یہ مت کرو میرے ساتھ۔" وہ ضبط کرتا وارن کرنے لگا۔

"تائی امی کی تو تصویر سٹڈی میں لگی ہے۔ تایا ابو سے کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ تمہارے علاوہ اس تصویر میں وہی تھے۔" وہ ہٹنے پر آمادہ نہیں تھی۔ زایان کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔

"اپنا منہ بند کرلو۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر بائیں جانب دیکھنے لگا۔

"اگر تم نہیں بتاؤ گے تو میں وہ تصویر یہاں دیوار پر لگا دوں گی۔" وہ ہاتھ سے دیوار کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

"میں منہ بھی توڑ دوں گا تمہارا۔" وہ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ دو قدم آگے بڑھا تھا مگر پھر رک گیا۔ مشائم لبوں پر زبان پھیرتی اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں؟ اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے تمہیں؟ میری سمجھ میں نہیں آ رہا وہ اتنے اچھے تھے پھر تمہارا یہ رویہ؟" وہ جھنجلا کر بولی۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔" وہ کہہ کر واپس مڑ گیا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" وہ اس کے پیچھے لپکی۔ زایان نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ گاڑی گیٹ کے باہر تھی اس سے قبل کہ وہ اس تک پہنچتی وہ گیٹ سے باہر نکل گیا۔

"زایان میری بات تو سنو۔" وہ کہتی ہوئی باہر نکلی مگر وہ گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔ وہ منہ پر انگلیاں رکھے اسے جاتا دیکھنے لگی۔ چوکیدار خاموش کھڑا تھا۔

"آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" وہ بڑبڑاتی ہوئی اندر آ گئی۔ "اتنی نفرت؟ ہاں نفرت ہی ہوئی یہ۔ جو تم انہیں دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہے۔" وہ جتنا سوچتی اتنا الجھ جاتی۔

"وہ تھوڑے غصے والے تھے۔ اتنا تو یاد ہے مجھے۔ مگر ایسی کوئی بات نہیں میرے ذہن میں کہ جس پر زایان یوں ری ایکٹ کرے۔" وہ لاؤنج میں ہی بیٹھ گئی۔

"اس دن صرف تصویر دکھائی تھی تو دو دن بعد گھر آئے۔ اب پتہ نہیں کب لوٹو گے۔" وہ گہری سانس لیتی سر صوفے کی پشت پر ٹکانے لگی۔

~~~~~~~~~

"چائے؟" وہ اسے بالکونی میں کھڑے دیکھ اُدھر ہی آ گئی۔ "آپ نے زحمت کی۔" وہ نادم سا ہو گیا۔

"میں اپنے لیے بنا رہی تھی تو سوچا آپ کے لئے بھی بنا دوں۔ ویسے آج سردی کافی زیادہ ہے۔" منہ سے دھواں نکل رہا تھا امل کے۔

"جی سردی تو ہے۔ لیکن انسان مر تو نہیں جائے گا اتنی سردی سے۔" اس نے سپ لیتے ہوئے سر ہلایا۔

"اس لئے آپ نے کوئی جیکٹ وغیرہ نہیں پہنی؟" وہ اسے خالی ٹی شرٹ پہنے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ جیسے پتھروں کو کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ بھلے انہیں اٹھا کر پھینک دو کہیں۔" وہ دور فضا میں دیکھ رہا تھا۔
~~~~~~~~~

"مگر آپ تو انسان ہیں۔" امل کو لگا وہ خود کو پتھر سے ملا رہا ہے۔

"یہ سردی کیا بگاڑ لے گی میرا؟ جو سرد لہجے دماغ میں نقش ہو جائیں ان کا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی۔" اس نے ایک نظر امل کو دیکھا اور پھر سے سیاہ دور تک پھیلے آسمان کو دیکھنے لگا۔

"بیمار تو ہو سکتے ہیں۔" وہ جیسے اسے سمجھنے کی سعی کر رہی تھی۔

"یہ ستارے ڈرتے ہیں سفر کرنے سے؟ جبکہ بہت بار انہیں ٹوٹنا بھی پڑتا ہے۔" وہ آسمان پر ٹمٹماتے ستاروں کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔

"وہ تو ستاروں کا کام ہے کیا کہہ سکتے؟" وہ بھی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ جو دنیا ہے نہ بہت ظالم ہے۔ یہ بیچارے ستارے خواہ مخواہ ہی ٹوٹ جاتے ہیں۔" وہ آہ بھرتا ہوا بولا۔

"آپ پر کون سا ظلم کیا ہے دنیا نے؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"دنیا کے ہاتھ میں کہاں کچھ ہے؟ جب دل کنٹرول لئے بیٹھا ہو تو...." وہ ہنسا۔ اس کی لاجک کم از کم امل کی سمجھ سے باہر تھی۔

"میں چلتی ہوں اب۔" وہ اس کے منہ پر اسے عجیب نہیں کہنا چاہتی تھی۔

"تم پھر آ گئی ہو؟" وہ سامنے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ چہرہ ہونق زدہ سا تھا۔ "ایک بار منع کیا ہے سمجھ نہیں آتا تمہیں۔" وہ مسلسل امل کو نظر انداز کر رہا تھا۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔

امل نے ایک نظر اسے دیکھا۔ بظاہر دیکھنے میں تو فصی نارمل معلوم ہوتا تھا مگر اس کی باتیں۔ اس نے جھرجھری لی اور کپ لئے آگے بڑھ گئی۔

"کیا فصی کو مسئلہ ہے کوئی؟" وہ کچن میں آ رکی تھی۔ "اگر نہیں۔ تو پھر وہ ایسی عجیب عجیب باتیں کیوں کرتا ہے؟" وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

~~~~~~~~~~

وہ بے چینی کے عالم میں یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی۔

"السلام علیکم بھابھی۔" اسد نمودار ہوا۔

"وعلیکم السلام۔" وہ رک گئی۔

"کوئی کام تھا؟ آپ نے مجھے بلایا؟" وہ تشویش سے بولا۔ "زایان پھر سے چلا گیا ہے۔ اور کافی غصے میں تھا۔ آپ کو تو اندازہ ہو گا کہ وہ کہاں گیا ہے۔" وہ متفکر سی بولی۔ "سچ پوچھیں تو دو دن سے میرا بھی رابطہ نہیں ہوا اس سے۔ جم بھی نہیں آ رہا وہ۔" وہ کہتا ہوا فون نکالنے لگا۔

"دو دن پہلے گھر آیا تھا زایان۔ مگر پھر غصے میں چلا گیا۔"
~~~~~~~~~~

"میں فون کر کے دیکھتا ہوں۔" وہ فون کان سے لگاتا ہوا بولا۔

بیل جا رہی تھی مگر دوسری جانب سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

"دوبارہ کر کے دیکھیں۔" مشائم کے کہنے پر اس نے پھر سے فون کان سے لگا لیا۔

تیسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا۔

"کہاں مصروف ہے بھئی؟ کوئی لفٹ ہی نہیں؟" وہ معمول کے مطابق بول رہا تھا۔

"کام میں پھنسا ہوا ہوں۔" زایان کی بھاری آواز اسپیکر پر ابھری۔

"مجھے کچھ کام تھا۔ شام میں آجاؤں تیری طرف؟"

اس نے کہتے ہوئے فون اسپیکر پر لگا دیا۔

"نہیں گھر نہیں۔" وہ تیزی سے بولا۔

"پھر کہاں؟" اسد کی پیشانی پر بھی بل پڑ گئے۔

"میں تھوڑی دیر تک بتاتا ہوں تمہیں۔" وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔

"اچھا میں انتظار کر رہا ہوں۔ بھول مت جانا۔" وہ مشائم کو دیکھتا ہوا بولا جو سر اثبات میں ہلا رہی تھی۔

"ہاں ہاں۔ میں بتا دوں گا۔" کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ "آپ مجھے بتا دیں گے؟ جب وہ آپ کو جگہ کا بتائے گا؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جی اگر کوئی مسئلہ چل رہا ہے تو میں ضرور چاہوں گا کہ آپ جلد از جلد اسے حل کر لیں۔ اور جتنا مجھ سے ہو سکا میں کروں گا۔" وہ فون جیب میں ڈالتا مسکرایا۔

"بہت شکریہ آپ کا۔" وہ مبہم سا مسکرائی۔

"میں اب چلتا ہوں۔ جیسے ہی زایان بتائے گا میں آپ کو فون کر دوں گا۔" وہ الٹے قدم اٹھا رہا تھا۔

"جی ٹھیک ہے۔" مشائم کا جواب سن کر وہ دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

"مجھے کوئی اور طریقہ سوچنا ہو گا۔ ایسے تو تم بھاگتے رہو گے مجھ سے۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے اکیلے چھوڑ کر خود پتہ نہیں کہاں چھپے بیٹھے ہو؟ ذرا خیال نہیں تمہیں۔" وہ زایان سے مخاطب تھی۔

"اور یہ ملازمہ! شک ہی گزرتا ہے مجھے تو اس پر۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔

~~~~~~~~~~

زہرہ بنا دستک دئیے کمرے میں داخل ہوئیں۔ فصی بیڈ پر تھا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ انہوں نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا اور کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ کسی خزاں رسیدہ درخت کی مانند معلوم ہو رہا تھا، بے رونق، بے رنگ، زندگی سے خالی۔

"تم کمرے میں اکیلے کیوں بیٹھے رہتے ہو؟" وہ آنکھوں میں حیرت لئے آگے بڑھیں۔
~~~~~~~~~~

"مجھے اچھا لگتا ہے۔ بلکہ ایسا کہنا چاہئیے کہ مجھے سکون ملتا ہے۔" وہ آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔

"کمرے سے کیوں نہیں نکلتے؟ شاکر بھائی نے کتنی بار تمہارا پوچھا ہے میں ہر بار بہانہ بنا دیتی ہوں۔ وہ کیا تمہارے کمرے میں آیا کریں تم سے ملنے؟ مت بھولو انہیں کے گھر میں پناہ لیے ہوئے ہو۔" وہ تیکھے تیور لئے آگے بڑھیں۔

"یاد ہے مجھے کہ ان کے در پر پڑا ہوں۔ ہر لمحہ یہ بات مجھے یاد رہتی ہے آپ کو یوں یاد دہانی کروانی کی بلکل ضرورت نہیں۔" وہ کوفت سے کہتا اٹھ بیٹھا۔

"یہ کیا ہوگیا ہے تمہیں فصی؟" وہ غم و غصے کی کیفیت میں تھیں۔

"تم ایسے تو نہیں تھے۔" انہیں اس کا رویہ دن بہ دن حیران کر رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا مجھے۔ اور پلیز یہ تفتیش بند کر دیں اب اور مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔" وہ تنگ آچکا تھا۔

"اکیلا چھوڑ دوں؟ وجہ؟" وہ اس کی بازو پکڑ کر اپنی جانب موڑتی ہوئی بولیں۔

"کیونکہ میرا دل ہے اکیلے رہنے کو۔" وہ تحمل سے بولا۔

"ہاں تاکہ دن رات اسے اندر پھونکتے رہو۔ کھانا کھاتے نہیں ہو اور اسے منہ سے لگائے رکھتے۔" وہ بھرے ہوئے ایش ٹرے کو دیکھ رہی تھیں۔

"میں آج تو شروع نہیں کی سموکنگ... تو پھر؟" وہ دونوں آبرو اچکانے لگا۔

"لیکن پہلے اتنی تو نہیں کرتے تھے۔" وہ فکرمند تھیں۔

"آپ کو کوئی کام تھا؟" وہ انہیں باہر بھیجنا چاہتا تھا۔ "نہیں۔ تم نے ناشتہ پورا نہیں کیا اس لئے پوچھنے آ گئی۔" وہ خفا خفا سی بولیں۔

"جتنی مجھے بھوک تھی اتنا میں نے کھا لیا۔" وہ مسکرایا۔ زہرہ اس کی جانب سے مایوس ہو گئی۔ وہ بنا کچھ کہے خاموشی کے ساتھ کمرے سے چلی گئیں۔

"یہ تو جان ہے میری۔" وہ سیگرٹ کی ڈبی اٹھاتا خوشی سے بولا۔

"پتہ نہیں زندگی اس کے بغیر کیا ہوگی؟۔" وہ بولتا ہوا کھڑا ہو گیا اور واپس بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔

~~~~~~~~~~~

وہ زایان کے بتائے ہوئے ریسٹورنٹ کے باہر کھڑی تھی۔ "مجھے بہت سوچ سمجھ کر بات کرنی ہوگی زایان سے۔" وہ کہتی ہوئی چلنے لگی۔ وہ جو ٹانگ پے ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا مشائم کو دیکھتا چونک اٹھا۔ پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس کے قبل کے وہ اس تک پہنچتی وہ کھڑا ہو گیا۔ وہ مشائم کی مخالف سمت میں قدم اٹھانے لگا۔ وہ تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔

"زایان مجھے بات کرنی ہے تم سے۔"
~~~~~~~~~~~

"لیکن مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔" بے رخی سے جواب آیا۔ وہ پبلک پلیس کا خیال کر رہا تھا۔

"پلیز۔" مشائم نے کہتے ہوئے اس کی بازو پکڑلی۔ اس نے نظر جھکا کر اس کے ہاتھ کو دیکھا۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی فلحال۔" وہ سخت لہجے میں کہتا اس کا ہاتھ ہٹانے لگا۔

"اچھا اس کا فیصلہ ہم گاڑی میں جا کر کرتے ہیں کیونکہ میں نے ڈرائیور کو واپس بھیج دیا ہے۔" وہ پھر سے اس کی بازو پکڑتی چلنے لگی۔ ناچارا سے چلنا پڑا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارا؟" وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا اس کی جانب گھوما۔

"آئم سوری۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"اچھا۔ آگے؟" اس نے جیسے سنا ہی نہیں تھا۔

"میں نے کہا آئم سوری۔" وہ زور دے کر بولی۔

"سن لیا ہے میں نے۔" وہ تیوری چڑھا کر بولا۔

"آگے بولو جو بولنا ہے۔" وہ اسے گھور رہا تھا۔

"گھر واپس آجاؤ۔مجھے اکیلے عجیب سا لگتا ہے۔" اس نے کہتے ہوئے اس کے شانے پر سر رکھ لیا۔

"تمہیں ڈر لگتا ہے تو میں کیا کروں؟" اس نے کہتے ہوئے مشائم کا سر پیچھے کر دیا۔

"ایسا کیا کہہ دیا ہے میں نے جو تم ایسے کر رہے ہو؟" وہ ہرٹ ہوئی تھی۔ اسے کم از کم مشائم کا سر نہیں ہٹانا چاہئیے تھا۔

"مجھے بات ہی نہیں کرنی اس بارے میں۔ تم کیوں بار بار اسی ٹاپک کو لا رہی ہو؟" وہ اکتا کر بولا۔

"میں اس ٹاپک کو نہیں لا رہی۔ میں تو بس تمہیں منا رہی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی نرمی سے بولی۔

"تو مت مناؤ مجھے۔ میں نے کہا ہے کہ میرے پیچھے آؤ؟" وہ چڑ کر بولا۔

"تم اتنے....." وہ بات ادھوری چھوڑ کر دانت پیسنے لگی۔ "کہہ لو جو دل میں آتا ہے۔" اسے کسی بات سے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

"تم واپس گھر نہیں آ رہے؟" وہ ہارے ہوئے انداز میں بولی۔ "نہیں۔" وہ کہہ کر سامنے سڑک کو دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ کہہ کر گاڑی سے نکل گئی۔ زایان اسے جاتا دیکھ رہا تھا مگر روکا نہیں۔ اسے معلوم تھا وہ اب اکیلی گھر جائے گی۔ اس نے گاڑی سٹارٹ کی، وہ مشائم کو کراس کرتا آگے نکل گیا۔ زایان کی گاڑی کو اپنے ساتھ سے گزرتے دیکھ مشائم کو دکھ ہوا۔

"تم اتنے بے حس کیسے ہو سکتے ہو؟" وہ آنکھوں میں نمی لئے بولی۔

"تم اس حد تک سنگدل ہو گے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا۔" وہ کہتی ہوئی ڈرائیور کا نمبر ملانے لگا۔

"جی انکل مجھے ابھی لینے آجائیں۔ جی اسی ریسٹورنٹ جہاں چھوڑا تھا۔" وہ فون بند کر کے سامنے دیکھنے لگی۔ "مجھے تکلیف ہو گی تمہیں اس بات سے بھی فرق نہیں پڑتا۔" وہ طنزیہ مسکرائی۔

"تمہیں تو شاید کسی بھی بات سے فرق نہیں پڑتا زایان۔" وہ کہتی ہوئی سڑک کی سائیڈ پر جا کھڑی ہوئی۔ اب اسے ڈرائیور کا انتظار کرنا تھا۔

~~~~~~~~~~

وہ بیڈ کے کنارے بیٹھی گلاس میں پانی ڈال رہی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"یہ تم میڈیسن کیوں لے رہی ہو؟" صائم کمرے کے وسط میں کھڑا تھا۔ عشال کا ہاتھ لڑکھڑا گیا اور دوائی کا پیک نیچے جا گرا۔

"کیا مطلب کیوں لے رہی ہو؟" اس نے جھک کر جلدی سے دوائی کا پیک اٹھا لیا۔

"تمہاری طبیعت خراب ہے؟" وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہا۔ ہاں میرے سر میں درد ہو رہا تھا۔" وہ مسکرائی۔
~~~~~~~~~~

"اچھا۔ وہ میں یہ بتانے آیا تھا کہ مجھے صبح اسلام آباد جانا ہے۔ میٹنگ ہے میری۔"

"ہاں میں ممانی کو بتا دوں گی۔" وہ تیزی سے بولی۔

"بتا دینا اور دوائی اگر ختم ہو تو ڈرائیور سے منگوا دینا۔"

"ٹھیک ہے۔ جاؤ اب۔" وہ اس کے جانے کی منتظر تھی۔ "اچھا۔" وہ عجیب نظروں سے دیکھتا باہر نکل گیا۔

"شکر ہے۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ اس نے گولی نکالی اور جلدی سے منہ میں ڈال لی۔

~~~~~~~~~~~~

"کیا دوبارہ ایکسیڈنٹ ہوا ہے؟" وہ فون کان سے لگاتا سیدھا ہو گیا۔

"ہاں یار۔ تمہاری مدد چاہئیے۔" اسد کی پریشانی سے بھری آواز اسپیکر پر ابھری۔

"کہاں ہوا ہے؟ مجھے لوکیشن بھیجو۔ میں خود آتا ہوں۔" وہ بائیں ہاتھ سے پیشانی مسل رہا تھا۔

"میں بھیجتا ہوں تمہیں۔" کہہ کر اسد نے فون بند کر دیا۔

"یار تم کیسے ڈرائیو کرتے ہو؟" وہ حیران تھا۔
~~~~~~~~~~~~

"اندھیرے میں نظر نہیں آیا مجھے۔" اس نے کہہ کر لب بھینچ لیے۔

"گاڑی کی ہیڈلائٹس کے بعد بھی نظر نہیں آیا تمہیں؟ زایان تم سمجھدار انسان ہو۔ کبیر کے لئے روز روز ایسے ایکسیڈنٹ کور کرنا اتنا بھی آسان نہیں ہے۔" وہ فکر مند تھا۔

"مجھے نظر نہیں آیا۔ اچانک گاڑی کے سامنے آگیا۔ سپیڈ زیادہ تھی میری۔" وہ کہہ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اسد کی پیشانی پر تین لکریں ابھریں۔

"ہمیشہ ایسا ہی کیوں ہوتا ہے؟ اور مجھے تو ڈر لگ رہا ہے آس پاس کے گھروں سے کوئی ہمیں دیکھ نہ لے۔" یہ علاقہ کچھ آبادی والا تھا۔ جبکہ اسد کے بر عکس زایان مطمئن تھا۔

"بس ہوگیا۔" اس نے شانے اچکائے۔

پندرہ منٹ بعد کبیر وہاں موجود تھا۔

"زایان کیسے ہوا یہ ایکسیڈنٹ؟ اور ابھی تین مہینے پہلے تم سے ایکسیڈنٹ ہوا تھا؟ مجھے بتاؤ میں کیسے اتنی جلدی اب اسے کور کروں؟ میرے تھانے کے اندر اس طرح کے واقعات ہوں گے تو مجھے جواب دینا پڑے گا۔" وہ خاصا پریشان معلوم ہو رہا تھا۔

"آگے سے دھیان رکھوں گا۔ ابھی کے لئے تو کچھ کرو۔" اس نے سڑک پر گرے شخص کی جانب اشارہ کیا۔

"پچھلی بار بھی پولیس لے کر گئی تھی ہاسپٹل۔ یہ کہہ کر کے ہمیں سڑک پر ملا یہ شخص زخمی حالت میں۔ اور اب پھر پولیس لے کر جائے؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

کبیر کی گاڑی کی ہیڈلائٹس کے باعث دونوں کے چہرے باآسانی نظر آرہے تھے۔

"کسی اور طریقے سے کرلو۔ مگر کوئی حل نکالو۔" اب کہ وہ ذرا فکرمند ہوا۔

"میں نے کال کی ہے ایمبولینس کو۔ آتی ہوگی۔ تم گھر جاؤ اگر ضرورت پڑی تو تھانے آ جانا۔" وہ فون پر انگلی چلا رہا تھا۔

"تھانے کیوں؟" زایان کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"یہ بندہ ہوش میں آئے گا تو معلوم ہوگا آگے کیا کرنا ہے؟ اگر اس نے تمہیں دیکھا ہوا؟ یا کسی قسم کی کوئی کاروائی کرنی چاہی تو مجھے تمہیں بلانا پڑے گا۔ مگر میں پھر بھی تمہیں کور کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔" اس نے زایان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ اس نے بس سر ہلایا۔

"اب تم سیدھا گھر ہی جانا پلیز۔" اسد اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوا بولا۔

"اچھا یار۔" وہ بیزاری سے کہتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ زایان کے نکلتے ہی اسد نے فون کان سے لگا لیا۔

"ایکسیڈنٹ؟ زایان ٹھیک ہے؟" وہ بولتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ "زایان تو بلکل ٹھیک ہے۔ مگر کبیر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔" وہ کبیر کو دیکھ رہا تھا۔

"زیادہ برا تو نہیں ہوا؟ اور جن سے ٹکر لگی ہے وہ کیسے ہیں؟" مشائم تشویش سے بولی۔

"زایان گھر آتا ہو گا وہ ساری صورتحال سے آگاہ کر دے گا آپ کو۔ فلحال کبیر سے بات کر لیں آپ۔" اس نے کہہ کر فون کبیر کو پکڑا دیا۔

"جی بولیں؟" وہ بے چینی سے کہتی ٹہلنے لگی۔

"اگر آپ کو مناسب لگے تو کہیں بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے؟ جب آپ کے لئے آسان ہو۔ دراصل مجھے زایان کے سامنے بات نہیں کرنی۔ اس کی غیر موجودگی میں گھر آنا مناسب نہیں۔ تو اگر آپ میرے گھر آ جائیں؟" وہ کہہ کر اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

"سب ٹھیک ہے نہ؟ مجھے ڈرا رہے ہیں آپ۔" وہ دہشت زدہ سی بولی۔

"جی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مگر مجھے بیٹھ کر تسلی سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کے گھر آ جاؤں گی۔ لیکن کس دن؟ ابھی فلحال فائنل نہیں کر سکتی۔ مجھے زایان کو بھی دیکھنا ہے۔" کبیر اس کے لہجے میں چھپی فکر بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

"جب آپ کو وقت ملے۔ لیکن کوشش کیجیے گا کہ لازمی آئیں۔ کیونکہ بات اہم ہے۔" وہ ایمبولینس کو دیکھتا ہوا بولا۔

"جی ٹھیک ہے۔" مشائم نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

"یاد ہے نہ تمہیں ہاسپٹل جا کر کیا کہنا ہے؟" وہ فون اسے دیتا ہوا بولا۔

"یہی کہ میں یہاں سے گزر رہا تھا تو یہ شخص سڑک پر زخمی حالت میں پڑا تھا۔" جو بات کبیر نے اسے کچھ دیر قبل بتائی تھی وہ دہرانے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ پولیس کی کاروائی میں دیکھوں گا۔ تمہیں گھسیٹیں گے نہیں۔" وہ اسے تسلی دینے لگا۔

"جب تک تم ساتھ ہو مجھے فکر نہیں۔ پھر دوست کے لئے اتنا سا تو کر ہی سکتا ہوں۔" وہ مسکرا کر کہتا آگے بڑھنے لگا۔

~~~~~~~~~~~~

امل فون پر بات کرتی کرتی لان میں نکل آئی۔ فصی رف سے حلیے میں اکیلا بیٹھا تھا۔

"ٹھیک ہے میم۔ میں صبح آپ کو میل کر دوں گی۔" اس نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟" وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"کچھ خاص نہیں۔" وہ فون سے نظریں ہٹاتا ہوا بولا۔
~~~~~~~~~~~~

"آپ کی پہلے کیا مصروفیات تھیں؟" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

" پہلے کب؟ اسلام آباد میں؟" وہ سوچ سوچ کر بول رہا تھا۔ "جی۔ وہاں پر۔" اس نے سر ہلایا۔

"وہاں پر...." وہ کہتا ہوا سوچنے لگا۔ امل اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"کچھ خاص نہیں تھی شاید۔" اسے اتنا سوچنے پر بھی یاد نہیں آیا۔

"موویز یا گیمز وغیرہ؟" اس نے اگلا سوال داغا۔

"ہاں گیمز کھیلتا تھا میں۔" اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور اب؟" امل نے دونوں آبرو اچکائے۔

"اب ایسے ہی دل نہیں کرتا۔" اس نے شانے اچکائے۔

"اچھا یہ بتائیں چائے کے علاوہ کیا پسند ہے آپ کو؟" وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولنے لگی۔

"چائے کے علاوہ؟" وہ پھر سے سوچنے لگا۔

"چائے کے علاوہ مجھے۔ کھیر۔ چاول۔" وہ سوچتا ہوا ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

"اچھا میں پھر آپ کے لئے بناؤں گی کھیر۔" وہ اشتیاق سے بولی۔

"نہیں نہیں۔ آپ میری وجہ سے خود کو زحمت مت دیا کریں۔" وہ ہاتھ اٹھا کر منع کرنے لگا۔

"میں کچھ نہ کچھ بناتی رہتی ہوں۔ مجھے زحمت ہوگی، آپ یہ خیال دماغ سے نکال دیں۔" وہ مصنوعی خفگی لیئے بولی۔

"آپ تو بس اچھی ہیں اس لئے ایسے کہہ دیتی ہیں۔ لیکن یقین مانیں مجھے اچھا نہیں لگتا۔" وہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"امل بیٹا یہاں ہو آپ؟" زہرہ وہاں نمودار ہوئی۔

"جی آنٹی کوئی کام تھا؟" امل پلٹ کر انہیں دیکھنے لگی۔ "نفیسہ بی دوائی ڈھونڈ رہی ہیں۔ مل ہی نہیں رہی۔ شاید تم نے کہیں رکھ دی ہے؟" وہ اسے دیکھتی فصی کو دیکھنے لگی جو گیٹ کو دیکھ رہا تھا۔

"شاید میں نے رکھی ہو۔ کل میں ان کے کمرے میں چیزیں سیٹ کر رہی تھی۔" وہ بولتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"کھانا کھا لیا تم نے فصی؟" وہ نرمی سے پوچھنے لگیں۔ "جی کھا لیا ہے۔ ملازمہ کمرے میں دے گئی تھی مجھے۔" وہ انہیں دیکھتا مسکرایا۔

"چلو اچھی بات ہے۔" وہ کہتی ہوئی امل کے پیچھے چلنے لگیں جو اندرونی دروازے تک پہنچ چکی تھی۔

~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~

وہ پورچ میں کھڑی اس کی منتظر تھی۔

زایان کی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوتی دکھائی دینے لگی۔ اس نے گہرا سانس اندر اتارا۔

"شکر ہے گھر تو آیا۔" وہ منہ میں بڑبڑاتی قدم اٹھانے لگی۔

"ٹھیک ہو تم؟ کیسے ہوا ایکسیڈنٹ؟" وہ کہتی ہوئی اس کے سامنے آگئی۔

"کچھ ہوا ہے مجھے؟" وہ دونوں بازو کھولتا ہوا بولا۔

"بظاہر تو نہیں۔" وہ سر تا پیر اسے دیکھ رہی تھی۔

"اب ہزار سوال کر کے میرا دماغ خراب مت کرنا۔" وہ تنبیہ کرتا چلنے لگا۔

"اچھا نہیں کرتی۔ جس کو ہٹ کیا تم نے, وہ ٹھیک ہے؟" وہ سوچ سمجھ کر سوال کر رہی تھی۔

"یار مجھے نہیں پتہ کچھ۔ کھانا لے کر آؤ۔ تھکا ہوا ہوں میں۔" وہ بیزاری سے کہتا صوفے پر ڈھے گیا۔

"میں گرم کر کے لاتی ہوں۔" وہ مزید کچھ پوچھنے کا ارادہ ترک کرتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

ٹرے میز پر رکھ کر وہ اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔ وہ خاموشی سے اسے کھانا کھاتے دیکھ رہی تھی۔

"پانی ڈالو۔" وہ نوالہ توڑ رہا تھا۔ مشائم نے گلاس میں پانی ڈال دیا۔

"ہیٹر تو کمرے میں ہو گا؟" اسے سردی محسوس ہو رہی تھی۔

"ہاں کمرے میں ہی ہے۔" وہ دائیں بائیں دیکھتی ہوئی بولی۔ "بس۔" وہ ٹرے پیچھے کرتا ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"مجھے دوائی دو آ کر۔ سر میں درد ہے۔ اور ہاں صبح میں آفس لیٹ جاؤں گا اس لئے جگانا مت مجھے۔" وہ کھڑا ہو چکا تھا۔

"تم پکا بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہو؟" اس کے پاس کئی سوال تھے جن کے جواب وہ چاہتی تھی۔

"بلکل بھی نہیں۔ اور اگر تم خاموش ہی رہو گی ایسے تو بہت اچھا ہو گا۔" وہ مبہم سا مسکرایا۔

"اچھا۔ تم چلو میں آتی ہوں یہ رکھ کر۔" وہ برتن سمیٹنے لگی۔

"جلدی آنا۔مجھے سونا ہے دوائی لے کر۔" وہ حکم صادر کرتا چلا گیا۔

"تم میری سمجھ سے تو بلکل باہر ہو۔ کوئی انسان کسی کا ایکسیڈنٹ کر کے اتنا پر سکون کیسے ہو سکتا ہے؟ ماتھے پر ایک شکن تک نہیں تمہارے۔" وہ خود کلامی کر رہی تھی۔ "نجانے کیا چلتا ہے تمہارے دماغ میں۔ کہ تمہیں ذرا سا بھی احساس نہیں ہے کیا کر کے آئے ہو؟ اور کیا کرتے ہو؟" وہ تاسف سے کہتی اٹھنے لگی۔

~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~

"یہ دوپٹہ تو بلکل اچھا نہیں لگ رہا۔ "آنکھوں میں ناپسندیدگی تھی۔

"یہ سوٹ کون لے کر آیا تھا؟" عشال ہینگر پکڑے ہوئے تھی۔ "میں ہی لائی تھی۔ "وہ تاسف سے بولیں۔

"تو آپ نے دیکھا نہیں تھا کہ دوپٹہ میچ نہیں ہو رہا؟" وہ بھی مطمئن نہ تھی۔

"اب یاد نہیں مجھے۔ نیا سوٹ یہی ہے۔ کیا پہن کے جاؤں اب میں؟" وہ سوچ میں پڑ گئیں۔

"یاد آیا۔ میرے پاس سکن کلر کا دوپٹہ ہے۔ بلکل سمپل۔ وہ اس کے ساتھ اچھا لگے گا۔" وہ چٹکی بجا کر بولی۔

"اگر ہے تو جاؤ لے کر آؤ۔ میلاد ہے دیر سے جانا اچھا نہیں لگتا۔ "وہ گھڑی کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

"میں بس ایسے گئی اور ایسے آئی۔ " وہ کہتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی۔ نازیہ کو اپنے کمرے سے نکلتے دیکھ عشال کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"آپ کیا کر رہی تھی میرے روم میں؟" وہ وہیں دروازے کے پاس رک گئی۔

"وہ میں سویٹر لے رہی تھی۔ ملازمہ نے غلطی سے تمہاری الماری میں رکھ دیا۔ "وہ ہاتھ میں تیز گرے کلر کا سویٹر پکڑے ہوئے تھیں۔

For more visit (exponovels.com)

"آپ نے میری الماری کھولی ؟" وہ ہڑبڑا کر کہتی اندر بڑھ گئی۔

"ہاں تو اس میں اتنا حیران ہونے والی کون سی بات ہے ؟" وہ اس کے رد عمل کو سمجھ نہیں پائیں۔

"اگر آپ کو چاہئیے تھا تو مجھے بتا دیتیں۔ خود سے لینے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ الماری کھول کر اس میں ہاتھ مار رہی تھی۔

"تمہارا نہ کچھ پتہ نہیں چلتا۔مجھے بھابھی کے ساتھ جانا ہے، اس لئے ابھی وقت نہیں بحث کا۔" وہ اسے نظر انداز کرتی باہر نکل گئیں۔

"شکر ہے۔" وہ کپڑوں کے نیچے سے اپنی دوائی نکالتی ہوئی بولی۔

"مجھے اسے کہیں اور رکھنا پڑے گا۔ کسی ایسی جگہ جہاں کوئی پہنچ نہ سکے۔" وہ ڈبی سینے سے لگائے کمرے میں نگاہ دوڑا رہی تھی۔

"کسی کو علم نہیں ہونا چاہئیے اس بات کا۔" وہ نفی میں سر ہلاتی لا کر کھولنے لگی۔

"چابی بھی چھپا دیتی ہوں۔" وہ الماری بند کرتی ہوئی بولی۔ کچھ سوچ کر وہ بیڈ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور چابی میٹرس کے نیچے رکھ دی۔

"بس اب ٹھیک ہے۔ کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔" وہ بیڈ شیٹ درست کرتی مسکرانے لگی۔

"آج میں نے پینٹنگ بھی نہیں کی...." وہ خفگی سے کہتی دراز سے اپنا سامان نکالنے لگی۔

"آج ہم بنائیں گے ہرن۔ جنگل میں سیر کرتی ہرن۔" وہ خوشی سے کہتی کھڑی ہو گئی۔

~~~~~~~~~~

"سر درد کیسا ہے؟" جیسے ہی زایان نے آنکھیں کھولیں وہ بول اٹھی۔ وہ شاید اس کے اٹھنے کی منتظر تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے اب۔" وہ کہتا ہوا اٹھنے لگا۔

"چائے لاؤں؟" وہ زایان کے بائیں جانب بیٹھی تھی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے۔

"کتنی دیر لگے گی؟" وہ گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔

"پانچ منٹ۔ میں آدھی تیار کر رکھی ہے۔" اسے معلوم تھا وہ سب سے پہلے چائے کی فرمائش کرے گا۔

"بس پھر جاؤ جلدی سے لے کر آؤ۔ میں تب تک منہ دھولوں۔" وہ سلیپر پہن رہا تھا۔

مشائم خاموش اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

"اس کے موڈ پر منحصر کرتا ہے میرا کوئی بھی سوال کرنا۔" وہ نفی میں سر ہلاتی چل دی۔

"تم کیسے اتنے نارمل ہو؟" وہ چولہے کے سامنے کھڑی تھی۔

"کوئی ندامت نہیں۔ کوئی احساس نہیں۔" یہی بات اسے رات سے تنگ کر رہی تھی۔
~~~~~~~~~~

"انسان کتنا ہی بے حس کیوں نہ ہو، مگر ایسا ری ایکشن؟ کسی دشمن کا بھی ایکسیڈنٹ ہوا ہو تو بھی انسان دکھ محسوس کرتا ہے۔ تم تو نجانے کس مٹی کے بنے ہو۔" وہ جھرجھری لیتی کپ ٹرے میں رکھنے لگی۔

"آفس نہیں جانا تم نے؟" وہ کپ اٹھاتا ہوا بولا۔

"نہیں آج چھٹی کا ارادہ ہے۔" وہ ٹراؤزر شرٹ پہنے ہوئے تھے۔

"میری بات ہوئی تھی۔ آج دوسری ملازمہ آجائے گی۔ تم اسے فارغ کردینا۔" وہ صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ کہتی ہوئی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ "رونے والی شکل کیوں بنائی ہے تم نے؟" وہ بغور اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔

"اتنے دن تم گھر نہیں آئے نہ۔" وہ سپاٹ انداز میں بولی۔ "مجھے تو لگا تھا تم بہت بہادر ہو۔ اتنی جلدی ڈر گئی؟" وہ مسکرایا۔ مشائم کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس سچویشن میں وہ کیسے مسکرا سکتا تھا۔

"ڈری نہیں۔ بس ایسے ہی۔" اس نے کہہ کر سر جھکا لیا۔ "اچھا آج شام میں تمہیں میں لے کر چلوں گا تیار رہنا۔" وہ کپ خالی کر چکا تھا۔

"کہاں؟" وہ متحیر سی اسے دیکھنے لگی۔

"گھر کو سیٹ کروانا ہے جس سے۔ وہ بتائے گا کیا کیا چینج ہوگا۔ اور اگر تمہیں کچھ ایڈ کروانا ہو تو کروا لینا۔" وہ اس کا رخسار تھپتھپاتا ہوا بولا۔

"ٹھیک ہے میں تیار رہوگی۔" زایان کا موڈ بہتر تھا سو اس نے خراب نہیں کرنا چاہا۔

"میرے کپڑے نکال دو۔" وہ فون اٹھاتا ہوا بولا۔ وہ سر ہلاتی اٹھ گئی۔

~~~~~~~~~~~~

"میرے پیچھے مت آؤ۔" وہ اسے گھور کر کہتا راہداری میں چلنے لگا۔ وہ ابھی بھی اس کے پیچھے تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو چہرے پر خوف و ہراس پھیل گیا۔

"میں کہہ رہا ہوں میرے پیچھے مت آؤ۔ تم مجھے مار دو گے۔" وہ کہتا ہوا زینے اترنے لگا۔

دوپہر کا وقت تھا جس کے سبب سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ لاؤنج میں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بھاگتا ہوا پورچ میں آ گیا۔ پلٹ کر دیکھا تو وہ شخص ابھی بھی اس کے تعاقب میں تھا۔

"تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہا؟" وہ گھبرا کر کہتا رفتار مزید تیز کرنے لگا۔ وہ گیٹ سے باہر آ چکا تھا۔ کالونی میں بھی فلحال کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
~~~~~~~~~~~~

"میرے پیچھے مت آؤ...." وہ کہتا ہوا بھاگتا جا رہا تھا۔ بنا سمت کا تعین کیئے وہ بس اپنی جان بچانے کی جستجو میں تھا۔ وہ گاڑی کے سامنے آگیا۔ بروقت بریک لگنے کے باعث وہ بچ گیا۔ فصی نے مڑ کر دیکھا تو وہ آدمی جا چکا تھا۔ "فصی؟" امل بڑبڑاتی ہوئی گاڑی سے باہر نکل آئی۔ اس نے سر تا پیر اس کا جائزہ لیا۔ وہ ننگے پاؤں کھڑا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو تم؟" وہ اس کے سامنے آتی ہوئی بولی۔

"میں؟ میں تو کہیں نہیں جا رہا۔" سر کو نفی میں حرکت دی۔

"تو یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس کی پیشانی پر بل پڑ گیئے۔ "یہاں؟" وہ کہتا ہوا سامنے لگے درخت دیکھنے لگا۔

"پتوں کو روتے دیکھ رہا تھا؟" اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ امل نے حیرت سے پلٹ کر عقب میں دیکھا۔

"فصی تم ٹھیک نہیں ہو۔" وہ کہتی ہوئی دو قدم آگے بڑھی۔ "کیوں مجھے کیا ہوا ہے؟" وہ بگڑ کر بولا۔

"کچھ نہیں ہوا۔" وہ لب کاٹنے لگی۔

"تو پھر تم کیوں کہہ رہی ہو کہ میں ٹھیک نہیں ہوں؟ فضول باتیں مت کیا کرو۔" وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔ "میں بادلوں پر تمہاری شکایت لکھ دوں گا ورنہ۔" وہ حد درجہ سنجیدہ معلوم ہو رہا تھا۔

"بادلوں پر کیسے؟" وہ الجھ گئی۔

"تمہیں نہیں لکھنا آتا؟"

"نہیں۔" وہ سر ہلانے لگی۔

"میں تمہیں نہیں بتاؤں گا پھر۔ اچھا مجھے چائے تو بنا دو۔ پھر میں نے تاش بنانی ہے۔" چہرہ ابھی بھی سنجیدگی کا عنصر لئے ہوئے تھا۔

"اچھا گاڑی میں بیٹھو۔ گھر چلتے ہیں۔" وہ الجھی الجھی سی کہتی قدم اٹھانے لگی۔ فصی اس کے حکم کے مطابق گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔

~~~~~~~~~~

"یہ بنایا ہے تم نے؟" وہ پلیٹ اچھالتا ہوا بولا۔ وہ سہم کے دو قدم پیچھے ہو گئی۔

"کوئی کام آتا بھی ہے تمہیں؟" وہ دھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ "میں نے تو...." گھبراہٹ کے مارے آواز ساتھ نہیں دے رہی تھی۔
~~~~~~~~~~

"دن رات کام کرواور ایک کھانا تک نہیں ملتا۔" اس نے کہتے ہوئے اسے بالوں سے پکڑ لیا۔

"مہ... سارا کچھ تو صحیح ڈالا تھا میں نے۔" وہ روتی ہوئی بولنے لگی۔

"مجھے جھوٹا کہہ رہی ہو تم؟ جھوٹا ہوں میں؟ بکواس کررہا ہوں میں؟" وہ آگ بگولہ ہوگیا۔

ایک تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کردیا۔

"میرے آگے زبان چلاتی ہو...." اس کے بعد اس نے سنی ایک نہیں اور اسے مارتا چلا گیا۔ وہ روکتی سسکتی رہی۔

"معاف کردیں۔" وہ مسلسل آہیں بھر رہی تھی۔

"آگے سے خیال رکھوں گی۔" مگر اس نے ایک نہ سنی۔ جب ہاتھ تھک گئے تو فرش پر پھینک کر آگے بڑھ گیا۔ وہ سسکیاں لیتی اسی پوزیشن میں لیٹی رہی شاید جسم میں اتنی سکت باقی نہیں تھی کہ اٹھ سکتی۔

~~~~~~~~~~~

"دادو آجاؤں میں؟" وہ دروازے پر دستک دیتی ہوئی بولی۔ "ہاں ہاں آجاؤ۔" وہ جائے نماز تہ لگا رہی تھیں۔

"مجھے کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔" وہ دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔
~~~~~~~~~~~

"ہاں بتاؤ کیا بات ہے؟" وہ بیڈ پر جا بیٹھیں۔

"دادو آپ کو فصی کچھ عجیب نہیں لگتا؟" وہ ان کے سامنے آ بیٹھی۔

"عجیب؟ مطلب؟" وہ نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

"مطلب اس کا رویہ...." وہ جھجھک رہی تھی بولنے میں۔ "کیا ہے بھئی اس کے رویے کو؟" نفیسہ ابھی بھی سمجھنے سے قاصر تھیں۔

"اس کی باتیں۔ بہت عجیب نوعیت کی کرتا ہے وہ۔" وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتی ہوئی بولی۔

"مجھ سے تو کبھی اس نے بات ہی نہیں کی۔ مجھے کیسے علم ہوگا؟ مجھ سے کیا وہ تو تمہارے بابا سے بھی بات نہیں کرتا۔ کمرہ لاک کر کے بس وہیں بیٹھا رہتا ہے۔" انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔

"دادو ویسے مجھے شک ہوتا ہے کہ اسے کوئی ذہنی مسئلہ ہے۔ میں نے آنٹی سے اس لئے بات نہیں کی کہ کہیں مجھے نہ ڈانٹ دیں۔ کہ میں ان کے بیٹے کو بیمار بنا رہی۔" وہ پریشان معلوم ہو رہی تھی۔

"ہاں یہ بات بھی ٹھیک ہے۔" وہ اس سے متفق تھیں۔

"اب کیا کروں میں بتائیں؟" وہ لب کاٹتی انہیں دیکھنے لگی۔

For more visit (exponovels.com)

"اگر تو تمہارے مطابق وہ بیمار ہے۔ تو اس کا علاج لازم ہے۔ جوان اولاد ہے ایسے چھوڑ تو نہیں سکتے نہ؟" وہ بھی کچھ فکر مند دکھائی دے رہی تھیں۔

"بھلے ذہنی بیماری ہو یا جسمانی۔ بیماری تو بیماری ہوتی ہے۔" امل ان کی بات پر سر ہلانے لگی۔

"اچھا تم فکر نہ کرو۔ میں شاکر سے بات کروں گی۔ وہ خود ہی ماہتاب سے بات کر لے گا۔ مردوں کی ذہنیت مختلف ہوتی ہے عورتوں سے۔ وہ بہتر انداز میں سمجھے گا اس بات کو۔" انہیں اس بات کا خدشہ تھا کہ زہرہ نجانے کیسا رد عمل دے، اپنے مہمان کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھیں وہ۔

"جی یہ ٹھیک ہے۔ بابا بات کریں گے تو زیادہ ٹھیک رہے گا۔" وہ ان کی گود میں سر رکھتی لیٹ گئی۔

"آج سوئی نہیں تم؟" وہ اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

"نیند ہی نہیں آئی۔ کل جلدی سو گئی تھی نہ۔" اس نے کہہ کر آنکھیں موند لیں۔

"اچھا..." وہ مسکرائیں۔

~~~~~~~~~~

"بیٹا ذرا آؤ عشال کے چوٹ لگی ہے۔" نازیہ ہانپتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی۔
~~~~~~~~~~

"کہاں ؟ کیسے ؟" وہ لیپ ٹاپ بیڈ پر رکھتا ششدر سا بولا۔ "تم آؤ تو..." وہ کہہ کر دروازے کی سمت بڑھ گئیں۔

صائم اس کے کمرے میں پہنچا تو عشال سر پر ہاتھ رکھے واش روم کے دروازے میں بیٹھی تھی۔ ہاتھ سرخ رنگ سے لبریز تھا۔

"یہ کیسے ہوا؟" وہ پریشانی کے عالم میں کہتا اس کی جانب بڑھا۔

"پاؤں پھسل گیا میرا۔" آنکھوں میں اشک تھے۔

"اٹھو تمہیں ہاسپٹل لے کر چلوں۔" وہ اس کی بازو پکڑتا ہوا بولا۔ دوسری بازو نازیہ نے پکڑلی۔ وہ کھڑی ہوئی ہی تھی کہ لڑکھڑا گئی۔

"مجھ سے نہیں چلا جائے گا۔" اس کا بائیاں پاؤں وزن برداشت نہیں کر رہا تھا۔

"کوشش کرو۔" وہ اس کی بازو اپنے شانے پر رکھتا ہوا بولا۔ وہ بائیاں پاؤں گھسیٹتی ہوئی چلنے لگی۔ خون پیشانی سے ہوتا ہوا رخسار تک آگیا تھا۔

"تم اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہو؟" وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا ہوا بولا۔ عشال عقبی نشست پر نازیہ کے شانے پر سر رکھے ہوئے تھی۔

"شوق سے کیا ہے میں نے؟" اسے صائم پر غصہ آ رہا تھا۔ "بندہ خیال سے چلتا ہے۔" وہ غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات لئے ہوئے تھا۔

"بیٹا تم گاڑی چلاؤ۔ یہ باتیں بعد میں بھی ہو جائیں گیں۔" نازیہ متفکر سی بولیں۔

"جی پھوپھو۔" وہ سر ہلاتا سپیڈ بڑھانے لگا۔

~~~~~~~~~~~

"ٹھیک ہے اب میں چلتی ہوں۔ دادو منتظر ہوں گی میری۔" وہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

"بہت شکریہ۔ تم دوبارہ آئی۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی۔

"آپ تو شرمندہ کر رہی ہیں۔" امل نے کہتے ہوئے سر جھکا لیا۔

"مجھے بہت خوشی ہوئی تمہارے آنے سے۔ اکیلے بور ہو رہی تھی۔ اچھا کیا تم نے آ کر۔" عروج کے اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے چھوڑ دیا۔ اس نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"تمہاری شادی میں اب میں مزید تاخیر نہیں کر سکتی۔"

وہ زینے اتر رہی تھی جب اسے ریحام کی آواز سنائی دی۔ امل کی جانب ریحام اور کبیر کی پشت تھی جس کے باعث وہ اس کی موجودگی سے لاعلم تھے۔

"کچھ وقت اور انتظار کر لیں۔" وہ آمادہ نہیں تھا۔

"کیا فائدہ اس انتظار کا کبیر؟ مجھے بتاؤ؟" وہ لہجے کو ذرا سخت بناتی ہوئی بولیں۔ اس نے سر جھکا لیا۔ امل وہیں ٹھہر گئی۔

اخلاقی طور پر یہ بات اچھی نہیں تھی مگر نجانے کیوں وہ سننا چاہتی تھی ان کی باتیں۔
~~~~~~~~~~~

"امل کے گھر والوں نے صاف انکار کر دیا ہے۔ اب کوئی گنجائش باقی ہی نہیں ہے۔ پھر اس انتظار کی وجہ؟" وہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔

"پتہ نہیں ماما۔ لیکن میرا دل نہیں مانتا۔" وہ بے بس تھا۔ "دیکھو بیٹا۔ تم نا سمجھ نہیں ہو جسے مجھے سمجھانا پڑے۔ لیکن انسان کو دماغ سے سوچنا پڑتا ہے۔ یہ دل کچھ نہیں ہوتا۔ اس کا کام بس خون پہنچانا ہے۔" وہ حتمی انداز میں کہتی ہوئی کپ اٹھانے لگی۔

"مان لیتا ہوں یہ بات۔ مگر ہمارے جذبات بھی تو مائنڈ کا حصہ ہیں؟ تو میں انہیں کیسے ختم کر دوں؟" وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"تم ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔ امل کو اگر دلچسپی ہوتی تو جواب قدرے مختلف نوعیت کا آتا۔ وقت چاہیے تھا تو مانگ لیتی مگر...." انہوں نے سانس خارج کرتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"فلحال میں تیار نہیں ہوں۔ میرے دماغ میں صرف امل کا خیال ہے۔ اور میں ایسے میں کسی اور سے شادی کر کے اس کی زندگی خراب نہیں کرنا چاہتا۔" وہ حتمی انداز میں بولا۔ امل کے چہرے پر تحیر پھیل گیا۔ وہ اب کشمش میں بتلا تھی، نیچے جائے یا واپس اوپر۔

"اگر ابھی گئی تو انہیں علم نہ ہو جائے کہ میں نے ان کی باتیں سنی ہیں۔" وہ خود کلامی کرتی محتاط انداز میں واپس جانے لگی۔

"پانچ منٹ بعد جاؤں گی۔ تب تک شاید کوئی اور بات شروع کر دیں وہ لوگ۔" وہ سیڑھیوں سے کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔

"کبیر کیوں ایسے کر رہا ہے؟" ان کی باتیں امل کے دماغ میں گھوم رہی تھیں۔

"اتنی بار کا انکار بھی اس کے لئے بہت نہیں۔ وہ ابھی بھی میرا منتظر ہے؟" وہ حیرت میں ڈوب گئی۔

"نجانے کیوں؟" اس نے کہتے ہوئے جھرجھری لی۔

~~~~~~~~~~

"دیکھو کتنا خون ضائع ہو گیا تمہارا۔" وہ اسے سہارا دیئے چل رہا تھا۔

"تم بس ایسی ہی باتیں کر سکتے ہو؟" وہ جل کر بولی۔ "مجھے فکر ہو رہی ہے تمہاری۔" وہ اسے بیڈ پر بٹھاتا ہوا بولا۔

"ایسے فکر کرتے ہیں؟" وہ خفا ہو کر کہتی رخ پھیر گئی۔ "اچھا آئم سوری۔ لیکن اب تم نے بہت دھیان رکھنا ہے۔" وہ دوائی والی شاپر سائیڈ ٹیبل پر رکھتا ہوا بولا۔

"تم ہو نہ خیال رکھنے کے لئے۔ خدمت کرنا اب میری تم۔" وہ گھور کر کہتی کمبل اوڑھنے لگی۔

"اچھا اور آفس کون جائے گا؟" وہ ہنستا ہوا بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔
~~~~~~~~~~

"آفس بھی جاؤ۔ لیکن واپس آکر کرو کام۔" وہ سر پر ہئیر بینڈ لگاۓ رہی تھی۔

"اب تو درد نہیں ہو رہا؟" وہ اس کی دوائیاں دیکھ رہا تھا۔ "نہیں ابھی تو ٹھیک ہے۔"

"اچھا اگر رات میں درد ہو تو یہ والی میڈیسن لینی ہے۔" وہ اسے دوائی دکھا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے ایک نظر دیکھا اور سر ہلا دیا۔

"پھوپھو دودھ لے کر آرہی ہیں۔ وہ پی کر سونا۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" وہ فون کو دیکھ رہی تھی۔ صائم جیب میں ہاتھ ڈالتا چل دیا۔

~~~~~~~~~~~~

"تمہیں میں نے کہا تھا ایک گھنٹے بعد مجھے یہاں نظر آؤ۔" وہ کڑے تیار کیۓ اسے دیکھ رہا تھا۔

"ٹریفک تھی۔ اس لئے دیر ہو گئی۔" وہ گھبرا کر کہتی لب کاٹنے لگی۔

"بہانے بنانے میں تو بہت ماہر ہو تم۔ یہی مہارت ہے تم سب کی۔" وہ ناگواری سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"بہانہ نہیں ہے۔" اس نے صفائی پیش کی۔

"اچھا میرا رومال لانا تھا تم نے۔ لاؤ دو۔" وہ ہاتھ پھیلاتا ہوا بولا۔

"رومال..." ہکا بکا سی زیر لب دہرانے لگی۔
~~~~~~~~~~~~

"کس لئے گئی تھی بازار؟" وہ دہاڑے۔

"وہ...وہ رومال۔" وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"کہیں تم بھول تو نہیں گئی؟" وہ حیرت سے کہتا آگے بڑھا۔ "جلدی جلدی میں...."

"جلدی جلدی میں کیا؟" وہ اس کی بات کاٹ کر بازو پکڑتا ہوا بولا۔ ہاتھ تھا یا لوہا، وہ کانپ اٹھی اس کی گرفت پر۔ "جلدی میں ذہن سے نکل گیا۔" وہ دھیرے سے منمنائی۔ "کیسے ذہن سے نکل گیا تمہارے؟ کیا چل رہا ہوتا ہے یہاں؟" وہ اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

"کچھ بھی نہیں تھا۔" وہ روہانسی ہو گئی۔ اتنے وقت میں اسے اس سخت لہجے کی عادت نہیں ہوئی تھی۔

"کہاں ہوتا ہے دماغ تمہارا؟ اب میں کہاں سے لاؤں رومال؟" وہ آگ بگولہ ہو گیا۔

"دل تو کرتا ہے تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دو۔ نجانے میرے سر پر تھوپنے کو تھی یہ پاگل۔" وہ اسے دھکا دیتا چلنے لگا۔ وہ نیچے گر گئی۔ اشک پلکوں کی باڑ کو توڑ کر بہنے لگے۔

"کیسے بھول گئی تم؟" وہ خود کو کوس رہی تھی۔

~~~~~~~~~~

"امل چلی گئی کالج؟" وہ کپ اٹھاتے ہوئے بولے۔

"ہاں چلی گئی۔" نفیسہ چائے میں چمچ ہلا رہی تھیں۔
~~~~~~~~~~

"کل سعد میاں کا فون آیا تھا مجھے۔ کچھ مانگا ہے مجھ سے۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہے تھے۔

"کیا مانگا ہے؟" نفیسہ تعجب سے انہیں دیکھنے لگیں۔

"امل کا رشتہ۔"

"امل کا رشتہ؟" انہوں نے زیرلب دہرایا۔

"جی۔ علی کی بھی طلاق ہو چکی ہے۔ عمر کا بھی کوئی خاص فرق نہیں، جوان ہے، ہینڈسم ہے، تو اس لئے انہیں امل مناسب لگی۔" وہ تفصیل سے آگاہ کرنے لگے۔

"مگر اس کی طلاق کی کافی افواہیں پھیلی تھیں۔ پتہ نہیں مارتا تھا بیوی کو۔" چہرے پر ناپسندیدگی تھی۔

"لوگ تو باتیں بناتے ہی ہیں۔ لیکن ایک بات تو یہ بھی ہے کہ امل کو ایسا ہی رشتہ ملے گا۔" وہ آہ بھرتے ہوئے بولے۔

"کیا کمی ہے میری امل میں؟ ایسے سے کیا مراد ہے تمہاری؟" وہ برہم ہوئیں۔

"میرا مطلب تھا کہ کنوارا لڑکا تو نہیں ملے گا۔ ایسے ہی کوئی طلاق یافتہ سے ہوگی۔" انہوں نے تصحیح کی۔

"وہ تو تمہاری بات ٹھیک ہے۔ مگر میرا انہیں خیال امل ابھی تیار ہوگی۔"

"امل کی رضامندی سے ہی ہوگا۔ ویسے انہوں نے کہا ہے کہ جلدی کوئی نہیں۔ جب ہم چاہیں تبھی شادی ہوگی۔ میری دوستی تو کافی پرانی ہے سعد سے۔ اگر ہو جائے گا رشتہ تو اچھا ہوگا۔" وہ مسکرائے۔

"زندگی امل نے گزارنی ہے شاکر۔ میں نے یا تم نے نہیں۔ مجھے کسی سے معلوم کرنے دو پہلے طلاق کی صحیح وجہ۔" وہ مطمئن نہ تھیں۔

"آپ کر لیں اپنی تسلی۔ کسی کو جلدی نہیں۔" وہ کپ رکھتے کھڑے ہو گئے۔

"تم جلد بازی میں کچھ کہہ مت بیٹھنا۔" انہوں نے تنبیہ کی۔

"نہیں میں فلحال کچھ نہیں کہوں گا۔ آپ امل سے بھی پوچھ لیں اور لڑکے کو بھی دیکھ لیں۔ پھر جو فیصلہ ہو مجھے بتا دیجیئے گا۔" وہ ساری ذمہ داری ان پر ڈال چکے تھے۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" وہ سر ہلانے لگیں۔

~~~~~~~~~~~

"آج بھی آفس نہیں جانا؟" وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔ "نہیں۔" اسے آج کبیر سے ملنے جانا تھا۔

"کیوں؟ کوئی مسئلہ ہے؟" وہ کچھ حیران ہوا۔

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں کیا چھٹی نہیں کر سکتی؟" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔
~~~~~~~~~~~

"کر سکتی ہو۔ لیکن تم جیسی لڑکی جسے کام کرنے کا شوق اتنا ہے۔ یہ کچھ حیران کن ہے۔"
وہ کہے بنا رہ نہ سکا۔ "دراصل میں تھکی ہوئی ہوں۔ اس لئے ابھی آفس نہیں جا رہی۔" وہ
کہتی ہوئی اس کا کوٹ اٹھانے لگی۔

"کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔" زایان نے شانے اچکائے۔

"تم کس ٹائم آؤ گے؟" وہ کوٹ اس کے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی۔

"کیوں تم نے میرے پیچھے سے کیا کرنا ہے؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔

"ویسے ہی پوچھ رہی ہوں۔ میں نے کیا کرنا؟" وہ کہہ کر ہنسنے لگی۔

"جب دل کرے گا آجاؤں گا۔" اس نے بھی سیدھا جواب نہ دیا۔

"اچھا۔ اور کھانے میں؟" وہ اس کا والٹ اور چابیاں اٹھا رہی تھی۔

"جو تمہارا دل کرے۔ ویسے یہ کلر اچھا لگتا ہے تم پر۔" وہ آگے کو ہوتا اس کے کان میں
سرگوشی کرنے لگا۔

"تھینک یو۔ اور یہ آپ کی چیزیں۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ وہ سر ہلاتا اپنی چیزیں لیتا
دروازے کی سمت چل دیا۔
اس نے فون اٹھایا اور میسج لکھنے لگی۔

For more visit (exponovels.com)

"میں دو بجے آ جاؤں گی۔

آخر ایسی کون سی اہم بات کرنی ہے؟ معلوم تو ہو۔" مشائم کے چہرے پر تجسس پھیلا ہوا تھا۔

~~~~~~~~~~~~~

"ماہتاب ٹھیک ہے وہاں؟" نفیسہ اپنی قمیض کو بٹن لگا رہی تھیں۔

"جی ٹھیک ہیں۔ اب تو جاب بھی مل گئی ہے۔ بس کچھ وقت میں سیٹ ہو جائیں گے۔" وہ پر امید تھی۔

"ان شاء اللہ۔ اس کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں۔" وہ مسکرائیں۔

"تم پھر آ گئے ہو؟" وہ کہتا پیچھے ہو گیا۔ فصی فرش پر بیٹھا تھا۔

"تم کیوں بار بار آ جاتے ہو میرے سامنے۔مجھے مارنے آتے ہو نہ؟" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔" وہ کہتا ہوا دروازے کی سمت دوڑا۔

وہ شخص اس کے عقب میں تھا۔ فصی نے لاک کھولا اور باہر دوڑ کھڑا ہوا۔ وہ بھاگتا ہوا گردن گھما کر عقب میں بھی دیکھتا جاتا مگر وہ شخص جانے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"میں تمہیں کہہ رہا ہوں دور رہو مجھ سے...." وہ چلاتا ہوا زینے اترنے لگا۔
~~~~~~~~~~~~~

"فصی؟" زہرہ اسے دیکھتی کھڑی ہو گئی۔

"چلے جاؤ.... چلے جاؤ" وہ بولتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"فصی کیا بول رہے ہو؟ اور کہاں جا رہے ہو؟" وہ پکارتی ہوئی اس کے پیچھے لپکی۔ نفیسہ بی بھی اپنی چیزیں رکھتی ان کے پیچھے چل دیں۔

وہ گیٹ کھول کر باہر نکل گیا۔ صرف ایک ہی بات اس کی زبان پر تھی۔ چلے جاؤ، دور ہو جاؤ۔ وہ اندھا دھند بھاگ رہا تھا۔

"فصی رک جاؤ...." زہرہ اس کے پیچھے تھی۔ چہرے پر حیرت اور پریشانی کے سائے تھے۔

"فصی رک جاؤ۔ میری بات تو سنو۔" وہ سانس لینے کو لمحہ بھر کو رکی۔ وہ کالونی کے گیٹ کے پاس تھی اور فصی باہر کو دوڑ رہا تھا جب ایک تیز رفتار گاڑی اس سے ٹکرا گئی۔ زہرہ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔

"فصی؟" وہ چلاتی ہوئی بھاگنے لگیں۔ وہ سڑک کے دوسرے کنارے جا گرا۔ چہرہ خون سے لت پت ہو گیا۔ سر پھٹ چکا تھا جہاں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔

"میڈم یہ اچانک سامنے آ گیا۔" گاڑی سے وہ آدمی باہر نکلتا ہوا بولا۔ وہ اسے نظر انداز کرتی فصی کی جانب بڑھ گئی۔ "فصی۔ میرے بچے آنکھیں کھولو...." وہ گود میں اس کا چہرہ

رکھے بول رہی تھی۔ ایک لمحے میں دنیا بدل گئی تھی۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ وہ آدمی انہیں دیکھتا ایمبولینس کو کال کرنے لگا۔

"فصی میری آواز آرہی ہے نہ؟ دیکھو اِدھر مجھے آنکھیں کھولو...." وہ صدمے کی حالت میں بس بولتی جارہی تھی۔ وہاں کا منظر دیکھ کر نفیسہ کا دماغ ماؤف ہوگیا۔

"میرے خدا یہ کیا ہوگیا؟" وہ کہتی ہوئی آگے بڑھیں۔ زہرہ کے ہاتھ خون سے بھر چکے تھے۔ وہ ہوش سے بیگانہ دیوانہ وار اسے پکارتی جارہی تھی۔

"نفیسہ بی اسے کہیں آنکھیں کھولے۔ اٹھے۔ اسے کہیں نہ میری بات نہیں سن رہا...." وہ انہیں دیکھتی بپھر گئی۔ "ایمبولینس کو کال کی کسی نے؟" وہ زہرہ کے سر پر ہاتھ رکھتی پوچھنے لگیں۔ آس پاس لوگ جمع ہوچکے تھے۔

"جی بی بی کی ہے۔" مجمعے سے ایک آواز بلند ہوئی۔

"زہرہ سنبھالو خود کو۔ ابھی ہاسپٹل لے کر جائیں گے ٹھیک ہوجائے گا۔" وہ انہیں تسلی دینے لگیں۔

"فون بھی گھر پر ہے۔ شاکر کو آگاہ کرتی پہلے۔" وہ اردگرد نگاہ دوڑاتی ہوئی بولیں۔ اتنے میں ایمبولینس بھی آگئی۔

فصی کو فسٹ ایڈ دیا جارہا تھا مگر۔ وہ فسٹ ایڈ باکس بند کرنے لگے۔

"رک کیوں گئے آپ لوگ؟" زہرہ تڑپ کر کہتی آگے بڑھی۔ "سوری ان کی پہلے ہی موت ہو چکی ہے۔" الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو زہرہ کو اپنے کانوں میں جاتا محسوس ہو رہا تھا۔

"ایسے کیسے؟ چیک کرو صحیح سے۔ میرے بچے کو کچھ نہیں ہوگا۔ فصی میرے بیٹے آنکھیں کھولو۔" وہ کہتی ہوئی پھر سے اس کے پاس بیٹھ گئیں۔ نفیسہ دوپٹے سے اشک صاف کرنے لگیں۔

"زہرہ حوصلہ کرو...." انہیں زہرہ کی باتیں مزید درد میں مبتلا کر رہی تھیں۔ جوان اولاد کی موت ماں باپ کے لئے کسی قیامت سے کم نہیں ہوتی۔ وہ بھی اس صدمے کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

"نہیں۔ کچھ نہیں ہوا میرے فصی کو۔ بس تھوڑا سا خون نکلا ہے۔ بلکل ٹھیک ہے میرا بیٹا۔" وہ سب کو نظر انداز کرتی اس کا چہرہ صاف کرتی ہوئی بولتی جا رہی تھی۔

~~~~~~~~~~~~

"بیٹھیں۔" کبیر نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ریحام اسے ڈرائینگ روم میں چھوڑ کر جا چکی تھی۔

"کون سی بات کرنی تھی آپ کو؟" وہ سیدھا مدعے پر آئی۔ "کیا آپ کو معلوم ہے زایان نے اس سے پہلے بھی ایکسیڈنٹ کیے ہیں؟" وہ سنگل صوفے پر براجمان ہوتا ہوا بولا۔

"نہیں۔ میرے علم میں تو ایسا کچھ نہیں۔" وہ قدرے حیرت سے بولی۔
~~~~~~~~~~~~

"اس سے قبل وہ تین چار ایکسیڈنٹ کر چکا تھا۔ اور ہر بار یہی کہتا ہے کہ سپیڈ تیز تھی بریک نہیں لگ سکی۔ اچانک سامنے آ گیا وہ شخص میرے مجھے موقع نہیں ملا گاڑی روکنے کا۔ "
وہ فائل کے صفحے پلٹ رہا تھا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" وہ نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"زایان جان بوجھ کر کرتا ہے ایکسیڈنٹ۔ غلطی سے یا انجانے میں نہیں ہوتا۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"نہیں۔ زایان ایسا کیوں کرے گا؟ وہ کوئی قاتل نہیں۔" مشائم کے چہرے پر بے یقینی پھیل گئی۔

"پھر مجھے بتائیں اتنے ایکسیڈنٹ؟ اور ہم سے کیوں نہیں ہوتے؟ چلیں مان لیا کبھی ہو جاتا ہے مگر ایسا تو نارمل نہیں ہے۔" وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"زایان کیوں کرے گا ایسے مجھے بتائیں؟" وہ اسے ڈیفینڈ کر رہی تھی۔

"یہی بات مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ میں نے گزشتہ سارے کیس چیک کئے ہیں۔ جن لوگوں کا اس نے ایکسیڈنٹ کیا ہے ان سے زایان کا کوئی تعلق نہیں۔ صرف ایک چیز مشترک ہے سب میں۔" وہ پھر سے فائل کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ کیا؟" مشائم کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

"جتنے بھی لوگ اس کا شکار ہوئے ہیں۔ وہ سب پچاس سے ساٹھ سال کے بیچ تھے۔ مطلب اگر غلطی سے ہوا ایکسیڈنٹ تو کسی بھی عمر کے انسان کا ہو سکتا ہے۔ مگر وہ سب پچاس سے ساٹھ کے بیچ تھے۔" چہرے پر الجھن تھی۔

"تو پھر کیا مطلب ہوا اس کا؟" وہ لب کاٹنے لگی۔

"میرا ایک دوست سائیکٹرسٹ ہے۔ اس سے میں نے یہ کیس ڈسکس کیا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ یا تو کوئی اور وجہ ہوگی اس سب کے پیچھے۔ لیکن وجہ ضرور ہوگی۔ یا پھر اس کی زندگی میں کچھ ایسا ہوا ہوگا۔ جس کی فرسٹریشن وہ ایسے نکالتا ہے۔" اس نے کہہ کر فائل بند کر دی۔

"اس کے ماما بابا نہیں ہیں۔ کیا یہ وجہ ہو سکتی؟" وہ سرعت سے بولی۔

"وجہ تو زایان ہی بتا سکتا ہے۔ یہ کام یا تو آپ خود کریں یا پھر کسی سائیکٹرسٹ سے رابطہ کریں۔ اگر کہیں تو میں اپنے دوست سے اپائنٹمنٹ لے دیتا ہوں؟" اس نے پیشکش کی۔

"نہیں ایسے نہیں۔ مجھے پہلے زایان سے بات کرنی ہے۔ یہ باتیں میں سمجھتی ہوں۔ اپنے ماما بابا کی موت کے صدمے سے نکلنے کے لیے میں خود بھی کاؤنسلنگ کرواتی رہی ہوں۔ میں زایان سے خود بات کروں گی۔" وہ کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کو مناسب لگے۔" وہ مسکرایا۔ "بہت شکریہ آپ کا۔" وہ بیگ اٹھا رہی تھی۔

"اگر مزید کسی مدد کی ضرورت ہو تو ضرور یاد کرنا مجھے۔" وہ بھی کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"جی ضرور۔" اس نے مسکرانا چاہا مگر مسکرا نہ سکی۔

~~~~~~~~~~~~

"دادو کیسے ہوا یہ سب؟" وہ ہکا بکا سی کہتی ان کے پاس آئی۔

"بس بیٹا سب اتنا اچانک ہوا کہ ہمیں تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں۔ زہرہ فصی کے سرہانے بیٹھی تھی، اسے آس پاس کا کوئی ہوش نہیں تھا۔ "آنٹی کیسی ہیں؟" وہ آنسو صاف کر رہی تھی۔

"اس کا تو کوئی حال نہیں۔" وہ نفی میں سر ہلانے لگیں۔ "مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا دادو.... "جیسے ہی اس نے پلٹ کر فصی کے چہرے کو دیکھا آنسوؤں کی رفتار میں اضافہ ہو گیا۔

"یقین کیسے آئے گا ایسی اچانک موت پر؟" وہ سسک کر بولیں۔

"میری ہمت نہیں ہو رہی آنٹی کے پاس جا کر دو بول تسلی کے دے سکوں۔" وہ وہیں سائیڈ پر نفیسہ کے ہمراہ بیٹھ گئی۔ وہ ابھی ابھی کالج سے لوٹی تھی، ہاتھ میں بیگ بھی تھا مگر سارا دھیان فصی کی جانب تھا۔
~~~~~~~~~~~~

"کتنا معصوم سا تھا نہ فصی؟" وہ ان کے شانے پر سر رکھے رو رہی تھی۔ نفیسہ نے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ ان میں مزید بولنے کی سکت نہیں تھی۔ اتنے سے وقت میں ہی وہ ایک دوسرے سے کافی جڑ چکے تھے, اور موت تو پھر بڑے بڑوں کو رولا دیتی ہے وہ تو پھر ایک حساس طبیعت کی لڑکی تھی۔

~~~~~~~~~~~

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ مشائم کی نگاہیں خود پر محسوس کرتا ہوا بولا۔

"دیکھ نہیں سکتی تمہیں؟" نگاہیں ابھی بھی زایان کے چہرے پر تھیں۔

"مجھے نظر لگا رہی ہو یا میرے کھانے کو؟" وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

"کسی کو بھی نہیں۔" وہ معمول سے زیادہ سنجیدہ معلوم ہو رہی تھی۔

"سارا دن کیا کِیا تم نے؟" وہ گلاس میں پانی ڈالنے سے قبل ایک نگاہ اس پر ڈالتا ہوا بولا۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس آرام کرنے کی کوشش کرتی رہی۔" ذہن میں ہزاروں سوال گردش کر رہے تھے جن کے جواب وہ لینا چاہتی تھی۔

"اچھا۔" وہ کہہ کر نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔ "ایکسیڈنٹ کیسے ہوا تھا؟" مشائم نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ زایان نے نگاہ جھکا کر اپنا بائیاں ہاتھ دیکھا جس پر مشائم کا نازک ہاتھ تھا۔
~~~~~~~~~~~

"کیا مطلب کیسے ہوا تھا؟" اس نے الٹا سوال داغا۔

"بریک کیوں نہیں لگائی تم نے؟ ہیڈ لائٹس تو آن تھی نہ؟ پھر کیسے نظر نہیں آیا تمہیں...." وہ اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہی تھی۔

"کیا بولنا چاہتی ہو؟ صاف صاف کہو...." اسے الجھن ہونے لگی اب۔

"کیوں کیا تم نے وہ ایکسیڈنٹ؟ اور اس سے پہلے بھی جو کرتے آئے ہو...." کہتے ہوئے زایان کے ہاتھ پر گرفت مضبوط ہوگئی۔

"کیا مطلب کیوں کیا؟ انجانے میں ہوگیا۔" اس نے ٹالنا چاہا۔ "ہمیشہ انجانے میں ہوتا ہے؟ حیرت ہے۔" وہ طنزیہ مسکرائی۔ "مشائم تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ مجھے یہ ڈھکے چھپے انداز میں بات کرنا بلکل پسند نہیں۔" وہ ناگواری سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں وجہ جاننا چاہتی ہوں۔ جس کے سبب تم ایسے کرتے ہو۔" وہ لہجے کو حتی الوسع نرم رکھتی ہوئی بولی۔

"تم فضول میں اپنا دماغ چلا رہی ہو۔ ایسا کچھ بھی نہیں۔" وہ مشائم کا ہاتھ ہٹاتا کھڑا ہوگیا۔

"میں کیا لگتی ہوں تمہاری؟" وہ فوراً اٹھی اور اس کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔

"بیوی ہو۔ اب اس کا کیا تعلق ہے اس بات سے؟" وہ مزید الجھ گیا۔

For more visit (exponovels.com)

"تو پھر میرا حق نہیں کہ تم اپنی باتیں مجھ سے شئیر کرو۔ کیا فائدہ پھر اس رشتے کا زایان اگر ہم ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے اجنبی ہوں گے۔ راز رکھیں گے۔" وہ کرب سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"مشائم مجھے ان باتوں میں بلکل دلچسپی نہیں۔ اس لئے اپنا اور میرا وقت ضائع مت کرو۔" وہ بیزاری سے بولا۔

"یہ وقت کا ضیاع نہیں ہے۔ چیزیں سدھارنے کے لئے ہے۔ مجھے بتاؤ ایسا کیا ہوا تھا؟ کیا وجہ ہے اس کے پیچھے؟" وہ اس کی شرٹ کھینچتی ہوئی بولی۔

"مشائم اب تم پھر سے وہی حرکت کر رہی ہو۔ مجھے جب اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی تو پھر کیوں اصرار کر رہی ہو؟" اس نے برہمی سے کہتے ہوئے مشائم کا ہاتھ جھٹکا۔

"کیونکہ تمہیں اپنے اندر سے وہ باہر نکالنا ہوگا جو تمہیں تکلیف دے رہا ہے۔" وہ فکرمند تھی۔

"تمہاری مرضی۔" اس نے پلٹ کر دروازے کی سمت قدم بڑھا دئیے۔

"تم ہمیشہ واک آؤٹ نہیں کر سکتے۔" وہ بولتی ہوئی اس کی پیچھے چلنے لگی۔

"مجھے پرواہ نہیں۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔ "بزدل ہو تم زایان۔ ہمت نہیں فیس کرنے کی تم میں۔" مشائم نے اسے للکارا۔

"ہاں ہمت نہیں مجھ میں فیس کرنے کی۔ نہ ہی مجھے شوق ہے کچھ بھی ری کال کرنے کا۔"

وہ تنک کر کہتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس نے قدم وہیں روک دئیے۔ وہ مزید اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتی تھی۔

"نجانے کیسے میں تمہارے اندر سے یہ باہر نکالوں گی۔" اس نے گاڑی باہر نکلتے دیکھ آہ بھری۔ وہ جا چکا تھا۔

~~~~~~~~~~~

"کہاں سے آ رہی ہو؟" وہ گیٹ کھول کر اندر آئی ہی تھی کہ اس کی رعب دار آواز سنائی دی۔

"آپ اس وقت گھر؟" وہ ہونق زدہ سی اسے دیکھنے لگی۔ "کہاں گئی تھی؟ بیٹے کا کوئی ہوش ہے تمہیں؟" وہ بلند آواز میں بولا۔

"مہ.... میں مارکیٹ تک گئی تھی۔" وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"لے کر تو کچھ نہیں آئی...." وہ اس کے خالی ہاتھ دیکھ رہا تھا۔

"و.....وہ ملا نہیں مجھے۔" وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتی ہوئی بولی۔ چہرہ ابھی بھی جھکا رکھا تھا۔

"جھوٹ بولتی ہو مجھ سے۔" اس نے اس کی بازو پکڑ کر کھینچا۔ وہ اندر تک لرز گئی۔
~~~~~~~~~~~

"وہ ہاسپٹل گئی تھی میں۔ "آخر کار اس نے سچ بول دیا۔ "جب میں نے تمہیں بکواس کی تھی کہ نہیں ملنا ان غداروں سے۔ پھر کیوں گئی تم؟" یہ سوال ایک عدد تھپڑ کے ساتھ پوچھا گیا۔

"میں نے نہیں جانا تھا لیکن طبیعت بہت خراب تھی ا....." دوسرے تھپڑ نے اس کی بات مکمل نہ ہونے دی۔

"تم بھی دھوکے باز ہو۔ میرے منع کرنے کے باوجود چلی گئی...." اس نے ایک اور تھپڑ اس کے چہرے کی زینت بنا دیا۔

"شوہر سمجھتی تو جرأت نہ ہوتی تیری...." وہ بلند آواز میں بولتا اسے مارتا جا رہا تھا۔

"جتنا مرضی بکواس کر لو۔ مگر ایسی ڈھیٹ ہو اثر نہیں ہوتا تمہیں۔ "وہ ہمیشہ کی مانند آنسو پیتی خاموشی سے سہتی جا رہی تھی۔

"کیا کروں تیرا میں بتا؟" وہ اسے بالوں سے پکڑتا ہوا بولا۔ "میری بات تو سن لیں۔ "اس نے التجا کی۔

"میری بات سنتی ہے تو؟ جو تیری سنو گا میں۔ ہونہہ..." اس نے ہنکار بھر کر پھر سے تھپڑوں کی بارش کر دی۔ جب اس سے بھی دل نہ بھرا تو اسے زمین پر پھینک کر پاؤں سے پیٹنے لگا۔ چہرہ بازو، چھاتی، ٹانگیں غرض جسم کا کوئی حصہ سلامت نہیں چھوڑا اس نے۔ شاید ہی کوئی حصہ ایسا ہو جسم کا جہاں اس نے زخم نہ دیا ہو۔

For more visit (exponovels.com)

"مار کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا تجھ بدذات پر تو۔" وہ اس پر تھوکتا گیٹ کھول کر باہر نکل گیا۔

وہ دوپٹہ اپنے گرد لپیٹتی بازو ٹانگوں کے گرد باندھ کر بیٹھ گئی۔

"نجانے کب اس ستم سے میری جان چھوٹے گی۔ اولاد کا منہ دیکھ کر موت بھی نہیں مانگ سکتی۔ کون دیکھ بھال کرے گا اس کی میرے بعد۔" وہ پورچ کی سیڑھیوں میں کھڑے اپنے معصوم بچے کو دیکھتی ہوئی بولی۔ وہ اس کو پڑنے والی ہر مار کا گواہ تھا۔

"تم مت آیا کرو اپنی ماں کی یہ حالت دیکھنے۔" وہ یہ بات اسے نہیں کہہ پاتی تھی۔ ڈرتی تھی اس کے سوالوں سے۔ کیا جواب دیتی اسے ان حالات کا؟

زایان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے پاس آنے لگا۔ سر جھک گیا وہ اپنے بیٹے کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔

"آپ کے ہونٹ سے خون نکل رہا ہے۔" وہ ماں کے ہونٹ سے بہتے خون کو انگلی سے صاف کرتا ہوا بولا۔ اشک تیز رفتار سے بہنے لگے۔ زخم باپ دیتا تھا اور مرہم رکھنے بیٹا آتا تھا، خدا نے کیسے دو طرح کے مردوں سے اسے نوازا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔" وہ اشک بہاتی مسکرانے لگی۔

"بابا کیوں پٹائی کرتے ہیں آپ کی ؟" ہر بار وہ ایک ہی سوال پوچھتا اور اس نے ہمیشہ کی مانند خاموشی سے زایان کو خود سے لگا لیا ۔ اور وہ ہمیشہ کی مانند خاموش رہا،اس کی ماں کے پاس جواب نہیں تھا تو اس نے بھی تردُد نہیں کیا شاید وہ بھی اپنی ماں کا غم سمجھتا تھا ۔

"دادو ناشتہ کر لیں ۔ " وہ کمرے میں آتی ہوئی بولی ۔

"یہیں لے آؤ باہر جانے کا دل نہیں میرا ۔ " وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں ۔

"جی ٹھیک ہے ۔ " وہ کہہ کر پلٹ گئی ۔

"زہرہ نے کھایا کچھ ؟" ان کی آواز پر امل کے قدم تھم گئے ۔ "کھا تو نہیں رہی تھیں ۔ مگر زبردستی کھلا کے آئی ہوں ابھی ۔ " وہ انہیں دیکھ رہی تھی ۔

"چلو اچھا کیا ۔ تم دو چار دن کی اور چھٹی لے لو کالج سے ۔ اس وقت میں زہرہ کو ہماری ضرورت ہے ۔ " وہ اس کا غم محسوس کر سکتی تھیں ۔

"دادو آپ فکر نہ کریں ۔ میں نے عروج میم سے بات کر لی تھی صبح ہی ۔ " وہ کہہ کر چلنے لگی ۔

"اچھا کیا ۔ " وہ اس کی سمجھداری پر سر ہلانے لگیں ۔

"تم دادو کے کمرے میں لے جاؤ یہ۔ بابا کو میں دے آتی ہوں۔" وہ ہاتھ میں پکڑی ٹرے آگے کرتی ہوئی بولی۔ ملازمہ سر ہلاتی ٹرے پکڑ کر چل دی۔

"شاکر کیسے ایکسیڈنٹ ہو گیا اس کا؟" اس دن کے بعد وہ آج شاکر سے دوبارہ بات کر رہے تھے۔

انہوں نے امل کی بتائی ہوئی باتیں اور اس روز ہونے والا واقعہ اس کے گوش گزار کر دیا۔

ماہتاب نے چہرے پر ہاتھ رکھ کر اسے چھپا لیا۔

"کیا ہوا؟" شاکر سمجھ نہ سکے۔

"فصی کو سیزوفینیا تھا۔" وہ ان حالات کی وجہ سمجھ گئے تھے۔

"اگر ایسا کوئی مسئلہ تھا تو پھر زہرہ بھابھی کیوں اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر نہیں گئیں؟ میرے علم میں ہوتا تو میں کبھی یہ نوبت نہ آنے دیتا۔" وہ متحیر سے ماہتاب کو ویڈیو کال پر دیکھ رہے تھے۔

"جب میری اور زہرہ کی لڑائی ہوئی تھی اور وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ تب فصی بہت چھوٹا تھا۔ یہ مرض اس وقت اسے لاحق ہوا تھا اس لئے اس کے علم میں نہیں۔ اس کے بعد سے میں نے بہت خیال رکھا فصی کا۔ لیکن مجھے لگتا ہے وہ سٹریس لے رہا تھا۔ شاید اسی لئے یہ دوبارہ...." وہ لب بھینچ کر دوسری جانب دیکھنے لگے۔

"اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو میں اسے ضرور لے جاتا۔" شاکر کو اپنا آپ مجرم معلوم ہو رہا تھا۔

"تمہاری نیت پر مجھے شک نہیں؟" وہ نفی میں سر ہلا رہے تھے۔

"شاید اس کی زندگی ہی اتنی تھی۔" بات ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ آنسو ماہتاب کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

"صبر کرو ماہتاب۔" وہ بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ "یہاں دور بیٹھا ہوں۔ آخری بار اس کے چہرے کو چھو بھی نہیں سکا میں۔ ایک بار سینے سے ہی لگا لیتا۔" وہ زاروقطار رو رہے تھے۔

"اللہ کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ تم بھی بس حوصلہ کرو۔ اللہ تمہیں ہمت دے۔" وہ بس یہی کہہ سکتے تھے۔ وہ سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"بابا ناشتہ کر لیں۔" امل دروازہ بجاتی اندر آئی۔

"اچھا۔" شاکر نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"میں بعد میں بات کروں گا تم سے۔" ماہتاب کے لئے اس دکھ پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا اس لئے فوراً کال بند کر گیا۔

"اللہ تمہیں صبر دے۔" وہ اسکرین کو دیکھتے ہوئے بولے۔ "بیٹا اپنی آنٹی کو دیا ناشتہ؟" وہ ٹرے کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"جی بابا انہیں دے دیا ہے۔" وہ سر ہلانے لگی۔

"تم نے بہت خیال رکھنا ہے ان کا۔ بہت دکھ سے گزر رہے ہیں۔" وہ آہ بھرتے ہوئے بولے۔

"میں ان کا امی کی طرح خیال رکھوں گی آپ پریشان نہ ہوں۔" اس سے بڑھ کر وہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ "اپنا خیال رکھنا مت بھول جانا لیکن۔" انہوں نے تنبیہ کی۔ وہ اس کی حساس طبیعت سے واقف تھے۔ ایسے حالات میں وہ کھانے پینے سے بیگانہ ہو جاتی تھی۔

"جی رکھوں گی۔" وہ کہہ کر باہر چلی گئی۔

امل لاؤنج میں آگئی۔ گردن گھما کر چاروں اطراف کو دیکھنے لگی۔ دو دن پہلے کیسے یہاں سوگ کا میدان سجا ہوا تھا۔ نجانے اسے اپنا گھر ویران ویران کیوں لگ رہا تھا۔

"فصی تم سب کو اپنے ساتھ ہی لے گئے ہو۔" اس نے سرگوشی کی۔

"تمہارا چہرہ مجھے بھول ہی نہیں رہا۔" وہ دکھ سے کہتی زینے چڑھنے لگی۔

"اب یہ گھر عجیب سا لگ رہا ہے۔ جیسے کوئی ہے ہی نہیں یہاں۔" وہ ہر درو دیوار کو دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر اداسی لئے وہ بھی اپنے کمرے میں آ بیٹھی۔ گزشتہ دو روز سے سب کی روٹین یہی تھی اپنے اپنے کمرے میں قید رہنا۔

~~~~~~~~~~

صائم کھلا دروازہ دیکھتا اندر آگیا۔ عشال بیڈ پر نہیں تھی شاید واش روم میں تھی۔ وہ چلتا ہوا آگے آگیا۔ وہ بلا مقصد اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جب اس کی نگاہ بیڈ کے پاس گری دوائی پر پڑی۔

"اب تو ڈاکٹر نے کوئی میڈیسن نہیں دی اسے۔" وہ تعجب سے کہتا آگے بڑھا۔ اس کے جھک کر وہ دوائی اٹھا لی۔

"یہ کون سی دوائی ہے؟" عشال کی جتنی بھی دوائی آئی تھی وہی لے کر آیا تھا۔

"میں تو نہیں لایا۔" اس نے کہتے ہوئے فون نکالا اور تصویر لے لی۔ وہ اس پیک میں سے تقریباً ساری گولیاں کھا چکی تھی صرف دو باقی تھی۔ اس نے دوائی وہیں واپس قالین پر رکھ دی اور خود صوفے پر جا بیٹھا۔

"تم کب آئے؟" وہ تولیے سے چہرہ خشک کرتی باہر نکلی۔ "بس ابھی آیا۔ پاؤں کیسا ہے اب تمہارا؟" بولتے بولتے اس کی نگاہیں عشال کے پاؤں پر جا ٹھہریں۔
~~~~~~~~~~

"اب تو ٹھیک ہے۔ دیکھو آرام سے چل رہی ہوں۔" وہ چلتی ہوئی سنگل صوفے پر آ بیٹھی۔

"اور سر کی چوٹ؟" اس نے دونوں آبرو اچکائے۔

"وہ بھی کافی بہتر ہے۔ بھول گئے ڈاکٹر نے کیا کہا تھا؟" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں مجھے یاد ہے۔ زخم وقت لیتا ہے بھرنے میں۔" وہ سر ہلانے لگا۔

"تم آفس نہیں گئے آج؟" وہ اس وقت اسے دیکھ کر کچھ حیرت میں تھی۔

"آفس ہی جا رہا تھا۔ سوچا تمہیں دیکھتا جاؤں۔" وہ مسکرا کر کہتا کھڑا ہو گیا۔

"شام میں جلدی آجاؤ گے؟" وہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔ "شام میں کیا کام ہے تمہیں؟" اس نے قدم نہیں اٹھایا۔ "مجھے ایسے ہی باہر جانا ہے۔ میں تھک گئی ہوں ریسٹ کر کر کے۔" وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آجاؤں گا۔" وہ اپنے خیالوں میں غرق باہر نکل گیا۔ وہ بالوں کی پونی بناتی کھڑی ہو گئی۔ بال باندھ کر وہ جب بیڈ کے پاس آئی تو نگاہ اپنی دوائی دے یا ٹکرائی۔

"اوہو۔ یہ یہاں کیسے گری؟" وہ حیرت اور افسوس کے ملے جلے تاثرات لئے اسے اٹھانے لگی۔

"صائم نے دیکھی تو نہیں؟" اس نے پلٹ کر دروازے کو ایسے دیکھا مبادہ وہ ابھی بھی وہیں ہو۔

"اگر دیکھتا تو پوچھ لیتا مجھ سے۔ شکر ہے پتہ نہیں چلا اسے۔" وہ دوائی سینے سے لگاتی سانس خارج کرتی ہوئی بولی۔

"آگے سے دھیان رکھنا ہوگا مجھے۔" وہ منہ میں بڑبڑاتی الماری کی جانب بڑھ گئی۔

~~~~~~~~~~~~

وہ کمرے میں آیا تو مشائم کو اپنا منتظر پایا۔ زایان کی آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا۔

"بیگ کیوں نکالا ہے؟" وہ سمجھ نہ سکا۔

"شکر ہے تمہیں بھی یاد آیا کہ گھر بھی ہے تمہارا۔" وہ طنزیہ کہتی کھڑی ہوگئی۔

"تم خود ایسی حرکتیں کرتی ہو کہ مجھے جانا پڑتا ہے۔" اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا۔

"ٹھیک ہے پھر میں بھی جا رہی ہوں۔ ایسے انسان کے ساتھ میں نہیں رہ سکتی۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہتی قدم اٹھانے لگی۔ جونہی وہ زایان کے پاس سے گزری کلائی اس کے ہاتھ میں آگئی، مجبوراً مشائم کو رکنا پڑا۔

"تم اپنی مرضی سے اس گھر میں آئی تھی۔ اور جاؤگی میری مرضی سے۔" سخت مگر ٹھہرے ہوئے لہجے میں باور کرایا گیا۔
~~~~~~~~~~~~

"زبردستی نہیں کر سکتے تم میرے ساتھ۔" وہ احتجاجاً اسے گھورنے لگی۔

"جو دل میں آئے کر سکتا ہوں میں۔" مشائم کو اس کا پر اعتماد انداز بلکل پسند نہیں آیا۔

"مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔" اس نے کہتے ہوئے کلائی آزاد کروانی چاہی۔

"رہنا تو پڑے گا۔ جب تک میں چاہوں گا۔ اس گھر سے باہر ایک قدم بھی نہیں نکال سکتی تم میری اجازت کے بغیر۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا بول رہا تھا۔

"ورنہ کیا؟ کیا کرو گے؟" وہ اسے اکسانے لگی۔ زایان نے لب بھینچ لیے۔

"مجھے بھی اپنی گاڑی کے نیچے دے دو گے؟" وہ مسکرائی۔ "شٹ اپ مشائم۔" وہ درشتی سے بولا۔ چہرے پر بلا کی سختی تھی۔

"جس بات کا انسان کو علم نہ ہو اس بارے میں بکواس کرنے سے گریز برتنا چاہئیے۔" اس کی بازو پر گرفت اور مضبوط ہو گئی۔

"مجھے درد ہو رہا ہے۔" اس نے چہرہ جھکا کر زایان کے ہاتھ کو دیکھا۔

"مجھے اپنی بات دہرانے کی عادت نہیں۔ اور ہاں درندہ نہیں ہوں میں جو تمہیں اپنی گاڑی کے نیچے دے دوں گا۔" کہہ کر اس نے اس کی کلائی چھوڑ دی۔ وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی جو اب گھڑی اتار رہا تھا۔

"میرے ماضی کو کھنگالنا بند کر دو۔"

"اگر تم مجھے بتا دو تو میں وہ سب نہیں کروں گی جو تم نہیں چاہتے۔" وہ مفاہمت پر اتر آئی۔

"بتانے کے قابل نہیں ہے۔" وہ سپاٹ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"اپنے اندر کب تک رکھو گے؟" وہ کہتی ہوئی اس کے ساتھ آ بیٹھی۔

"آخری سانس تک۔" سنجیدگی کی حد تھی۔ مشائم سر جھٹک کر اس کی مخالف سمت میں دیکھنے لگی۔

"اگر یہی سب کرنا ہے تو پھر عادت ڈال لو میرے اس رویے کی۔ ایسا ہی ہوں میں۔" وہ بے رحمی سے کہتا فون نکال کر اس پر انگلی چلانے لگا۔ وہ ایک افسردہ نگاہ اس پر ڈالتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ زایان نے نگاہوں کا زاویہ نہیں موڑا اسے معلوم تھا وہ نہیں جائے گی۔

~~~~~~~~~~~~

"ماما بھوک لگی...." وہ اندر آتا خاموش ہوگیا۔ سامنے اس کی ماں فرش پر بیٹھی سسک رہی تھی۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں؟" وہ ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کچھ نہیں بیٹا...." وہ جلدی سے چہرہ صاف کرنے لگی۔ "بابا نے کیوں مارا آپ کو؟" وہ روز ایسے تماشے دیکھتا تھا اس لئے خود ہی سمجھ گیا۔
~~~~~~~~~~~~

"کچھ نہیں ہوا۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرانے لگی۔

"وہ کیوں مارتے ہیں آپ کو؟" آج اسے غصہ آنے لگا تھا۔ "نہیں مارا انھوں نے۔" وہ صاف مکر گئی۔ کہتے ساتھ ہی اسے سینے سے لگا لیا تا کہ وہ اگلا سوال نہ داغ دے۔

"میں پٹائی کروں گا ان کی۔ دیکھنا آپ۔" وہ ان سے الگ ہوتا ہوا بولا۔

"نہیں۔ بلکل نہیں۔ زایان تو بہت اچھا بچہ ہے نہ؟ میرا بیٹا ایسا کچھ نہیں کرے گا۔ وہ بابا ہیں آپ کے۔" وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتی نرمی سے بولی۔

"پھر وہ کیوں پٹائی کرتے ہیں آپ کی؟" وہ معصومیت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ میرے بیٹے کو بھوک لگی ہے نہ؟" وہ اس کی مدھم سی آواز بھی سن چکی تھی۔ وہ سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"آج میں نے آپ کی پسند کے چاول بنائے ہیں۔" وہ اسے گود میں لئے کھڑی ہو گئیں۔

"آپ نے نہیں رونا اب۔" وہ اپنے چھوٹے ہاتھ سے ان کے رخسار کو صاف کرتا ہوا بولا۔

"نہیں روتی۔" وہ اس کے چہرے پر بوسہ دیتی ہوئی بولی۔

~~~~~~~~~~~~
~~~~~~~~~~~~

"اس دھوکے باز کے لیئے رو رہی ہو تم؟" نجانے اچانک وہ کہاں سے آیا تھا۔ وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"نہ... نہیں...." وہ جلدی سے آنسو صاف کرنے لگی۔

"تمہیں اس گھٹیا انسان کے لیئے رونے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ سمجھی تم؟" وہ اسے بالوں سے پکڑتا ہوا بولا۔

"جی جی سمجھ گئی۔" وہ تیزی سے کہتی سر ہلانے لگی۔ "دل تو کرتا ہے تمہیں گاڑی کے نیچے دے دوں۔" اس کی نم آنکھیں دیکھ وہ تلملا کر بولا۔

"میں نہیں روتی اب۔" کہتے ہوئے اس نے سر جھکا لیا۔ زایان صوفے کے پیچھے چھپا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

"بابا گندے ہیں۔" وہ کراہیت سے بولا۔

"گھٹیا انسان ہو تم۔" اس نے کہتے ہوئے جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"کبھی معاف نہیں کروں گا تمہیں میں۔" اس نے ہاتھ کی پشت سے رخسار رگڑتے ہوئے کہا۔ آنکھوں سے نفرت چھلک رہی تھی۔ دروازے پر دستک ہونے لگی۔

"کم آن۔" وہ چہرہ ٹیشو سے خشک کر رہا تھا۔ دستک مسلسل ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ دروازہ میں نے لاک کیا ہے۔" اچانک اسے خیال آیا تو اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا چاہئیے؟" مشائم کو دیکھتا وہ روکھے سے انداز میں بولا۔

"صائم اور اسد آئے ہیں۔ تمہارا پوچھ رہے ہیں۔" وہ بغور اس کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جو رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔ "انہیں کہہ دو میں سو رہا ہوں۔" وہ کہہ کر واپس اندر چلا گیا۔

"زایان رو رہا تھا؟" وہ خود سے پوچھتی چلنے لگی۔

~~~~~~~~~~~

"ہمیں کیا معلوم طلاق کیسے ہوئی؟ گھر سے بے عزت ہو کر نکالا ہے یا عزت سے؟ نجانے کیا کیا عیب ہوں گے جو شادی کے بعد اتنی جلدی طلاق لے کر آگئی گھر، خدا جانے کیا کرتی ہوگی؟۔"

علی کی والدہ یہ باتیں مسلسل اس کے دماغ میں گھر کیئے ہوئے تھیں۔

"اگر وہ مجھے ایسا سمجھتی ہیں تو پھر رشتہ کیوں بھیجا ہے؟" وہ خفگی سے بولی۔

"اتنے شک و شبہات ہیں میرے کردار پر تو مت کریں اپنے بیٹے کا رشتہ۔ ہم نے مجبور کیا ہے کیا؟" وہ کہتی ہوئی ٹہلنے لگی۔ یہ باتیں اس نے فصی کے جنازے والے دن سنی تھیں۔

"مجھے دادو کو بتانا چاہئیے۔ ان کے علم میں بھی ہو کہ وہ میرے بارے میں کیسے خیالات رکھتی ہیں۔" وہ سر ہلاتی لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گئی۔
~~~~~~~~~~~

"کل سے کالج بھی جاؤں گی۔ اس سے زیادہ چھٹیاں نہیں میں لے سکتی۔" وہ اسکرین کو دیکھ رہی تھی۔

"کبیر کی ماما نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی میرے بارمیں۔" اس کے خیالات منتشر تھے۔

"حالانکہ ہم نے انہیں انکار کر دیا۔ پھر بھی ایسی کوئی بات نہیں کی۔ جبکہ وہ کر سکتی تھیں۔" وہ لب کاٹنے لگی۔

"میں کیوں سوچ رہی ہوں کبیر کے بارے میں۔" اس نے خود کو سرزنش کی۔

"ابھی دو دن پہلے تو اس کی منگنی ہوئی ہے۔" ایک افسوس سا تھا اس کے چہرے پر۔

"کہیں اس کی بات سچ ثابت نہ ہو جائے۔" یکدم اسے فکر لاحق ہونے لگی۔

"کیا میں پچھتا رہی ہوں اسے انکار کر کے؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

"نہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔" امل نے سر نفی میں ہلایا۔ "مجھے اس بارے میں کچھ سوچنا ہی نہیں چاہئیے۔" وہ کہتی ہوئی کی پیڈ پر انگلیاں چلانے لگی۔

~~~~~~~~~~~~

"جگہ کس کے نام؟" وہ ساری تفصیل سننے کے بعد بولا۔ "میرے مطابق مشائم کے نام ہے۔" وہ سوچ کر بولا۔
~~~~~~~~~~~~

"پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ جگہ مشائم کے نام ہے تو تم لوگ آسانی سے انہیں باہر نکال سکتے ہو۔ "کبیر مسکرایا۔ زایان سر اثبات میں ہلانے لگا۔ "تم یہ کام کروا دو پھر۔ جتنا جلدی ہو سکے۔ "وہ کپ اٹھاتا ہوا بولا۔

"ہاں تم فکر مت کرو۔ جلد ہی تمہاری جگہ تمہیں واپس مل جائے گی۔ "کبیر کے تسلی بخش جواب پر وہ مطمئن سا ہو گیا۔

"تم کبھی چکر ہی نہیں لگاتے۔ آنا کبھی میرے گھر۔ "زایان کپ واپس رکھتا ہوا بولا۔

"مصروفیت کے باعث ٹائم ہی نہیں ملتا۔ لیکن کوشش کروں گا۔ اسد کا بھی یہی گلہ رہتا ہے ہمیشہ مجھ سے۔ "وہ ہنسنے لگا۔

"وقت نکالا کرو۔ "زایان اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "نکالیں گے ضرور۔ "اس نے سر ہلایا۔

"اچھا وہ جو ایکسیڈنٹ والا کیس تھا۔ تم نے مجھے پھر بلایا ہی نہیں۔ "وہ جانے کے لیے کھڑا ہونے لگا تھا مگر پھر رک گیا۔

"وہ میں نے اور اسد نے سنبھال لیا تھا۔ تم فکر چھوڑ دو اس کی۔ "کبیر کے چہرے پر معدوم سی مسکراہٹ تھی۔

"تھینک یو یار۔" وہ مشکور سا بولا۔

"اسد کو کہو تھینکس مجھے نہیں۔ آدھا کام اس نے کیا ہے۔" وہ نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔

"اسے بھی کہوں گا۔ جم ہی جا رہا ہوں میں۔" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"پھر میں ڈنر کے لئے اصرار نہیں کروں گا۔" کبیر بھی کھڑا ہو گیا۔ "سمجھدار ہو۔" وہ مسکرا کر بولا۔

~~~~~~~~~~

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا۔ عشال پینٹنگ کرتی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ صائم وہیں دروازے میں ہی رک گیا۔

"تم کب آئے؟" وہ کافی دیر بعد اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ "ابھی۔" اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ جبکہ وہ کافی دیر سے وہاں کھڑا تھا۔

"پھر باہر کیوں کھڑے ہو؟" وہ اس کے انداز پر حیران تھی۔ وہ بنا کوئی جواب دئیے اندر آ گیا۔

"یہ دیکھو میری پینٹنگ...." وہ پہاڑوں کے بیچ کھڑی بچی کو دیکھنے لگا، جو اس نے بنائی تھی۔
~~~~~~~~~~

"میری توقع سے زیادہ اچھی بنی ہے۔" وہ مسرور سی بولی۔ چہرے پر نا ختم ہونے والی مسکراہٹ تھی۔

"تم کیوں کر رہی ہو اپنے ساتھ یہ؟" وہ اس کے بائیں جانب کھڑا تھا۔

"کیا کر رہی ہوں؟" وہ سمجھ نہ سکی۔ گردن بائیں جانب گھما کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا خوش رہنے کے لیے بس یہی ایک طریقہ رہ گیا تھا؟" وہ جیب سے دوائی کا پیک نکالتا ہوا بولا۔

عشال کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ چہرہ سفید پڑ گیا۔

"یہ تمہیں... تمہیں کہاں سے ملا؟" وہ دوائی لیتی ہوئی بولی۔

"تم پاگل ہو گیا؟ کس کے مشورے پر ڈرگز لے رہی ہو؟" وہ اسے دونوں بازوؤں سے پکڑتا ہوا بولا۔ چہرہ غصہ اور سختی کا عنصر لئے ہوئے تھا۔ عشال نے لب بھینچ لیے۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے...." وہ اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ جبکہ عشال نظریں چرا رہی تھی۔ "ہاں یہی طریقہ تھا میرے پاس۔" وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔

"ابھی جا کر میں پھوپھو کو بتاتا ہوں۔" اس نے کہہ کر دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ عشال اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔ "تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔" اس کے چہرے پر پریشانی کے سائے تھے۔

"میں ایسا ہی کروں گا تم دیکھنا۔ بلکہ تم ساتھ چلو میرے۔" وہ اس کی بازو پکڑتا درشتی سے بولا۔ وہ پہلی بار صائم کو غصے میں دیکھ رہی تھی۔

"نہیں صائم پلیز۔" اس کے آگے نہ بڑھنے پر ناچار صائم کو رکنا پڑا۔

"کیا وضاحت دینا پسند کرو گی تم اس حرکت کے لئے لیے؟ اور ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم تم کتنے وقت سے لے رہی ہو۔" وہ دروازہ بند کرتا اس کی جانب گھوما۔

"تب سے۔ جب سے زایان سے میری منگنی ختم ہوئی ہے۔" وہ رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کیا بولوں تمہیں...." وہ تنک کر کہتا صوفے پر جا بیٹھا۔

"میری بھی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔ لیکن اس کے استعمال کے بعد سے میں خوش ہوں۔ تمہارے سامنے ہوں میں۔ کم از کم یہ مجھے خوش تو رکھتی ہیں۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں کہتی دوسرے صوفے پر جا بیٹھی۔

"تم واپس چلی جاؤ۔ یہی بہتر ہے تمہارے حق میں۔" وہ جو اپنی سوچ میں گم تھا اس کے خاموش ہونے پر بول اٹھا۔ "مجھے نہیں جانا واپس۔" وہ قطعیت سے بولی۔

"کیوں نہیں جانا؟" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ "بس نہیں جانا۔ میرا دل لگ گیا ہے یہاں۔" اس نے شانے اچکائے۔

"یا تو تم واپس جاؤ یا پھر میں پھوپھو کو جا کر بتا دوں؟" وہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"کیوں کر رہے ہو ایسا؟" وہ زخمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیونکہ میں اپنی آنکھوں کے سامنے تمہیں برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں تمہیں روک نہیں سکتا۔" وہ تاسف سے اسے دیکھتا چلنے لگا۔

"مجھے نہیں جانا صائم۔" وہ اس کے پیچھے لپکی۔

"فیصلہ ہو چکا ہے۔" اس نے پلٹ کر کہا اور دروازہ کھول دیا۔ "تم میری زندگی کے فیصلے نہیں لے سکتے۔" وہ احتجاجاً بولی مگر وہ سنی ان سنی کرتا باہر نکل گیا۔

عشال آنکھوں میں آنسو لیے اس کی پشت کو دیکھنے لگی جو اس سے دور ہوتا جا رہا تھا۔

"نہیں جانا مجھے۔" اس نے دھیرے سے سرگوشی کی۔

"نہیں جانا۔" کہتے ہوئے اس نے دروازہ بند کر لیا۔

~~~~~~~~~~

"کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟" وہ کافی دیر سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"دل نہیں کر رہا میرا۔" مشائم فون ہاتھ میں پکڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

"رکھو اسے ابھی۔" اس نے حکم صادر کیا۔

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~

"اگر تم ڈسٹرب ہو رہے ہو تو میں چلی جاتی ہوں۔" کہہ کر وہ اٹھنے ہی لگی تھی کہ زایان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "کیوں کر رہی ہو ایسے؟ صبح ناشتہ بھی نہیں کیا تم نے۔ اور یقیناً دوپہر میں بھی نہیں کھایا ہوگا کچھ۔" وہ نرمی سے پوچھنے لگا۔ چہرے پر فکر تھی۔

"جب میرا دل ہوگا کھا لوں گی میں۔" سرد مہری سے جواب آیا۔

"اچھا مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ ناراض ہو؟" وہ پلیٹ سائیڈ پر کرتا اس کی جانب گھوم گیا۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے؟" وہ زخمی سا مسکرائی۔

"آف کورس۔ فرق پڑتا ہے مجھے۔ اچھا اب بتاؤ مجھے جلدی سے؟" وہ چھوٹے بچے کی مانند اسے بہلا رہا تھا۔

"مجھے نہیں بتانا۔" مشائم نے کہہ کر رخ پھیر لیا۔

"کیوں نہیں بتانا؟ ایسے کیسے معلوم ہوگا مجھے؟" وہ اسے گھور رہا تھا۔

"جیسے تم نہیں بتاتے مجھے کچھ۔" وہ تنک کر کہتی اسے دیکھنے لگی۔ زایان نے سانس خارج کیا اور لب بھینچ لیے۔ "میں چاہتی ہوں تم اپنے ماضی سے باہر نکل آؤ۔ سکون سے اپنی زندگی گزارو اور۔" وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

"میں سکون میں ہی ہوں۔" وہ اس کی بات کاٹتا ہوا بولا۔ "ٹھیک ہے پھر مجھ پر بھی اپنی مرضی مسلط کرنے کی سعی مت کرنا۔" وہ کہتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"تم اب بلاوجہ چیزوں کو بڑھا رہی ہو۔" وہ اکتا کر بولا۔ "کسی انسان کا بلاوجہ ایکسیڈنٹ کر دینا تمہارے نزدیک بلکل ٹھیک ہے؟" وہ جاتے جاتے رک گئی۔ زایان خاموش رہا۔

"جن کو تم اذیت میں مبتلا کر دیتے ہو ان کا کیا قصور ہے بتاؤ مجھے؟" وہ اس کی بازو ہلاتی ہوئی بولی۔

"مجھے اس بارے میں کچھ نہیں کہنا۔" اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔

"کیوں نہیں کہنا؟ کل کو تم پھر جا کر کسی کو اپنی گاڑی کے نیچے دے دو گے پھر؟" وہ اس کے مقابل کھڑی تھی۔

"ہاں دے دوں گا پھر؟" وہ چلایا۔

"کیوں؟ کیوں بے قصور لوگوں کو سزا دے رہے ہو؟" وہ ہارے ہوئے انداز میں بولی۔ چہرے پر تھکن واضح تھی۔

"کیونکہ میں اس انسان کو سزا نہیں دے سکا۔ کیونکہ میری ماں نے مجھے منع کیا تھا کہ میں اسے کچھ نہ کہوں۔" بولتے بولتے زایان کی آواز بھرا گئی۔

"کس بات کی سزا؟" وہ دھیرے سے بولی۔

"میری ماں کو تکلیف دینے کی سزا....." ابھی اتنا ہی بولا تھا کہ دو اشک ٹوٹ کر اس کے رخسار پر آ گرے۔ شاید وہ بھی اس بوجھ کو اٹھاتا تاتھک چکا تھا۔

"کیا ہوا تھا زایان؟" وہ اس کے پاس آتی آہستگی سے بولی۔ وہ سر کو نفی میں حرکت سے رہا تھا۔

"مجھے نہیں یاد کرنا وہ سب۔" وہ اپنے جذبات پر قابو پانے کی ممکن سعی کر رہا تھا۔

"ایک بار کرنا پڑے گا تمہیں۔ زایان ایک بار اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لو۔ ایک بار وہ تلخ یادیں نوچ کر باہر نکال دو۔" وہ اس کا بازو مضبوطی سے پکڑے کھڑی تھی مبادہ وہ چلا ہی نہ جائے۔

"بہت تکلیف دہ ہے۔" اس نے آہ بھری۔

"ایک بار کی تکلیف بار بار کی تکلیف سے بہتر ہے۔ ٹرسٹ می زایان۔" وہ اسے ساتھ لئے صوفے پر آ بیٹھی۔ زایان کا سر جھکا ہوا تھا۔ مشائم اس کے بولنے کی منتظر تھی۔

"وہ بہت برے تھے۔ میری ماما کو ہمیشہ مارتے رہتے تھے۔ مشائم کوئی دن ایسا نہیں ہوتا تھا جس دن ان کی آنکھ میں آنسو نہ آئے۔" وہ آنکھوں میں آنسو لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کرتے تھے وہ ایسا؟ تائی امی تو اتنی اچھی تھی۔" وہ بھی رنجیدہ ہو گئی۔ اس نے زایان کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لئے۔

"ہر وقت زخم دکھائی دیتے تھے۔ سسکیاں، آنسو، اذیت۔ جب تک انہیں دیکھا ایسے تڑپتے سسکتے دیکھا۔ وہ میری ماں تھی مجھ سے ان کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی، اور

انہیں تو بس موقع چاہیئے ہوتا تھا ماما کو دکھ دینے کا...." وہ میکانکی انداز میں بولتا جا رہا تھا۔

مشائم نے اس کے آنسوؤں کو صاف نہ کیا۔ وہ خود بھی رو رہی تھی۔

"بہت برا کیا انہوں نے...." وہ کہتا ہوا زار و قطار رونے لگا۔ مشائم نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا۔

"ایک دن سکھ کا نہیں دیکھا انہوں نے یار..." وہ ابھی بھی بول رہا تھا۔ وہ چاہتی بھی یہی تھی کہ وہ اپنے اندر کا دکھ باہر نکال دے۔

"میرا دل کرتا ہے انہیں جان سے مار دوں۔ انہیں اپنی گاڑی کے نیچے دے دوں جیسے میری ماما کے ساتھ انہوں نے کیا..." وہ ہچکیاں لیتا بول رہا تھا۔ وہ لب دانتوں تلے دبائے اس کی پشت تھپتھپا تا رہی تھی۔ بعض اوقات الفاظ سے زیادہ ساتھ معنی رکھتا ہے۔

~~~~~~~~~~

"ممانی صائم نہیں آیا آفس سے؟" وہ جو اس کی منتظر تھی بالآخر پوچھنے آ گئی۔

"نہیں بیٹا وہ تو اسلام آباد چلا گیا ہے۔ کہہ رہا تھا آفس کا کام ہے۔" وہ برتن نکال رہی تھیں۔

"اچھا۔" چہرے پر مایوسی در آئی۔
~~~~~~~~~~

"کب واپس آئے گا؟" وہ جگ میں پانی ڈالنے لگی۔

"یہ تو نہیں بتایا اس نے۔ کہہ رہا تھا اس بار زیادہ دن رکے گا۔ شاید کام زیادہ ہو۔" وہ خود سے اندازہ لگانے لگیں۔

"جی ہو سکتا ہے۔" وہ جگ اٹھائے باہر نکل آئی۔ ڈائننگ ٹیبل پر اسے رکھ کر وہ دروازے کی سمت چل دی۔

"میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تم؟" وہ شام سے نجانے کتنی بار اسے کال کر چکی تھی۔ اب بھی وہ فون کان سے لگائے کھڑی تھی۔

"کیا ناراض ہو تم مجھ سے؟ ہونا بھی چاہیئے ویسے۔" وہ خود ہی جواب دیتی لان میں ٹہلنے لگی۔

"تم مجھ سے بات نہیں کرو گے تو مجھے پتہ کیسے چلے گا تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے؟" وہ بولتی ہوئی میسج لکھنے لگی۔

صائم نے اس کا میسج پڑھ لیا تھا۔ عشال کا چہرہ کھل اٹھا۔ وہ اب جواب کی منتظر تھی۔ دس منٹ گزر چکے تھے مگر صائم کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا؟" وہ اداسی سے گویا ہوئی۔

"تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے؟" وہ فون کی اسکرین کو دیکھتی ہوئی خفگی سے بولی۔

"میں مس کر رہی ہوں تمہیں...." اس نے کہتے ہوئے میسج لکھ کر بھیج دیا۔ اب بھی کوئی جواب نہیں آیا۔

"شاید اس کی ناراضگی اتنی زیادہ ہے کہ وہ جواب دینے پر بھی آمادہ نہیں۔ اور پھر چلا بھی اتنی دور گیا۔" وہ فون ٹراؤزر کی جیب میں ڈالتی ہوئی بولی۔

"اب مجھے انتظار کرنا پڑے گا...." وہ منہ بنا کر کہتی وہیں کرسی پر بیٹھ گئی۔

~~~~~~~~~~~

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ گردن دائیں جانب موڑ رکھی تھی، نگاہوں کے سامنے زایان کا چہرہ تھا۔ نائٹ بلب کی روشنی میں بھی وہ زایان کے چہرے پر پھیلے سکوت کو دیکھ سکتی تھی۔ زایان کا دل ہلکا ہو چکا تھا مگر اب اس کا دل بھاری ہو گیا تھا۔

"تم اپنے اندر اتنا سب لئے ہوئے تھے؟ اور وہ بھی اتنے وقت سے؟" وہ دھیرے دھیرے سرگوشی کرنے لگی۔

"اسی لئے تمہارا رویہ اتنا عجیب تھا۔ کبھی اتنے اچھے تو کبھی اتنے برے۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"تائی امی کی نیچرل ڈیتھ نہیں تھی؟" یہ سوال اس نے خود سے کیا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے...." وہ ذہن پر زور ڈالنے لگی۔
~~~~~~~~~~~

"ان کا کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ ہاں..." یاد آنے پر وہ سر ہلانے لگی۔

"تو کیا واقعی تایا ابو نے انہیں..." اس سے آگے وہ بول نہ سکی۔

"پانی..." زایان کی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

مشائم نے فوراً کمبل پرے کیا اور بیڈ سے اتر گئی۔ گلاس میں پانی ڈالا اور زایان کے پاس لے آئی۔

"یہ لو پانی۔" اس کی آواز پر زایان نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ تھوڑا سا اوپر ہو کر پانی پینے لگا۔

"تم سوئی نہیں؟" وہ گلاس اسے واپس کرتا ہوا بولا۔

"نیند نہیں آ رہی تھی۔" وہ گھٹنے زمین پر رکھے اس کے سرہانے بیٹھی تھی۔

"تو کیا کر رہی تھی پھر؟" وہ گھڑی دیکھنے کی سعی کر رہا تھا۔

"تمہیں دیکھ رہی تھی۔" اس مدھم سی روشنی میں بھی زایان نے اس کے چہرے پر بکھری مسکراہٹ دیکھ لی تھی۔ وہ اس کی جانب کروٹ لئے ہوئے تھا۔

"اتنا پسند ہوں؟" وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ "ایسی باتیں بتائی نہیں جاتی۔ نظر لگ جاتی ہے۔" وہ اس کے بال ہٹا رہی تھی پیشانی سے۔

"مجھے جاننا ہے۔" زایان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"جی ہاں اتنے پسند ہو مجھے تم۔" مشائم نے دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک دبائی۔ وہ مسکرانے لگا۔

"اٹھو اب یہاں سے۔" وہ خفگی سے بولا۔ وہ واپس اپنی جگہ پر آ گئی۔

"کچھ اور جاننا ہے تمہیں؟ میں مزید تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا، ان کے جیسا نہیں ہوں میں۔" زایان نے کروٹ بدل لی۔

"کیا سچ میں تایا ابو نے تائی امی کا ایکسیڈنٹ....." وہ بولتی بولتی خاموش ہو گئی۔

"مجھے کنفرم نہیں ہے۔ مگر وہ اکثر کہتے تھے ایسا کہ میں تمہیں گاڑی کے نیچے دے دوں گا۔ اور پھر ماما کی ڈیتھ کار ایکسیڈنٹ میں ہوئی۔" وہ اس کے ہاتھ پکڑے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"اوہ...." وہ سر ہلانے لگی۔

"اور کیوں مارتے تھے وہ تائی امی کو؟" ایک یہ سوال اسے بے چین کیے ہوئے تھا۔

"ابھی سو جاؤ۔ پھر کبھی بتاؤں گا۔ اور ہاں صبح میرے ساتھ آفس جانا ہے تم نے۔ بہت کر لیا آرام تم نے۔" وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

"ٹھیک ہے باس۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"گڈ نائٹ۔" وہ آنکھیں بند کرتا ہوا بولا۔ وہ مشائم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

چند لمحے زایان کو دیکھنے کے بعد اس نے بھی آنکھیں موند لیں۔ اب وہ سکون سے سو سکتی تھی۔

~~~~~~~~~~~~

آج ہفتہ ہو گیا تھا صائم کو گئے۔ عشال فون کان سے لگائے زینے اتر رہی تھی۔ ہمیشہ کی مانند مایوسی ہوئی۔

"کیا تم کبھی میرا فون نہیں اٹھاؤ گے؟" وہ بے چینی سے کہتی تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔

"لو عشال خود ہی آ گئی۔" اسے کمرے میں آتے دیکھ نازیہ بول اٹھی۔

"بیٹا یہ کپڑے دیکھو۔ تمہیں کون سا سوٹ پسند ہے؟" روبینہ بیڈ پر پھیلے کپڑوں کی جانب اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ نازیہ بیڈ کے دوسرے کنارے پر تھی۔

"آپ دونوں پسند کر لیں۔ میں پہن لوں گی۔" اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"تم کب سے میری پسند کے پہننے لگی؟" نازیہ حیرت زدہ سی بولی۔

"اب پہن لوں گی۔ ممانی آپ کا فون کہاں ہے؟" وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا یہ رہا۔" وہ سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھاتی ہوئی بولی۔ "میں ایک فون کر لوں؟" وہ اجازت طلب کرتی آگے بڑھی۔ "ہاں کیوں نہیں۔ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے؟" وہ تعجب سے بولیں۔
~~~~~~~~~~~~

"تھینک یو..." وہ فون لیتی کمرے سے باہر نکل آئی۔

دوسری بیل پر صائم نے فون اٹھالیا۔

"جی ماما..." اس کی آواز اسپیکر پر ابھری۔

"ماما کے بچے۔" وہ تیزی سے بولی۔

"تم؟" اس نے حیرت سے کہتے ہوئے فون کان سے ہٹا کر اسکرین پر نمبر دیکھا اور پھر سے فون کان سے لگالیا۔

"ہاں میں۔ کیونکہ تم نے قسم کھائی ہے کہ میرا نمبر تو نہیں پک کرو گے۔" وہ غصے سے بولی۔

"اچھا کیا کہنا ہے تم نے؟" وہ احسان کرنے والے انداز میں بولا۔

"میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے؟ پتہ ہے تمہیں کتنا مس کر رہی ہوں میں؟" وہ ایک لمحے میں ناراضگی بھول گئی۔

"کیونکہ مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔" اس نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"کیوں؟" عشال کا منہ کھل گیا۔

"تم نے جو حرکت کی ہے اس وجہ سے۔" وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

"اچھا واپس کب آؤ گے؟" اس نے سہولت سے موضوع بدلنا چاہا۔

"جب تم اس گھر سے چلی جاؤ گی۔ "وہ جتنے سکون سے بولا عشال کا سکون ہوا ہو گیا۔
"کیا مطلب اس بات کا؟" وہ سمجھ کر بھی انجان بنی۔ "جب تک تم واپس نہیں چلی جاتی میں گھر نہیں آؤں گا۔ "اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔ عشال متحیر سی فون کی اسکرین کو دیکھنے لگی۔

"یہ کیا ہو گیا ہے اسے؟" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولی۔ "ایسے کیوں بول رہا تھا صائم؟ میں کیوں چلی جاؤں واپس؟" وہ آنکھوں میں نمی لئے چلنے لگی۔
"جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔ "اس نے خود کو تسلی دی اور روبینہ کے کمرے کا رخ کیا۔
~~~~~~~~~
" پیکنگ کر لی تم نے؟" وہ دروازہ کھول کر اندر آتا ہوا بولا۔ "ہاں کر تو لی ہے مگر جانا کہاں ہے؟" وہ الجھی الجھی سی اس کی جانب گھومی۔
"وہ بھی معلوم ہو جائے گا تمہیں ابھی چلو۔ "وہ آگے بڑھ کر بیگ اٹھانے لگا۔ مشائم کشمکش میں بتلا کبھی اس کو دیکھتی تو کبھی اپنے ہینڈ بیگ کو جو صوفے پر پڑا تھا۔ "سوچ کیا رہی ہو؟" وہ اسے ساکت کھڑے دیکھ کر بولا۔
~~~~~~~~~

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" وہ پیشانی پر بل ڈالے اسے دیکھ رہی تھی۔ "سرپرائز ہے۔" وہ مسکرایا۔

"عجیب ہو تم بھی۔" اسے اب یقین ہو چکا تھا کہ وہ نہیں بتائے گا اس لیئے اپنا ہینڈ بیگ اٹھانے لگی۔

"جیکٹ اچھی لگتی ہے تم پر۔" وہ گردن بائیں جانب موڑے اسے دیکھتا چل رہا تھا۔ "اچھا جی؟" وہ محظوظ ہوئی۔

"ہاں جی۔" وہ سر ہلاتا تیز قدم اٹھاتا آگے نکل گیا۔ مشائم گاڑی کے سائیڈ مرر کو دیکھتی اپنے بال ٹھیک کرنے لگی۔ گندمی رنگت پر کیا ہلکا ہلکا میک اپ اسے سوٹ کرتا تھا۔ گلے میں مفلر ڈال کر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"کتنے گھنٹے کی ڈرائیو ہے؟" زایان سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا جب وہ پوچھنے لگی۔

"جتنا بھی وقت لگے۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" وہ دونوں آبرو اچکانے لگا۔

"نہیں۔مجھے کیا اعتراض ہونے لگا۔" وہ شانے اچکاتی باہر دیکھنے لگی۔

"جب پہنچ جائیں گے منزل پر سب معلوم ہو جائے گا۔" وہ مسکرا کر کہتا گاڑی گیٹ سے باہر نکالنے لگا۔ مشائم خاموش رہی کیونکہ کسی بھی سوال کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ وہ اسے اندازہ لگانے کا مارجن بھی نہیں دے رہا تھا۔ اب اسے انتظار ہی کرنا تھا۔

~~~~~~~~~

"اور تم مجھے آج بتا رہی ہو یہ سب؟" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگیں۔

"روز کہتی تھی آج بتاؤں گی اور روز بھول جاتی تھی۔" وہ چادر اٹھا رہی تھی۔

"تم فکر مت کرو میں شاکر سے کہہ دوں گی کہ وہ انکار کر دے۔ جو شادی سے پہلے اتنی باتیں بنا رہے ہیں شادی کے بعد نجانے کیا سلوک کریں گے تمہارے ساتھ۔" وہ چہرے پر ناگواری لئے ہوئے تھیں۔

"جی اسی لئے میں نے سوچا آپ کو بتا دوں۔ اور یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ میں نے سن لیا ورنہ ہمیں کیسے معلوم ہوتا ان کے ذہن میں کیا ہے؟" وہ فون بیگ میں رکھتی زپ بند کر رہی تھی۔

"تم دفع کرو اس بات کو اب۔ ایسے لوگوں کے منہ ہی نہیں لگنا چاہئیے۔" نفیسہ کو رہ رہ کر ان پر غصہ آ رہا تھا۔

"اچھا دادو میں چلتی ہوں اب ٹائم ہو گیا ہے میرا۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتی بیگ اٹھانے لگی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" انہوں نے سر ہلایا تو امل نے قدم دروازے کی سمت بڑھا دئیے۔

ڈرائیور اس کا منتظر کھڑا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی گاڑی میں جا بیٹھی۔
~~~~~~~~~

گاڑی کالج کے گیٹ کے باہر رکی ہی تھی کہ امل کی نگاہ کبیر سے جا ٹکرائی۔ وہ عروج کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ ایک کشش سی تھی جو اسے کھینچ رہی تھی کبیر کی جانب۔ عروج کے قدم گیٹ کی جانب بڑھتے دیکھ وہ فوراً باہر نکل آئی۔

دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں۔ کبیر جو دروازہ کھولنے لگا تھا رک گیا۔

امل کے قدم اس کے سامنے آ رکے۔ "کیسے ہیں آپ؟"

"کیسی ہیں آپ؟" دونوں نے بیک وقت پوچھا۔ پھر دونوں ہی مسکرانے لگے۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟" امل کے خاموش رہنے پر کبیر بولنے لگا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ آپ کی منگنی کا سنا تھا۔ مبارک ہو۔" وہ پھیکا سا مسکرائی۔

"خیر مبارک۔" مگر وہ مسکرا نہ سکا۔

"جاب ٹھیک جا رہی ہے آپ کی؟" وہ نظریں چراتا ہوا بولا۔ "جی۔ میں اب چلتی ہوں۔" اسے وقت کے گزرنے کا احساس تھا۔

"جی ضرور۔" وہ اس کے راستے میں نہیں تھا مگر پھر بھی سائیڈ پر ہو گیا۔ امل نے ایک نگاہ اس کے صاف چہرے پر ڈالی جو کسی بھی تاثر سے پاک تھا اور آگے بڑھ گئی۔ "کیسی مبارکباد؟" وہ ہنس کر کہتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"میں کیوں رک گئی تھی؟" وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی چل رہی تھی۔

"اور کیوں میں انہیں دیکھ رہی تھی؟" وہ خود کلامی کر رہی تھی۔

"یہ جانتے ہوئے کہ میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان کی منگنی کسی اور سے ہو چکی ہے۔" وہ خود کو ڈپٹ کر کہتی دانت پیسنے لگے۔

"مجھے افسوس کیوں ہو رہا ہے؟" وہ آفس کے سامنے آ رکی۔ "میرا دماغ یقیناً خراب ہو گیا ہے۔" وہ جھرجھری لیتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف میرا وہم ہے۔" وہ اپنی نفی کرتی آفس کا دروازہ کھولنے لگی۔

~~~~~~~~~~

"ممانی مجھے فون دیں۔" وہ اتنا آہستہ بولی کہ اسپیکر تک اس کی آواز نہ جا سکی۔ روبینہ نے فون کان سے ہٹا کر اسے تھما دیا تو وہ فون لئے چلنے لگی۔

"ماما آپ کی دوائی زایان دے جائے گا۔" وہ فون کان سے لگاتی اسے سننے لگی۔ "اگر زایان نہیں آ سکا تو اسد آ جائے گا۔"

"صائم کیوں کر رہے ہو ایسے؟" وہ گھر کے عقبی حصے میں آ نکلی تھی۔

"تم نے کیوں فون لیا ہے ماما سے؟" وہ سرد مہری سے بولا۔ "کیونکہ تم مجھ سے بات نہیں کرتے۔ اچھا لگتا ہے میں بار بار ممانی کا فون لوں؟" چہرے پر خفگی تھی۔
~~~~~~~~~~

"تو مت لو۔ تمہیں کس نے مشورہ دیا ہے؟" وہ چڑ کر بولا۔ "میں نہیں لے رہی اب وہ دوائیاں۔ تم ایسے مت کرو۔" وہ روہانسی ہو گئی۔ صائم کا یہ انداز اسے ہرٹ کر رہا تھا۔

"تمہیں جس چیز سے خوشی ملتی ہے کرو۔ مجھے فرق نہیں پڑتا اب۔" وہ بے حسی سے گویا ہوا۔

"اگر تم واپس نہیں آئے تو میں پھر سے وہ ڈرگز لینا شروع کر دوں گی۔" عشال نے آخری حربہ استعمال کیا۔

"نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔ میری طرف سے جو دل میں آئے کرو۔" وہ لاپرواہ بنا ہوا تھا۔

"تمہیں زیادہ غصہ کس بات کا ہے؟" وہ سمجھ نہ سکی۔ "یہی کہ تمہیں وہ میڈیسن ہی خوش رکھ سکتی ہیں اور کوئی نہیں۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ مزید الجھ گئی۔

"کوئی مطلب نہیں میری اس بات کا۔" اس نے کہتے ہوئے فون بند کر دیا۔ عشال کا منہ کھل گیا۔

"کیسے واپس آؤ گے تم؟" وہ تشویش سے کہتی چلنے لگی۔ "مجھے ممانی سے بات کرنی ہو گی۔" وہ سر ہلاتی ہوئی!

"ہو گئی بات؟" روبینہ فون واپس لیتی ہوئی بولیں۔

"جی۔ ممانی آپ نے اسے کہا نہیں کہ واپس کیوں نہیں آ رہا؟ میرا مطلب اب تو مہینہ ہونے والا ہے۔" وہ کہتی ہوئی سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔

"اداس تو میں بھی ہو گئی ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے آفس کا کام ہے۔ اب میں کیا کہوں اسے؟" وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"ظاہر ہے آفس کا کام چھوڑ کر تو نہیں آ سکتا۔" وہ چبا چبا کر کہتی اپنے پاؤں گھورنے لگی۔

"بھابھی آپ وہ نمبر کا کہہ رہی تھی پھر دیا ہی نہیں مجھے۔" نازیہ ہاتھ میں پکڑا کپ ٹرے میں رکھتی ہوئی بولیں۔

"ہاں میرے ذہن سے نکل گیا۔ میں دیتی ہوں ابھی۔" وہ کہہ کر فون پر انگلی چلانے لگیں۔

"کس کا نمبر؟" عشال کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"بیٹا وہ رشتے والی آنٹی ہیں۔ ان کا نمبر دینا تھا۔" نازیہ کی بجائے روبینہ کی جانب سے جواب آیا۔

"کس کے رشتے کے لئے؟" وہ باری باری دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہارے رشتے کے لئے۔ جس کام کے لیے آئے ہیں وہ تو کریں اب۔" نازیہ روبینہ کے فون سے نمبر دیکھتی اپنے فون پر لکھنے لگی۔

عشال لب کاٹتی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

~~~~~~~~~~

راستے میں مشائم کی آنکھ لگ گئی۔ زایان نے بھی اس کی نیند میں خلل ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ جمائی روکتی سیدھی ہونے لگی۔

"کہاں تک پہنچے ہم؟" وہ زایان کو دیکھتی پھر ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگی۔

"بس پہنچنے والے ہیں۔" وہ سامنے سڑک کو دیکھ رہا تھا۔ مشائم کی نظروں میں شناسائی کی رمق ابھری۔

"یہ تو...." وہ آنکھیں سکیڑے باہر دیکھ رہی تھی۔

"جی یہ تمہارا آبائی شہر ہے۔" زایان اس سے قبل بول اٹھا۔ "یہاں کیوں آئے ہیں ہم؟" ایک لمحے میں وہ تلخ یادیں لوٹ آئیں تھیں۔ چہرے پر ناپسندیدگی تھی۔

"گھومنے پھرنے...." اس کے برعکس زایان خاصا پرسکون تھا۔ "مجھے نہیں گھومنا پھرنا یہاں۔ واپس چلو تم۔" وہ ناگواری سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ چلے جائیں گے واپس۔" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"میرا موڈ خراب ہو چکا ہے۔" وہ سنجیدگی سے کہتی اپنے شوز دیکھنے لگی۔
~~~~~~~~~~

"میں ٹھیک کرلوں گا۔ "کہہ کر اس نے گاڑی روک دی۔ مشائم سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ زایان نے انگلی سے بائیں جانب اشارہ کیا تو اس کی گردن دم بخود اس جانب گھوم گئی۔ نظروں کے سامنے اس کا گھر تھا۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں؟" وہ پھر سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم باہر تو چلو معلوم ہو جائے گا۔" وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ معمول کے خلاف گیٹ کھلا تھا۔

"گھر پر کوئی نہیں ہے؟" وہ دونوں گیٹ پار کر چکے تھے۔ "سب یہیں موجود ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتا اندر لے گیا۔ لاؤنج میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ بیگ رکھے ہوئے تھے، سامان بھی بکھرا ہوا تھا۔

"کیا چل رہا ہے یہاں؟" وہ زایان کو دیکھ کر کہتی سامنے کھڑی شمع کو دیکھنے لگی۔

"پوچھ تو ایسے رہی ہو جیسے کچھ معلوم ہی نہیں تمہیں۔" شمع تنک کر بولی۔

"کیا معلوم نہیں؟" وہ ناسمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ "اچھا نہیں کر رہی تم ہمیں یہاں سے نکال کر۔" وہ انگلی اٹھا کر وارن کرنے لگی۔

"رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔" زایان مسکراتا ہوا بولا۔ "مجھے معلوم تھا تم ایسا ضرور کرو گے۔ اسی لئے تمہیں سائیڈ پر کر دیا تھا ہم نے۔ مگر تم...." شمع اب زایان سے مخاطب تھی۔

"ماما میری چیزیں پیک ہیں ساری۔" آسیہ وہاں نمودار ہوئی۔ "آ گئی یہ چڑیل؟" مشائم پر نظر پڑتے ہی وہ حقارت سے بولی۔

"تمیز سے۔ ورنہ جو پولیس کل آئی تھی آج دوبارہ آ جائے گی۔" زایان بلند آواز میں بولی۔

"ہمیں یہاں سے نکال کر تم دونوں کون سا خوش رہ لو گے...." وہ ہنکار بھر کر کہتی بیگ سائیڈ پر کرنے لگی۔

"بہتر ہو گا زبان کی بجائے ہاتھ تیزی سے چلائیں اور گھر فارغ کریں رات تک۔ زبان چلانے سے کچھ نہیں ہو گا۔" وہ شمع کو دیکھ کر کہتا قدم اٹھانے لگا۔ مشائم کا ہاتھ زایان کے ہاتھ میں تھا سو وہ بھی اس کے ہمراہ باہر نکل آئی۔ وہ بس تلملا کر رہ گئی۔

"یہ سب کیا چل رہا ہے؟ تم اس دن پیپرز کا اس لیئے پوچھ رہے تھے؟" وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم نے خود تو کہا تھا کہ چاچو کی ساری جائیداد واپس چاہئیے۔ تو پھر اب؟" وہ اس کی تھوڑی پکڑتا ہوا بولا۔

"ہاں مگر ایسے۔" وہ منہ کھولے گھر کو دیکھ رہی تھی۔ "سرپرائز اچھا نہیں لگا؟" وہ حیران ہوا۔

"نہیں۔ دراصل یوں اچانک مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔ کیسے رد عمل ظاہر کروں۔" وہ جھنجلا کر کہتی اس کے سینے سے لگ گئی۔

"یہ ایک کام تھا سوچا جتنی جلدی ہو جائے اچھا ہے۔" وہ اس کے سر پر تھوڑی رکھے بول رہا تھا۔

"تھینک یو سو مچ زایان۔" وہ اس کی مشکور تھی۔

"یو ویلکم۔" زایان نے کہتے ہوئے اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔ "ابھی تو چلیں یہاں سے مجھے ان کی فضول باتیں نہیں سننی۔ سامان لے جانے میں وقت لگے گا انہیں۔" وہ اس سے الگ ہوتی ہوئی بولی۔

"ہاں چلتے ہیں۔" وہ سر ہلاتا جیب سے چابی نکالنے لگا۔

~~~~~~~~~~

"کہاں ہیں ماما؟ اور کیا ہوا انہیں؟ فون بھی نہیں اٹھا رہیں وہ؟" وہ اندر آتا گھبرا کر بولا۔

لاؤنج میں صرف عشال کھڑی تھی، سینے پر بازو باندھے۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔" وہ آگے بڑھتا برہمی سے بولا۔

"ممانی اور رما مارکیٹ گئی ہیں۔ سامان لینے۔ اور ان کا فون میرے پاس ہے۔" وہ پر سکون سی بولی۔
~~~~~~~~~~

"سامان لینے؟ مگر تم نے تو کہا تھا ان کی طبیعت ٹھیک نہیں؟" بولتے بولتے صائم کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"میرے پاس اور کوئی طریقہ نہیں تھا تمہیں واپس لانے کا۔" وہ شانے اچکاتی آہستہ سے بولی۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا؟ ایسی فضول حرکت کوئی کرتا ہے؟" وہ اس کی بازو پکڑتا غصے سے بولا۔ چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"آئم سوری۔" وہ ندامت سے کہتی سر جھکا گئی۔

"بات تو میں تم سے اب بھی نہیں کروں گا۔ اور آنے دو پھوپھو کو۔ بتاتا ہوں ان کی بیٹی کے کارنامے۔" وہ کہتا ہوا صوفے پر جا بیٹھا۔

"آئم سوری صائم۔ مگر میں کیا کرتی ماما میرے لئے رشتے دیکھ رہی ہیں۔" وہ کہتی ہوئی اس کے سامنے جا بیٹھی۔

"تو میں کیا کروں؟" وہ تنک کر بولا۔

"مجھے نہیں اچھا لگ رہا تمہارا یہ رویہ۔" وہ دکھ سے بولی۔ "اس لئے کہتا ہوں مجھ سے بات کرنے کی کوشش ترک کر دو۔" اس سے قبل کہ وہ اٹھتا عشال نے اس کی بازو پکڑ لی۔

"اور کیوں کروں میں ایسا؟ کیوں ایسے بن گئے ہو تم؟" وہ تڑپ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیونکہ تم ۔" وہ کہتا کہتا رک گیا ۔

"میں کیا ؟" وہ بے چینی سے گویا ہوئی ۔ صائم سر جھٹک کر دوسری سمت دیکھنے لگا ۔

"مجھے نہیں کرنی شادی ۔مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے ۔" وہ سر جھکائے بول رہی تھی ۔

صائم کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑے ۔ وہ چہرے پر حیرت لئے اسے دیکھنے لگا ۔

"کیا مطلب اس بات کا ؟" وہ جانتے ہوئے انجان بنا ۔

"تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے کتنا مس کیا میں نے تمہیں ۔" وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی ۔ وہ خاموش اسے دیکھ رہا تھا ۔

"وہ ڈرگرز بھی مجھے اب خوش رکھنے سے قاصر تھے ۔ جب تم گئے تھے تب میں لے رہی تھی مگر پھر اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا ۔مجھے وہ ڈرگرز نہیں تم خوش رکھ رہے تھے ۔"

اس روز بعد میں اسے صائم کی بات سمجھ آ گئی تھی ۔

"اور مجھے تمہارے ساتھ ہی رہنا ہے کسی اور کے ساتھ نہیں ۔" عشال نے کہتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے بھی اس کی بازو پکڑ لی ۔ صائم نے نگاہ جھکا کر اس کے ہاتھ دیکھے اور پھر اسے دیکھنے لگا ۔

"یہ تم اظہار کر رہی ہو ؟" وہ دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا ۔

"اور کیا ہے ؟" وہ بگڑ کر بولی ۔

"گھٹنوں پر بیٹھ کر کرنا چاہئیے تھا پروپوز۔ بلکہ باہر کے ملک میں تو اس سے بھی اچھے اچھے طریقے ہیں جو لوگ استعمال کرتے ہیں۔" وہ پر سوچ انداز میں بولا۔

"سب کچھ میں ہی کروں؟ تم کچھ نہیں کرو گے؟" وہ اس کی بازو چھوڑ کر بازو پر مکا مارتی ہوئی بولی۔ صائم کھل کر ہنسا۔

"اب تو نہیں جاؤ گے واپس؟ تم میرے ساتھ ہو گے تو میری ڈرگز کی عادت بلکل ختم ہو جائے گی۔ میں نے ایک سائیکٹرسٹ سے بھی رابطہ کیا ہے۔" وہ اسے کھونے پر آمادہ نہیں تھی۔

"ہاں پھر سوچا جا سکتا ہے۔" وہ نیم رضامندی ظاہر کر رہا تھا۔

"تمہیں میں اچھی نہیں لگتی؟" وہ اسے گھورنے لگی۔

"اچھا اب منہ صحیح کرو اپنا تنگ کر رہا تھا تمہیں۔ ماما سے بات کروں گا میں اس سلسلے میں۔" وہ اس کا پھلا ہوا منہ دیکھتا ہوا بولا۔

"آئی ہیٹ یو۔" وہ منہ بنا کر کہتی وہاں سے چل دی۔ جواب میں اسے صائم کا قہقہ سنائی دیا۔ عشال کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

~~~~~~~~~~~~

For more visit (exponovels.com)
~~~~~~~~~~~~

"بہت تھکاوٹ ہوگئی آج۔" وہ تولیہ صوفے پر اچھالتا ہوا بولا۔ مشائم گود میں تکیہ رکھے خاموش بیٹھی تھی۔ وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھا بیڈ کی جانب بڑھا۔

"کیا ہوا تمہیں؟" وہ اس کی گود میں رکھے تکیے پر سر رکھتا ہوا بولا۔

"کچھ نہیں۔" وہ سامنے دیوار کو دیکھتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

"کوئی تو بات ہے۔ ڈنر تک تو بلکل ٹھیک تھا تمہارا موڈ۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔

"ماما بابا یاد آرہے تھے۔ اس گھر میں کتنی ہی یادیں ہیں ہماری۔" بولی تو آنکھیں نم ہو گئیں۔

"بعض اوقات ایک دم سے ساری یادوں کا ریلا عود آتا ہے۔" زایان اس کی کیفیت سمجھتا تھا۔

"کبھی کبھی تو دل بہت بے صبر ہوجاتا ہے۔ بس نہیں چلتا کہیں سے جا کر لے آؤں میں انہیں۔" دو اشک ٹوٹ کر رخسار پر آگرے۔

"مگر جانے والے واپس نہیں آسکتے۔ افسوس۔" زایان کے چہرے پر تاسف تھا۔

"کاش اتنی جلدی وہ جاتے ہی نہ...." مشائم آہ بھرتی دوسرے ہاتھ سے آنسو صاف کرنے لگی۔

"کچھ چیزوں پر ہمارا اختیار نہیں ہوتا۔ اور کچھ حالات پر۔" ایک کرب سا تھا اس کے لہجے میں۔

مشائم نے کوئی جواب دینے کے بجائے خاموشی سے بیگ کراؤن سے ٹیک لگا لی۔

"بعض اوقات انسان بہت مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسے میری ماما تھیں۔" وہ اب بھی خاموش تھی اور ہوٹل کے اس کمرے میں صرف زایان کی آواز گونج رہی تھی۔

"رشتے سے انکار ماموں نے کیا تھا اور سزا میری ماں کو ملی۔ ساری زندگی بابا نے انہیں اسی بات کی سزا دی۔ اسی سبب اتنا ٹارچر کیا۔ اور وہ ساری زندگی اس ناکردہ جرم کی سزا کاٹتی رہیں، بابا کو قائل نہ کرسکیں کہ اس سب میں ان کا کوئی قصور نہیں۔" اس نے کہتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

"کون سا رشتہ؟" مشائم اپنے دکھ سے نکل کر اب اس کی باتوں میں گم ہو چکی تھی۔

"دو رشتے طے ہوئے تھے۔ ماما کا بابا کے ساتھ اور ماموں کا پھوپھو کے ساتھ۔ ماما کی شادی تو پہلے ہو گئی مگر پھر بعد میں ماموں نے منگنی توڑ دی۔ بابا نے نانا جان سے تعلق توڑ دیا۔ ماما کو بھی منع کر دیا ملنے سے، یہاں تک کہ نانا ابو کی وفات پر بھی انہیں جانے نہیں دیا۔" چہرے پر دکھ کے سائے پھیلے تھے۔

"وہ ساری زندگی انہی دکھوں کو سمیٹتی رہیں۔ اور بابا ان کو اس ایک جرم کی سزا ...۔" اس نے سانس خارج کرتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔ کتنی تلخ یادیں تھیں ان کے ماضی کی۔

"اوہ...." وہ تاسف سے اسے دیکھنے لگی۔

"اس وجہ سے وہ تائی امی سے خفا رہتے تھے۔" وہ سمجھتی ہوئی سر ہلانے لگی۔

"خیر چھوڑو اس سب کو...." وہ کہتا ہوا اٹھ گیا۔ زایان کا چہرہ بھی آنسوؤں سے تر تھا۔ مشائم نے دونوں ہاتھ سے اس کا چہرہ صاف کیا۔

"وہ چاہتی تھیں تم میری دلہن بنو۔ اور اب میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں بس خوش رہیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی نم آنکھوں سے مسکرانے لگی۔

"ہم ہمیشہ خوش رہیں گے۔" وہ بولی تو زایان بھی مسکرانے لگا۔

"اب کوئی دکھ نہیں جو تمہارا پیچھا کرے گا۔" وہ اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔

"صبح جلدی نکلنا ہے ہمیں۔ اب تم سوتی مت رہنا۔" وہ گھور کر کہتا پھر سے اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

"اب صبح کہاں جانا ہے؟" وہ آنکھیں صاف کرتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"صبح ہم جائیں گے ہنی مون پر۔ شادی کو اتنے مہینے ہو گئے کہیں گئے ہی نہیں ہم۔" وہ آنکھیں بند کرتا ہوا بولا۔ "مطلب لمبی چھٹی پر آئے ہو تم...." اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ "جی بلکل۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"میں الارم لگا لوں گی۔" وہ کہتی ہوئی فون اٹھانے لگی۔ زایان کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔ کچھ دیر بعد اس نے فون سے نگاہیں ہٹا کر اسے دیکھا تو وہ سو چکا تھا۔ "ڈرائیونگ کر کے کافی تھکاوٹ ہو گئی تمہیں۔" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

"اچھا ہوا تم نے وقت رہتے سب سنبھال لیا زایان۔ وقت رہتے تم نے اپنے اندر سے وہ دردناک یادیں نکال دیں ورنہ یہ یادیں تمہیں کھا جاتیں، کبھی خوش نہ رہنے دیتیں۔" وہ دکھ سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کسی بھی انسان کے لئے کتھارسس اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ سانس لینا۔ ورنہ بعد میں یہ دردناک، شرمناک یادیں کسی لاوے کی مانند پھٹ جاتی ہیں، جس میں اپنا بھی نقصان ہوتا ہے اور دوسروں کا بھی۔ رو کر اپنا غم ہلکا کرنا کمزوری ہرگز نہیں۔ یہ تو انسان کے احساسات کو صاف کرنے کا ایک عمل ہے۔ جس کے بعد انسان خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے، جو بوجھ دل پر ہوتے ہیں وہ ہوا ہو جاتے ہیں اور ہم سکون سے اپنی زندگی گزار سکتے ہیں۔

لوگ خودکشی اسی وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ اپنے لاشعور میں جمع تلخیوں اور تکلیفوں سے نمٹ نہیں پاتے، انہیں اپنے اندر سے نوچ کر باہر نہیں نکال پاتے، اپنے اندر سب جمع کرتے کرتے وہ سب ہار جاتے ہیں حتیٰ کہ زندگی بھی۔ "

"میں نے پہلی بار کتھارسس اپنی سائیکٹرسٹ کے سامنے کیا تھا۔ اور تم نے میرے سامنے۔ اب ہم دونوں اس بوجھ سے آزاد ہیں۔ ہم اپنی زندگی سکون سے گزار سکتے ہیں۔" وہ زایان کے چہرے کو دیکھتی ہوئی بول رہی تھی جہاں سکون ہی سکون دکھائی دے رہا تھا۔

~~~~~~~~~~

"اب کیسے آپ کا دل موم ہوگیا؟" سٹیج خالی ہوا تو وہ دھیرے سے بولنے لگا۔

"دل کی باتیں کسی کو سمجھ آئی ہیں آج تک؟" وہ سامنے کیمرہ مین کو دیکھتی مسکرانے لگی۔

"لیکن پھر بھی۔ پہلے تو آپ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ کیا یہ میری منگنی کا نتیجہ ہے؟" وہ گردن گھما کر اسے دیکھنے لگا۔

"شاید۔" امل ایک نظر اس پر ڈالتی پھر سے سامنے دیکھنے لگی۔ ہال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔

"سامنے دیکھیں آپ۔" وہ کبیر کی نظریں خود پر محسوس کرتی ہوئی بولی۔
~~~~~~~~~~

"اب تو نکاح ہو چکا ہے۔ حق رکھتا ہوں آپ کو دیکھنے کا۔" وہ کہہ کر سامنے دیکھنے لگا۔

"جانتی ہوں۔ مگر یہاں سب ہیں ایسے عجیب لگے گا اگر آپ مجھے دیکھتے رہیں گے۔" وہ سامنے کھڑی عروج کو دیکھنے لگی جو کسی سے بات کرتی ان دونوں کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔" اس نے سر کو ذرا سا خم دیا حالانکہ امل اسے دیکھ نہیں رہی تھی۔

"زایان کتنا برے لگے گا اب جانا۔" وہ گاڑی سے نکل کر وہیں رک گئی تھی۔

"اچانک کلائنٹ آ گئے بیٹھنا پڑا مجھے۔ کیا کرتا میں بتاؤ؟" وہ ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرنے لگا۔

"اب تک تو کھانا بھی کھلا دیا ہوگا۔ کیا سوچیں گے وہ کہ ہم صرف کھانے آئے ہیں؟" وہ آگے کو ہوتی اس کی ٹائی پکڑنے لگی تو زایان نے ہاتھ نیچے کر لئے۔

"انہیں معلوم ہے میرا انہیں سوچیں گے ایسا۔" مشائم کے برعکس وہ مطمئن تھا۔

"میں نہیں جا رہی اب۔" وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔

"ایسے نہیں جاؤ گی تم۔" وہ اس کی بازو پکڑتا ہوا بولا۔ وہ اسے گھورنے لگی۔

"اس کا مطلب میری چوائس کافی اچھی ہے۔" وہ اسے ساتھ لئے اندر بڑھ رہا تھا۔

"ساڑھی کی بات کر رہے ہو؟" وہ اسے دیکھنے لگی۔ زایان نے سر ہلایا۔

وہ سیاہ رنگ کی ساڑھی زیب تن کئے ہوئے تھی بھورے بال بائیں شانے پر ڈال رکھے تھے، ہونٹ سرخ لپ اسٹک سے پوشیدہ تھے۔ زایان بھی سیاہ رنگ کا تھری پیس پہنے ہوئے تھا، بڑے بالوں کے ساتھ بڑھی ہوئی شیو غضب ڈھا رہی تھی۔

"اگلے مہینے ہم بھی ایسے ہی ساتھ بیٹھے ہوں گے۔ وقت اتنا آہستہ چل رہا ہے۔" عشال آگے کو ہوتی اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگی۔ صائم کے لب مسکرانے لگے۔

"کیوں انتظار نہیں ہو رہا؟" وہ اس کی بے صبری پر ہنسنے لگا۔

"تم بس میرا مذاق ہی بناتے رہا کرو۔" وہ منہ بنا کر کہتی کھڑی ہو گئی۔

"کہاں جا رہی ہو مجھے یہاں بٹھا کر؟" وہ کھڑا ہوتا اس کے مقابل آ گیا۔

"ممانی شاید امل کے پاس جا رہی ہیں۔ مجھے بھی جانا ہے۔ اور وہ تمہارا دوست آ گیا ہے، اتنی دیر تو مل لو اس سے۔" وہ بائیں جانب دیکھتی ہوئی بولی۔

صائم نے گردن موڑ کر دیکھا تو زایان دکھائی دیا۔

"ٹھیک ہے تم امل سے ملو، میں بھی آتا ہوں پھر۔" وہ مسکرا کر کہتا چل دیا۔ عشال مسکراتی ہوئی روبینہ کی جانب چل دی۔

~~~~~~~~~~~

"آپ مجھے گھر چھوڑنے کیوں جا رہے ہیں؟" وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔
~~~~~~~~~~~

"میں نے انکل سے اجازت طلب کی۔ اور مل گئی اجازت۔ "وہ سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا۔

"یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں ہے۔ "امل برا مان گئی۔ "میرا دل کر رہا تھا۔ میرا دل کر رہا تھا تسلی سے آپ کو دیکھوں۔ "وہ بولتا ہوا اس کی جانب گھوما۔

چہرے پر خفگی تھی، میک اپ کیئے، ناک پر غصہ سجائے وہ پہلے سے زیادہ دلکش لگ رہی تھی، پستہ کلر کا کامدار سوٹ پہنے، سیاہ بال آگے کو ڈال رکھے تھے۔ کبیر سفید رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھا، بالوں کو سیٹ کیئے، صاف رنگت پر ہلکی ہلکی شیو اسے حسین بنا رہی تھی۔

"اندر ہال میں تو آپ نے منع کر دیا دیکھنے سے۔ "وہ مصنوعی خفگی لیئے بولا۔

"اچھا.... "امل نے چہرہ جھکا لیا۔ رخسار سرخ ہونے لگے۔ "مجھے یقین کر لینے دیں کہ مجھے آپ مل گئی ہیں۔ "وہ یک ٹک اس کے آدھ جھکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"اتنی محبت کرتے ہیں مجھ سے؟ "وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتی بے ساختہ بول اٹھی۔

"شاید اس سے بھی زیادہ۔ "وہ سنجیدہ تھا۔

"آپ کی منگیتر کی ڈیتھ کیسے ہوئی؟ اس دن آپ نے بتایا نہیں اور پھر موقع نہیں ملا مجھے پوچھنے کا۔ "وہ لب کاٹتی اسے دیکھ رہی تھی۔

"کینسر تھا اسے۔ مگر ہمیں نہیں بتایا انہوں نے جب منگنی ہوئی۔ "وہ سانس خارج کرتا ہوا بولا۔

For more visit (exponovels.com)

"اوہ...." امل کے چہرے پر تاسف پھیل گیا۔

"جی۔" وہ سر ہلاتا سیدھا ہو گیا۔

"کچھ کھانا پسند کریں گیں آپ؟ ویسے آج آپ کے گھر کا راستہ لمبا ہونے والا ہے۔" وہ گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

"آئسکریم کھاؤں گی میں۔ لیکن گاڑی میں بیٹھ کر۔" وہ اس بھاری جوڑے اور میک اپ کے ساتھ اندر نہیں جانا چاہتی تھی۔

"گاڑی میں بیٹھ کر ہی کھائیں گے۔" وہ اس کی جانب مسکراہٹ اچھالتا سامنے دیکھنے لگا۔ یہ مسکراہٹ کتنی نایاب اور قیمتی تھی؟ یہ تو صرف امل ہی جانتی تھی۔ اس کے لب دم بخود مسکرانے لگے۔ زندگی کے فیصلے وقت رہتے ہیں کر لینے چاہئیے ورنہ پچھتاوے ہاتھ آتے ہیں,اور امل اس بات کو اچھے سے سمجھ گئی تھی۔

~~~~~~~~~~

"میڈم میں کب سے انتظار کر رہا ہوں۔" مشائم کو آتے دیکھ وہ خفگی سے بولا۔

"امل کی دادو باتیں کرنے لگ گئی تھیں۔ بیچ میں چھوٹ کر آنا,,ایسے اچھا لگتا؟" وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔

"کون سی باتیں ہو رہی تھیں؟" وہ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔
~~~~~~~~~~

"مجھے فلو ہو رہا ہے۔ راستے میں دوائی لے لیں کہیں سے۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال رہا تھا جب وہ بولی۔

"اچھا میں دھیان رکھوں گا۔" وہ سر ہلاتا سیٹ بیلٹ باندھنے لگا۔

"اور کوئی حکم؟" وہ آج کافی اچھے موڈ میں تھا۔

"گھر چلیں اب میں تھک گئی ہوں۔" وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتی ہوئی بولی۔

"سر دبا دوں میں؟" وہ لب دانتوں تلے دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"گھر چلو پھر دبانا۔" وہ شریر لہجے میں بولی۔

"شرم کرو شوہر سے خدمت کرواؤ گی؟" وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔

"بیوی کر سکتی ہے تو شوہر کیوں نہیں؟" وہ آنکھیں سکیڑ کر دیکھتی سیدھی ہو گئی۔

"جی بلکل بلکل۔" وہ تائیدی انداز میں سر ہلانے لگا۔ مشائم اس کے انداز پر مسکرانے لگی۔

"یہ ایسے ٹھیک ہے اب۔" وہ اس کا سر اپنے شانے پر رکھتا ہوا بولا۔

"سو جاؤں گی میں ایسے۔" اسے زایان کے شانے پر سر رکھ کر سکوں ملتا تھا۔

"سو جاؤ۔ میں اٹھا کر لے جاؤں گا اندر۔ "وہ کہہ کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔ مشائم نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

ختم شد.....

For more visit (exponovels.com)